قال اللہ تعالیٰ

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

حجاج کو مسائل حج اور ضروریات سفر سے واقف بنانے کیلیے

معلم الحجاج مکمل محشی

ملقب

اشرف المناسک

مع اضافات جدیدہ وقدیمہ

مؤلفہ

حضرت مولانا الحاج القاری سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

مفتی اعظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

○

مکتبہ مدنیہ

۱۶- اردو بازار ○ لاہور

فون ۹۲۵۲۰

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

حُجّاج کو مسائلِ حج اور ضروریاتِ سفر سے واقف بنانے کے لیے

مُعَلِّمُ الحُجّاج مکمّل مُحشّیٰ

ملقّب بہ

اشرفُ المناسِك

مع اِضافاتِ جدیدہ و قدیمہ

مؤلفہ

حضرت مولانا الحاج القاری سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

مفتی اعظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

مکتبہ مدنیہ

۱۷- اردو بازار ○ لاہور

فون ۶۲۵۳۰

عرض ناشر

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. امابعد اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضرت مولانا الحاج قاری سعید احمد صاحب مفتی اعظم جامعہ عربیہ مظاہر علوم سہارنپور نے معلم الحجاج مکمل و محشی جیسی عظیم الشان جامع اور مفصل کتاب کو لکھ کر حجاج کرام پر زبردست احسان فرمایا ہے۔ درحقیقت اس اہم اور عظیم الشان سفر کے لئے عرصۂ دراز سے ایک ایسی ہی کتاب کی ضرورت تھی جو حاجیوں کی تمام ضروریات پر مشتمل اور احکام و مسائل حج کو حاوی ہو اور حاجیوں کی قدم قدم پر پوری رہنمائی کر سکتی ہو۔ اس اہم دینی ضرورت کو حضرت مفتی صاحب نے معلم الحجاج کو تصنیف فرما کر پورا کر دیا ہے جس سے ابتک ہزارہا بندگان خدا مستفید ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اس سفر میں معلم الحجاج کے ساتھ ہوتے ہوئے پھر کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی یوں تو اللہ کے نیک بندوں نے حج پر بیشمار چھوٹی بڑی کتابیں لکھی ہیں جن کی افادیت سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن ان کتابوں میں اختصار کی وجہ سے بہت سی چیزیں نہیں لکھی جا سکیں جنکی ضرورت اس طویل سفر نیز دوران حج میں اکثر حاجی کو پیش آتی رہتی ہیں مگر معلم الحجاج میں باوجود سیکڑوں مسائل و فضائل اور جملہ ضروریات سفر کے ہر ایسی چیز کو پورے اہتمام سے جمع کر دیا گیا ہے جس کی ضرورت حاجی کو کبھی اور کسی وقت بھی پڑ سکتی ہے۔ اسی لئے علماء کرام اور اہل تجربہ حضرات دوران حج اور سفر حج کی ہر غلطی اور دیگر ناجائز امور سے بچنے کے لئے بجائے دوسری کتابوں کے معلم الحجاج اور فضائل حج ان دونوں کتابوں کو مطالعہ میں رکھنے اور سفر حج میں ہمراہ لیجانیکا مشورہ اور تاکید فرماتے ہیں۔ حجاج کو جہاں معلم الحجاج سے ایکہزار مسائل و فضائل اور آداب سفر و زیارت اور مقامات و مزاراتِ مقدسہ کی تشریح و تاریخ وغیرہ کا علم ہوتا ہے وہاں "فضائل حج" مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث مظاہر علوم سے حج کی ترغیب اور فضیلت اور عاشقان خدا کے واقعات کا بھی علم ہو جاتا ہے زیر نظر کتاب کے پہلے ایڈیشن کے بعد ہر اشاعت میں خود مصنف دامت برکاتہم اور دوسرے اہل علم اور اہل تجربہ نے اس میں کچھ مشورے بھی عنایت فرمائے چنانچہ دوسری اشاعت میں قاری شبیر محمد صاحب سندھی نے بعض اضافات کا مشورہ دیا اور کچھ حواشی تحریر فرمائے۔ تیسری اشاعت میں مولوی واحد بخش صاحب لائلپوری نے کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کی اور بعض مفید اضافات کا مشورہ دیا اور خود مصنف دامت برکاتہم نے اصلاحات اور مشوروں کو قبول فرما کر خود بھی نظر ثالث فرمائی اور پھر چوتھی بار حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پورے سفر حج ۱۳۸۶ھ میں اس رسالہ کو سامنے رکھا اور استفادہ کے ساتھ ساتھ بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر جہاں مضامین کی تبدیلی یا ترمیم، اضافات یا تسہیل کی ضرورت تھی بطور مشورہ کتاب میں جابجا تحریر فرما دی اور مصنف دامت برکاتہم نے نظر رابع میں ان مشوروں کو مفید سمجھکر عموماً قبول فرمایا اور خود بھی حسب ضرورت اصلاحات فرمائیں نیز اب اس عکسی ایڈیشن میں، آیات، احادیث اور دعاؤں کے ترجمہ کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ ناشر احقر محمد الیاس عفرلہ مظاہری

تمہید رسالہ ھذا

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد۔ حج کی اہمیت اور اس کا عالی مرتبہ ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہ اسلام کے ان پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جن پر اسلام کی چھت قائم ہے اور شعائر اسلام میں سے ایک بہت بڑا شعار ہے۔ لیکن وہ خصوصیت جسکو اس کا طرۂ امتیاز کہنا چاہیے یہ ہے کہ حج بیت اللہ اور اس کے مخصوص احکام و افعال اللہ تعالیٰ اور بندہ کے اس مخصوص تعلق کے مظاہر ہوتے ہیں جو عشق و محبت کی حالت میں ایک نمک خوار غلام کو اپنے محسن و محبوب و منعم حقیقی و آقا کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ایک سچا عاشق جو اپنی بدکرداریوں غفلتوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے اپنے آقا و محسن و مطلوب سے کوسوں دور جا پڑا ہو اور مدتوں برسوں کے ہجران کے بعد پلٹا کھا کر بیدار ہو اور اپنے مربی حقیقی کے فراق و محبت میں حیران و پریشان ہو۔ نہ اس کو اپنے تن بدن کی خبر ہو اور نہ کپڑے اور صورت کی طرف توجہ اور نہ کھلے ڈھکے ہونے کی طرف التفات ہو۔ اپنی بدکرداریاں پیش نظر ہوں اور دل کے اندر ایک درد ہو جو محبوب حقیقی کی طرف کھینچ رہا ہو۔ لیکن سرکشی اور نافرمانیوں کا حجاب ہو کر محبوب حقیقی کی طرف جانے سے مانع ہو۔ بدافعالیاں پیش نظر ہو کر سبب ندامت بنگئی ہوں اور عمر بھر کی پیہم غفلتوں نے محبوب کے سامنے آنے یا باریابی کی درخواست کرنیکی ہمت توڑدی ہو لیکن دل میں ایک تڑپ ہو کہ محبوب حقیقی کی طرف کھینچ رہی ہو، ایک کشش ہو جو اپنے قدیمی آقا کے فراق میں تڑپا رہی ہو کہ "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" برسوں کا راستہ ہو، راہ میں سمندر ہوں، ناداری مفلسی ہو، اور سینکڑوں قسم کے تفکرات و تردّدات ہوں، وصال کے تمام راستے مسدود اور امیدیں پامال ہوگئی ہوں۔ عین اسی حالت میں محبوب حقیقی کی طرف سے یک لخت عنایات کا دروازہ کھل جائے اور ہر قسم کا سازوسامان عطا ہو جائے۔ سفر کیلئے مہینوں کی مسافت کو دنوں میں طے کرنیوالی سواری سمندروں کے پار کرنے کیلئے تیز رو جہاز اس کے ساتھ ہی آقا کا ایک مخصوص منادی یہ آواز بھی دے رہا ہو کہ آؤ جنکو ہم سے محبت کا دعویٰ ہے۔ جو ہم سے ملنا چاہتے ہیں ہمارے دربار عام میں حاضری دو، سفر کے لئے سواری بھی ہماری طرف سے موجود ہے، زاد سفر بھی ہماری طرف سے عطا ہوگا۔ دوسری ضروریات زندگی تمہارے لئے اور تمہارے متعلقین کے لئے بھی ہمارے خزانہ سے دیجائیں گی۔

یہاں ان کاذب مدعیان محبت کا ذکر چھوڑ دیجیے جن کی محبت کا منتہا صرف دعویٰ ہے۔ بلکہ اس سچے عاشق کا ذکر کیجیے جس کے دل میں محبوب حقیقی کے فراق کی چنگاری تھی، جو دائمی حضوری کا متمنی تھا

منعم حقیقی کے ہجران میں بے چین تھا کہ باریابی کے اس صلائے عام اور منادی کے بعد اس کی کیا حالت ہو گی کیا وہ بزبان حال یہ نہ کہے گا۔ ؎

اے اڑ کے مجھکو ہو لائے کوئے دوست — مست و سرشار دعوتِ نگراں سوئے دوست
سربسر ہو فرشِ خاکِ کوئے دوست — دیکھکر بے تاب تابِ روئے دوست
میری چشم شوق ہو اور روئے دوست — دل ہو پیشِ نرگسِ جادوئے دوست
جب محب حسرت سے دیکھے سوئے دوست — جوش پر آجائے اکدم جوئے دوست
رات دن بس میں ہوں اور پہلوئے دوست — دوست دیکھے سو سُدل میں سوئے دوست
بیٹھ کر دن رات ہم پہلوئے دوست — جذب سب کر لوں میں رنگ و بوئے دوست
ہو بہو ہو جاؤں میں ہم خوئے دوست — ہُو بہو بن جاؤں میں ہمروئے دوست
تا دمِ آخر نہ چھوٹے کوئے دوست — یہ اسیر زلف عنبر بوئے دوست

ہو میسر اب تو دیدِ روئے دوست
تا بہ کے یہ ہائے ہاؤ ہوئے دوست

اور کیا وہ اس صلائے عام کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر لبیک لبیک کہتا ہوا محبوب حقیقی کی طرف بلا توقف بڑھتا ہوا نہیں چلا جائیگا۔ کیا اگر واقعی اسکو اپنے آقا سے محبت تھی۔ اس کے ملنے کی تمنا تھی، وہ تجانوابلی کی صدا لگا چکا تھا، اس کے دل میں محبت کی چنگاری اپنا اثر کئے ہوئے تھی، اس صدا کے بعد ان اسباب کے ہوتے ہوئے اسکی فکر میں پڑیگا کہ بدن پر موزوں لباس ہو، سر پہ ٹوپی، بیوی سے تعلقات زن و شوئی کا مشغلہ، دوستوں سے شکار اور دوسرے تفریحی اور آقا سے غافل کرنے والے مشاغل ہوں؟

نہیں! اگر وہ حقیقی اور سچا عاشق ہے تو اسکی یہ حالت ہو گی کہ عیش و آرام تکلفات، اور فرصت کی سب باتوں کو بھول جائے گا نہ اس کو اپنے ناخن اور بالوں کے بڑھ جانے کا خیال ہو گا نہ کپڑے کے موزوں ہونے کی پرواہ ہو گی، بس وہ ہو گا اور محبوب کی لَو ہو گی اور کہے گا ؎

اب تو میں ہوں اور شغل یادِ دوست — سارے جھگڑوں سے فراغت ہو گئی

اور ؎

ایک تم سے کیا محبت ہو گئی۔ — ساری خلقت ہی سے وحشت ہو گئی

اور بار بار محبوب کی صدا کے جواب میں سر کے بل حاضری کو ظاہر کرنے کے لئے لبیک لبیک پکارتا ہو گا اس کی حالت ایک سودائی مجنوں کی سی ہو گی جو دیکھنے والوں کو بزبان حال یہ بتلا رہا ہو گا ؎

شوق کو دھن ہے کہ چل کر اسکو ڈھونڈ ✿ لوگ کہتے ہیں کہ سودا ہو گیا
آپ کی دُھن ہے کہ سودا ہو گیا ✿ ہائے کیا جانے مجھے کیا ہو گیا

اور کہے گا کہ ؎

وہ بے تابیاں جن کی عادت نہ تھی ✿ شب و روز کا مشغلہ ہو گیا

اور اپنے فقیرانہ لباس اور شاہانہ مسرتوں اور بامرادیوں کو دیکھ کر کہے گا ؎

عشق میں ذلت بھی عزت ہو گئی ✿ لی فقیری بادشاہت ہو گئی

اور کہے گا ؎

زاہدا حال مرا دیکھ کے حیراں کیوں ہے ✿ اثر عشق ہے یہ گردش ایام نہیں
مذہب عشق کی دنیا ہی نرالی دیکھی ✿ سحر و شام وہاں یہ سحر و شام نہیں

پس در محبوب پر پہونچکر سنگ آستانہ کو چومے کبھی اس کے گرد رقص اور طواف کریگا۔ اور اپنے نفس کو خطاب کر کے بزبان حال کہے گا ؎

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر ✿ کہ مبادا بار دیگر نہ رسی بدیں تمنا

اسی شوق و محبت کی حالت میں اگر وہ عاشق صادق ہونے کے ساتھ عاقل بھی ہے تو جہاں اسکو بیتابی اور اشتیاق ہوگا، جوش محبت اور شوق باریابی میں اپنے تن بدن راحت و آرام سے بیخبر ہوگا تو دوسری طرف محبوب کے دربار کا احترام، اس کے احکام کا پاس اور بیحرمتی و بے عظمتی سے لرزاں بھی ہوگا۔ اسلئے کہ سچے عاشق کا عین اشتیاق و بیتابی میں بھی یہ حال ہوتا ہے ؎

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے ✿ نالہ تھمتا ہوا رکتی ہوئی فریاد رہے

یعنی وہ درباری داری اور ظاہری احکام اور احترام کو بھی ملحوظ رکھے گا۔
پس جن حضرات کو حق تعالیٰ اپنے دربار کی باریابی نصیب فرمائیں تو بقول مولانا روم ان پر کیا کچھ نہ گذرے گی

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود ✿ گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

پس حج اسی محبت کا مظاہرہ ہے اور اس کے مناسک و افعال جو ظاہر بیں کو خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں اسی محبت کی تصویریں ہیں اور گویہ بجائے خود ایک حد تک صحیح ہے کہ ؎

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دیگی ✿ ذرا آہستہ آہستہ ادھر رجحان پیدا کر

لیکن دربار شاہی میں پہونچنے کیلئے بعض خاص خاص آداب ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا علم خاص

درباری ہی لوگوں کو ہوتا ہے اور مدعی عقل و محبت پر ان کی بجا آوری اور احترام ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے ان احکام کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے جو درباریوں کے واسطہ سے ہی ہوسکتا ہے اور ان کے علم کے بعد ہی دربار کے لائق تعظیم و تکریم ممکن ہے لیکن چونکہ یہ سفر اکثر حضرات کو عمر بھر میں پہلی دفعہ پیش آتا ہے اسلئے اجنبیت کی وجہ سے بعض موقعوں پر ناواقفیت سے ناجائز اور خلاف احترام امور کا صدور ہوجاتا ہے یا فضائل سے محرومی رہتی ہے حتی کہ بعض اوقات حج ہی باطل ہوجاتا ہے۔ اور اردو زبان میں ابتک کوئی ایسا مفصل رسالہ جو تمام احکام اور ضروری معلومات کو جامع، عام فہم اور سہل ہو موجود نہ تھا اسلئے احقر کو عرصہ سے ایسے رسالہ کے تصنیف ہوجانے کی تمنا تھی۔ اور چونکہ ایسے رسالہ کی تصنیف کے لئے کسی متبحر عالم کی ضرورت تھی جو جزئیات و افتاء سے واقف ہونے کے ساتھ سفر حج بھی کرچکا ہو۔ چنانچہ احقر نے اپنی اس تمنا کو اپنے محترم حضرت مولانا الحاج الفاری سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ جناب موصوف نے نہایت ہی دلداری اور شوق کے ساتھ درخواست کو منظور فرما کر بڑی کاوش کے بعد رسالہ ہذا کو ایسے عمدہ سلیس طرز پر تصنیف فرمایا کہ عیاں راچہ بیاں آپ کے سامنے ہے مضمون کی مناسبت سے رسالہ کا نام **معلم الحجاج** تجویز کیا جاتا ہے۔ اور حضرت حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی صاحبؒ کے نام نامی اور اسم گرامی سے تبرک حاصل کرتے ہوئے **اشرف المناسک** کے نام سے ملقب کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ سفر عموماً حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے ذیل میں وہ اشعار بھی نقل کئے جاتے ہیں جو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ نے یاد مدینہ کے عنوان سے نظم فرمائے ہیں۔ جس میں اول عاشق کی اس حالت کو لکھا ہے جو حاضری سے پیشتر شوق و اضطراب میں ہوتی ہے۔ دوسری وہ حالت جو "باریابی" اور "حضوری" کے وقت ہوتی ہے۔ تیسری جو "واپسی" کے بعد ہوتی ہے۔ پہلی حالت کو "اضطرار مدینہ" دوسری کو "بہار مدینہ" تیسری کو "یادگار مدینہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مطالعہ کا طریقہ

اس رسالہ سے استفادہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اول تمام رسالہ کو غور کے ساتھ ایک مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ دیکھ لیا جائے۔ اور اس کے مضامین کو ذہن نشین کرلیا جائے پھر موقعہ پر جس مضمون کے دیکھنے کی ضرورت ہو نکال کر دیکھ لیا جائے۔

ناظرین سے درخواست

اب آخر میں اس کتاب سے منتفع ہونے والے حضرات سے التجا ہے کہ وہ سب حضرات اپنے مخصوص اوقات میں حضرت مفتی صاحب (مؤلف کتاب ہذا) و جملہ مشائخ عظام کے رفع درجات کیلئے اور استاذ محترم مولانا ظہور الحسن صاحب مدظلہ ناظم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون جن کے ارشاد پر یہ تصنیف عمل میں آئی ہے۔ نیز احقر اور جملہ مسلمانوں کیلئے خصوصیت سے دعا فرمادیں کہ حق تعالی ایمان پر خاتمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اتباع نصیب فرمادیں۔ اور حرمین شریفین کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور قلب کو سکون بخشیں آمین ثم آمین۔

خاکپائے حسین احمد مدنی رح احقر محمد الیاس غفرلہ (مظاہری)

اضطرار مدینہ

مبارک ہو اے بے قرار مدینہ — بلا وا ہے یہ اضطرار مدینہ
الہی دکھادے بہار مدینہ — کہ دل ہے بہت بیقرار مدینہ
یہ دل ہو اور انوار کی بارشیں ہوں — یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ زار مدینہ
ہوائے مدینہ ہو بالوں کا شانہ — ہو آنکھوں کا سرمہ غبار مدینہ
وہاں کی ہے تکلیف راحت سے بڑھکر — مجھے گل سے بڑھکر ہے خار مدینہ
کبھی گرد کعبہ کے ہوں میں تصدق — کبھی جا کے ہوں میں نثار مدینہ
کبھی لطف مکہ کا حاصل کروں میں — کبھی جا کے لوٹوں بہار مدینہ
رہے میرا مسکن حوالی کعبہ — بنے میرا مدفن دیار مدینہ
پہونچکر نہ ہو لوٹنا پھر وہاں سے — وہیں رہ کے ہوں جاں سپار مدینہ
بصد عیش سوؤں میں تا صبح محشر — جو ہو میرا مرقد کنار مدینہ
مجھے چپہ چپہ زمیں کا ہو طیبہ — میں ایسا بنوں رازدار مدینہ
میں پسماندہ ہوں کیوں نہ حسرت سے دیکھوں — سوئے عازمان دیار مدینہ
وہاں جلوہ فرما حیات النبی ہیں — زہے زائرین مزار مدینہ
نمک بر جراحت ہے اُف ذکر طیبہ — کہ ہوں آہ میں دل فگار مدینہ
ہو طے جلد اے رہ گذار مدینہ — بہت سخت ہے انتظار مدینہ
میں جاؤں وہاں نیک اعمال لے کر — کہ یارب نہ ہوں شرمسار مدینہ

الٰہی بصد شوق مجذوب پہونچے
یہ ناکام ہو کامگار مدینہ

دیوانہ

بہار مدینہ

مبارک غریب الدیار مدینہ — کہ پیش نظر ہے مزار مدینہ
خراماں ہو اے گلعذار مدینہ — کہ دنیا میں پھیلے بہار مدینہ
ہُوا مر کے آخر غبار مدینہ — ہزار آفریں جاں نثار مدینہ
مجھے غم نہیں لاکھ منزل کٹھن ہو — کہ ہے پیشرو شہ سوار مدینہ
ہَوائے مدینہ مرے دل کی ٹھنڈک — مرا نور دیدہ غبار مدینہ
معطر کئے دیتی ہے جان و دل کو — ہَوائے خوشِ مشکبار مدینہ
شریک نفس اے دلِ زار کر لے — شفا ہے شفا ہے غبار مدینہ
برستے ہیں دن رات انوار دل پر — عجب ہے عجب جلوہ زار مدینہ
کہاں ایسے دن ہیں کہاں ایسی راتیں — نرالے ہیں لیل و نہار مدینہ
ہے خورشید اے شاہ لولاک گویا — ہے اک ذرۂ تابدار مدینہ
بہت دور سے شوق میں آرہا ہوں — دکھادے رخ اپنا نگار مدینہ
دل و جاں، زر و مال، خویش و اقارب — فدائے مدینہ نثار مدینہ
کھڑا تک رہا ہوں میں روضہ کی جالی — دکھادے جھلک پردہ دار مدینہ
خوشا زندگانی کوئے محمدؐ — زہے ساکنان دیار مدینہ
زہے عز و شانِ گدایانِ طیبہ — شہِ دو جہاں شہریار مدینہ
نکلنے نہ دے مجکو اب زندگی بھر — یہیں روک لے اے حصار مدینہ
بقیع مقدس میں ہو میرا مرقد — رہوں حشر تک ہمکنار مدینہ
نہ عجلت کرو وقت رخصت رفیقو — کہاں میں کہاں پھر دیار مدینہ
ابھی رہنے دو محو نظارہ مجھ کو — میں دل میں بسا لوں بہار مدینہ

جو تھا گرد کعبہ کے مستی میں رقصاں
وہ مجذوب ہے ہوشیار مدینہ

یادگار مدینہ

کہاں ہند میں وہ بہار مدینہ — بس اب میں ہوں اور یادگار مدینہ
مرا دل ہے اک اختصار مدینہ — کہ اس میں بسا ہے دیار مدینہ
زہے عزت و افتخار مدینہ — شہِ دو جہاں تاجدار مدینہ
ہے عرش آشیاں خاکسار مدینہ — ہے کرسی نشیں جو ہے خوار مدینہ
کریں کچھ یونہی شوق دل اپنا پورا — کریں آؤ ذکر دیار مدینہ
وہ ہر سو کھجوروں کی دلکش قطاریں — وہ کہسار وہ سبزہ زار مدینہ
وہ مسجد، وہ روضہ، وہ جنت کا ٹکڑا — خوشا منظر پر بہار مدینہ
نگینہ زمرد کا ہے سبز گنبد — اور انگشتری کوہسار مدینہ
وہ دن حاصل زندگی ہیں جو گذرے — بآغوش لیل و نہار مدینہ
کہاں جی لگے میرا باغ جہاں میں — ہے آنکھوں میں میری بہار مدینہ
میسر ہے ہر وقت مجھ کو زیارت — میں ہوں محو یاد مزار مدینہ
کہیں جاؤں طیبہ ہی پیش نظر ہی — مجھے کل جہاں ہے جوار مدینہ
ادھر دیکھ ادھر اے مری چشم حسرت — میں دل میں لئے ہوں بہار مدینہ
وہاں سے میں حُبِّ نبی دل میں لایا — یہی تحفہ ہے یادگار مدینہ

میسر ہو پھر اس کو یارب زیارت
کہ مجذوب ہے اشکبار مدینہ

فہرست مضامین رسالہ اشرف المناسک مکمل و محشی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ

فرضیتِ حج

حج مثل نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن اور فرضِ عین ہے، تمام عمر میں ایک مرتبہ ہر اس شخص پر فرض ہے جس کو حق تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہو کہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے پر قادر ہو اور اپنے اہل و عیال کے مصارف واپسی تک برداشت کرسکتا ہو اور جو شرائط حج کے ہیں وہ سب اس میں موجود ہوں جن کا بیان آئندہ آئے گا۔ حج کی فرضیت قرآن، حدیث، اجماع اور عقل سے ثابت ہے۔

حج کی فرضیت قرآن سے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حج کے فرض ہونے کا ذکر مختلف[1] آیات میں موجود ہے مگر آیت ذیل سب سے

[1] قولہ تعالےٰ واذن فی الناس بالحج الآیہ وفیہا الیوم اکملت لکم الآیۃ ۱۲ منہ

صاف اور صریح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جس شخص کو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ بے شک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس آیت شریف میں حج کی فرضیت کے ساتھ خلوص نیت اور شرطِ فرضیت یعنی استطاعت کو بھی بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ جو حج کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے یا باوجود حج پر قدرت رکھنے کے حج نہ کرے اور مر جائے تو وہ کفار کے مشابہ ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایسی سواری اور زادراہ کا مالک ہے کہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکتا ہے اور اس نے پھر بھی حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جانے میں کچھ فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

حج کی فرضیت حدیث شریف سے بہت سی اَحادیث میں حج کی فرضیت کا ذکر ہے لیکن ہم صرف تین روایتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِی سَعِيْدٍ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا الحديث (رواہ مسلم)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو۔

(۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ

الصَّلٰوۃ وایتاء الزکوۃ وحج البیت وصَوْمِ رَمضان (رواہ مسلم وبخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور (۲) نماز پڑھنا اور (۳) زکوٰۃ دینا اور (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اس روایت میں تصریح ہے کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ تو جو شخص ان میں سے کسی رکن کو ترک کرتا ہے وہ قصرِ اسلام کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال ان امرأۃ من خثعم قالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فریضۃ اللہ علی عبادہ فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یثبت علی الراحلۃ افاحج عنہ قال نعم وذلک فی حجۃ الوداع (بخاری ومسلم)

ترجمہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا فریضہ حج جو بندوں پر ہے وہ میرے باپ پر بڑھاپے کی حالت میں فرض ہو گیا وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج فرض ہے اور جس پر حج فرض ہوا گر وہ کسی عذر کی وجہ سے خود نہ کر سکے تو کسی شخص سے اپنی طرف سے حج کرائے۔

حج کی فرضیت اجماع سے

ملک العلماء علامہ کاسانی نے بدائع میں اور شیخ رحمۃ اللہ سندھی نے لباب المناسک میں حج کی فرضیت پر اجماع نقل کیا ہے۔

واما الاجماع فلان الامۃ اجمعت علی فرضیتہ (بدائع ص۱۱۸ ج۲) تمام امت نے

حج کی فرضیت پر اجماع کیا ہے!

الحج فرض مرۃ بالاجماع علی کل من استجمعت فیہ الشرائط (لباب[1]) حج ایک مرتبہ بالاجماع ہر اس شخص پر فرض کیا گیا ہے جس میں حج کے شرائط پائے جاتے ہیں

حج کی فرضیت عقلی[2] طریق سے

جس قدر عبادات ہیں سب کا مقصد اظہارِ عبودیت اور شکر نعمت ہے اور حج میں یہ دونوں باتیں پوری طرح سے پائی جاتی ہیں کیونکہ اظہارِ عبودیت سے مقصد اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے اور حاجی کی حالت پر بالخصوص احرام کے وقت اگر غور کیا جائے تو انتہائی تذلل ظاہر ہوتا ہے اس کی ہر حرکت اور سکون سے عاجزی ظاہر ہوتی ہے۔ گھر بار، عزیز قریب، مال و دولت سب کو چھوڑ کر بحری اور بری سفر کی تکالیف بھوک پیاس اور دورانِ راس و امتلاکی مصیبت کو برداشت کرتا ہوا پراگندہ حال دیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجنونانہ وار دوڑا چلا جاتا ہے۔ آرائش و زیبائش کے لباس کو چھوڑ کر صرف ایک لنگی اور چادر لپیٹا ہے گویا کفن کفایت ساتھ لیلیا ہے اور در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دینے کے لئے بیتاب ہے۔ ~

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جانِ مضطر ۔۔۔ کہ مبادا بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

بال و ناخن بڑھے ہوتے ہیں میل و کچیل بدن پر جما ہوا ہے اور زبان پر لبیک[3] لبیک ہے گویا محبوب آواز دے رہا ہے اور یہ نہایت محویت اور شوق کے ساتھ زبان حال و قال سے جواب دے رہا ہے۔

جب محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربار میں پہونچتا ہے تو کبھی اس کے در و دیوار کو چومتا ہے (یعنی حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے) کبھی اس کے چاروں طرف گھومتا ہے، طواف کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ~

امر علی الدیار دیار لیلےٰ اُقبلُ ذالجدار وذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیاراؔ

جب یہ دیکھتا ہے کہ اس ناچیز کو اس سعادت عظمیٰ سے مشرف فرمایا گیا تو فوراً سجدۂ شکر بجالاتا ہے (یعنی دوگانہ طواف ادا کرتا ہے اور اپنی غلامی کا اظہار اور خدا کی معبودیت کا اقرار کرتا ہے) پس جبکہ حج اظہارِ عبودیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اظہار عبودیت واجب ہے تو حج بھی واجب ہے۔

نیز حج میں شکرِ نعمت بھی ہے کیونکہ عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ مالی جس میں مال خرچ کرنا پڑتا ہے جیسے زکوٰۃ اور بدنی جس میں مشقت ہو جیسے نماز روزہ۔ مگر حج میں دونوں باتیں جمع ہیں مال بھی صرف کرنا پڑتا ہے اور مصائب ومتاعب بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اسی واسطے وجوب حج کے لئے مال اور صحت شرط ہے گویا حج میں دونوں نعمتوں کا شکر ادا کیا جاتا ہے کیونکہ شکرِ نعمت یہ ہے کہ اس کو منعم کی اطاعت میں صرف کیا جائے اور شکر نعمت عقلاً، شرعاً، عرفاً ہر طرح فرض ہے تو حج بھی فرض ہے۔

حج کی تاکید اور تارک کیلئے وعید

جب حج فرض ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو بہت جلد ادا کیا جائے اور تاخیر نہ کی جائے۔ جو شخص باوجود قدرت واستطاعت اور شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرے اس کے لئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے فرض

ؔ جب دیار لیلیٰ پر گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو۔ یہ نہ سمجھو کہ میرے دل کو اس دیار کی محبت نے بے چین وبیتاب بنا دیا ہے بلکہ میرے دل کو اس کے رہنے والے کی محبت نے بے چین کیا ہے۔

ہوتے ہی ادا کرنا چاہیئے۔

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فلیتعجل (ابوداؤد) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اس کو جلدی کرنی چاہیئے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والوں کو جن پر حج فرض ہو چکا ہے جلد حج کرنے کی ہدایت فرماتی ہے کیونکہ بسا اوقات تاخیر کرنے سے موانع اور عوارض پیش آجاتے ہیں اور انسان اس سعادت کبریٰ سے محروم رہ جاتا ہے۔

(۲) عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا او نصرانیا (رواہ الدارمی)

حضرت ابی امامہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

خدا کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جن پر حج فرض ہو چکا ہے اور دنیوی اغراض یا سستی کی وجہ سے بلا شرعی مجبوری کے حج ادا نہیں کرتے سوء خاتمہ کی تنبیہ فرما رہے ہیں۔ کیونکہ باوجود شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرنا اگر حج کو فرض نہ ماننے کی وجہ سے ہے تو اس کا کفر ہونا ظاہر ہے اور اگر عقیدہ فرضیت کا ہے اور کوئی شرعی عذر نہیں ہے لیکن سستی اور دنیوی ضروریات کی وجہ سے حج کو نہیں جاتا تو پھر یہ شخص یہود و نصاریٰ کے مشابہ ہے اور

حج نہ کرنے کے لحاظ سے انہی جیسا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ وَوَفِّقْنَا لِاَدَاءِ فَرَائِضِکَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

فضائلِ حج

حج کی خوبیاں اور فضیلتیں بیشمار ہیں۔ اس جگہ صرف چند احادیث (جن میں اجمالی طور سے حج کی فضیلت کا ذکر ہے) بیان کی جاتی ہیں تاکہ حج کے فضائل سے آگاہی ہو اور ان فضائل کو دیکھ کر قلب میں حج کا داعیہ پیدا ہو اور ادائے فریضہ میں اعانت کا باعث ہو۔ کیونکہ کسی چیز کی فضیلت اور فائدہ جب تک معلوم نہ ہو اس وقت تک اس کام میں پوری رغبت نہیں ہوتی اور کام کرنا مشکل ہوتا ہے اور جب اس کا فائدہ معلوم ہوجاتا ہے تو اسکی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور مشکل سے مشکل کام سہل ہوجاتا ہے

(۱) عن ابی ھریرۃ قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال الایمان باللّٰہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال الجھاد فی سبیل اللّٰہ قیل ثم ماذا قال حج مبرور (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر ایمان لانا (پھر) عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا۔ فرمایا اللّٰہ کے راستے میں جہاد کرنا (پھر) عرض کیا گیا اسکے بعد کونسا۔ فرمایا حج مقبول

(۲) وعنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو انکے درمیان میں سرزد ہوں اور حج مبرور کی جزا نہیں ہے، مگر جنت

ان دونوں حدیثوں سے حج کی فضیلت ظاہر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاجی کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔

حج مبرور وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ حج مقبول کا نام حج مبرور ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جس میں ریا اور نام ونمود نہ ہو وہ حج مبرور ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جس کے بعد گناہ نہ ہو حسن بصری فرماتے ہیں کہ حج مبرور یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جائے۔

(۳) وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری ومسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کے تذکرے اور گناہ سے محفوظ رہا تو وہ (پاک ہوکر) ایسا لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا۔)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر حج خلوص کے ساتھ کیا جائے اور احرام باندھنے کے وقت سے حج کے ممنوعات سے اجتناب کیا جائے اور کوئی گناہ نہ کیا جائے تو اس سے انسان کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہ کے معاف ہونے میں اختلاف[1] ہے۔

---

[1] الحج یہدم ما کان قبلہ من الصغائر وکذا الکبائر دون الحقوق کالدین والمغصوب وقضاء الصلوٰۃ ونحوھا نعم ما یتعلق بہا من الکبائر کالمطل وفعل الغصب و تاخیر الصلوٰۃ تسقط واما نفس الحقوق فلا قائل بسقوطہا عند القدرۃ علیہا بعد الحج وتمام تحقیق المسئلۃ فی الغنیۃ وفی اللباب الحج یہدم ما کان قبلہ من الصغائر واختلف فی الکبائر ص ۲۷۲

حج ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے لیکن یہ حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ نہ صرف ہم کو فریضہ سے فارغ الذمہ کر دیا جاتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہمارے گناہ بھی بخشدیئے جاتے ہیں اور دائمی سرور و راحت سے نوازا جاتا ہے اور جنت کی خوش خبری صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو حاجی سوار ہو کر حج کرتا ہے اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو حج پیدل کرتا ہے اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھی جاتی ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں تو آپ نے فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔

اللہ اکبر باری تعالیٰ کا کس قدر فضل و احسان ہے کہ اس قدر نیکیاں اور ثواب عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ اور تابعین باوجود اپنی مشغولیت کے کثرت سے حج کرتے تھے۔ بعض تو ہر سال حج کرتے تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن حج کئے ہیں۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے بدن کی صحت اور رزق میں فراخی دی اور ہر چار سال میں اس نے میرے پاس حاضری نہ دی تو وہ محروم ہے (جمع الفوائد) معلوم ہوا کہ مالداروں کو حج نفل بھی کثرت سے کرنا چاہیئے بشرطیکہ دوسرے فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔

حج کی مصالح اور حکمتیں

موجودہ زمانہ میں باوجود کثرت جہل علم کا دعویٰ ہے اور ہر شخص اپنی عقل پر نازاں

لہ جمع الفوائد بحوالہ بزار و کبیر و اوسط ۱۲ منہ ؎ در مختار ۱۲ منہ

ہے جو چیز سمجھ میں نہ آئے وہ غلط جس چیز میں ہم کو کوئی مصلحت معلوم نہ ہو وہ لغو اور بیکار اور تو اور احکام شرعیہ قطعیہ میں بھی رائے زنی کی جاتی ہے نہ صرف ان کی مصالح پر بس کیا جاتا ہے بلکہ علل دریافت کی جاتی ہیں اور یہ مرض ایسا عام ہو گیا ہے کہ ہر شخص احکام شرعیہ کی علت دریافت کرتا ہے بلکہ اس کے بغیر تسلی ہی نہیں ہوتی۔

یہ سب بد دینی اور خدائی احکام کی عظمت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے ورنہ ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم اس خالق و مالک کے احکام کی علل دریافت کریں وہ مالک ہے جو چاہے حکم کرے ہم کو یہ حق نہیں کہ ہم لفظ کیوں زبان پر لائیں ارشاد خداوندی ہے کہ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ[1] ط ہمارا تو یہ کام ہونا چاہیئے ؎

زبان تازہ کردن باقرار تو نینگیختن علت از کار تو

اس کے علاوہ یہ سوال کہ اس حکم میں کیا مصلحت اور اس کی کیا علت ہے خود مقنن[2] سے ہو سکتا ہے علماء سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علماء قوانین کے ناقل ہیں خود مقنن نہیں لیکن باینہمہ یہ نہیں کہ احکام شرعیہ حکمت اور مصلحت سے خالی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ان کو سمجھ جائے۔ حکمائے اسلام نے سب احکام کی مصالح بیان کی ہیں اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں لیکن یہ خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ یہ سب مصالح مدار احکام نہیں ہیں۔ اگر یہ مصالح نہ بھی ہوں تب بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم خدائی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور سمجھیں کہ حق تعالیٰ حکیم ہیں اور فعل[3] الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ یہ ہماری عقل کی کوتاہی ہے کہ ہم ان کے اسرار غامضہ تک نہیں پہونچ سکتے۔

چونکہ ہماری عقل اور علم دونوں ناقص ہیں اور رہنمائی کے لئے کافی نہیں اسی لئے

---

[1] حق تعالیٰ کے فعل سے سوال نہیں کیا جا سکتا اور جو لوگ کچھ کریں گے ان سے سوال کیا جائے گا۔ [2] قانون بنانے والا۔ [3] حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ۱۲ منہ از حجۃ اللہ البالغہ

انبیاء کو بھیجا گیا۔ کتابیں نازل کی گئیں تاکہ احکام الٰہی بندوں کو معلوم ہوں۔

حکمائے اسلام نے حج میں بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں اور ہر ہر فعل کے اسرار علیحدہ ذکر کئے ہیں جو اپنے مقام پر مذکور ہیں۔ ہم صرف اجمالی طریق سے حج کی چند حکمتیں[1] ذکر کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہر چیز کا فلسفہ تلاش کرنے والوں کے لئے کچھ موجب تسکین ہو۔

(۱) ہر زمانہ ہر قوم اور ہر ملت میں یہ دستور رہا ہے اور ہے کہ اس کے پیرو کسی خاص مقدس مقام پر مجتمع ہو کر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے سے استفادہ کرتا ہے اپنی قوت و شوکت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اپنے شعائر کی تعظیم کی جاتی ہے اس لئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بیت اللہ کو (جو معظم شعائر اسلام سے ہے) مقرر کیا گیا تاکہ ہر سال اطراف عالم سے مسلمان وہاں اکٹھے ہوں اور باہمی استفادے کے ساتھ اسلامی شان و شوکت اور بیت اللہ کی عظمت کا مظاہرہ کیا جائے۔

(۲) حج باہمی تعارف اور اتفاق و اتحاد کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہے کیونکہ حج کے موقع پر ملت اسلامیہ کا ایک عظیم الشان اور بے نظیر اجتماع ہوتا ہے۔ مشرق، مغرب جنوب۔ شمال سے لوگ آتے ہیں اور باہمی الفت و محبت اور تعارف حاصل کرتے ہیں۔ جس کو آجکل کی اصطلاح میں تمام عالم کی اسلامی کانفرنس کہنا چاہئے۔ یہ ایسا عظیم الشان اجتماع ہے کہ دنیا میں کہیں اس کی نظیر نہیں ہے۔

(۳) حج کوئی نئی چیز نہیں ہے قدیم زمانے سے حج ہوتا چلا آیا ہے۔ سب سے پہلے جب حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے جا کر حج کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ فرشتے اس بیت اللہ کا طواف تم سے سات ہزار سال پہلے سے کرتے ہیں۔ تمام عالم میں ہندوستان کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ پہلا حج ہندوستان سے کیا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج کئے تمام انبیاء علیہم السلام نے حج کیا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ حج کرتے تھے۔

[1] حجۃ اللہ البالغہ ۱۲ امنہ

مگر بہت سی چیزیں یکثرت نخوت اور جہالت کی اپنے قیاسات فاسدہ سے اختراع کر کے شامل کرلی تھیں۔ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ان کی اصلاح کی گئی ہے اور اصل عبادت کو باقی رکھا گیا ہے تاکہ یہ قدیم عبادت باقی رہے اور شعائر الہیہ کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہوتا رہے۔

(۴) جن مقامات پر حج کے افعال ادا کیئے جاتے ہیں۔ وہ خاص وہ مقامات مقدسہ ہیں جہاں انبیاء اور رسولوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بیکراں اور فیوض غیر متناہیہ کا افاضہ ہوا تھا۔ جب حاجی وہاں جائے گا تو وہ سب حالات یاد آئیں گے۔ اوران کے واقعات کی یاد تازہ ہوجائے گی اور دل میں ان کے اتباع کا شوق اور ولولہ پیدا ہوگا۔ اور جب ان کا اتباع کرے گا اور ان افعال کو ادا کریگا تو اس پر بھی باری تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی

(۵) انبیاء کرام کے واقعات کا استحضار اوران کے اخلاق واوصاف اور صبر و رضا کا نقشہ جب سامنے ہوگا تو بے اختیار ان کے اتباع کا داعیہ پیدا ہوگا اس لئے حج تزکیۂ نفس اور تہذیب اخلاق کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

(۶) خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ محبت کرنیوالوں کے لئے حج ایک امتحان ہے جو سچے عاشق ہیں وہ سب چیزوں کو خیرباد کہہ کر مستانہ وار نکل کھڑے ہوتے ہیں اور تکالیف ومصائب کی پرواہ نہیں کرتے اور جو محض نام کے مسلمان اور اغراض نفسانی کے بندے ہیں وہ سینکڑوں بہانے بنا کر حج جیسی دولت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

(۷) سفر دینی اور دنیوی لحاظ سے ایک بہترین چیز ہے۔ اس سے اقوام کے اخلاق وعادات کا پتہ چلتا ہے۔ مختلف تجربات اور دینی دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں۔ موجودہ اور سابقہ امتوں کے حالات اور مقامات کو دیکھ کر خاص عبرت حاصل ہوتی ہے۔ سفر حج کے کرنیوالے جانتے ہیں کہ اس سفر سے بہتر کوئی دوسرا سفر نہیں۔ یہ سب چیزوں کے لئے

جامع ہے۔

امّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان مقامات کی زیارت اس وجہ سے بھی خاص طور سے قابل اہتمام اور حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا حاصل ہونیکا ذریعہ ہے کہ سردارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا مولد و مسکن ہیں اور دینی حیثیت سے اس جگہ کو مرکزی شان حاصل ہے۔ بیت اللہ مسلمانوں کا قبلہ ہے اس کی زیارت اور طواف اور وہاں نماز کا ادا کرنا گویا دربارِ خداوندی میں حاضر ہونا ہے۔

(۹) سفر حج سفر آخرت کا نمونہ ہے جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب و اقارب سے رخصت ہوتا ہے تو جنازے کا سماں نظر آتا ہے کہ ایک روز اس عالم سے سب عزیز و اقارب کو چھوڑ کر سفرِ آخرت کرنا ہوگا۔ جب احرام کا لباس پہنتا ہے تو کفن کا وقت یاد آتا ہے اور میقاتِ حج گویا میقاتِ قیامت کی نظیر ہے اور عرفات کے میدان میں ہزاروں آدمیوں کا اجتماع اور حرارت کی تمازت روزِ محشر کا نمونہ ہے۔ اسی طرح اور تمام افعال میں اگر غور کروگے تو سفر آخرت کا نمونہ نظر آئے گا۔

(۱۰) حج میں توحید اور اطاعت خالق وحدہٗ لاشریک لہٗ کا مظاہرہ ہے کیونکہ افعال حج سے مقصود اطاعتِ ربّ البیت ہے نہ کہ در و دیوار اور میدانِ عرفات۔ جب ہم کو وہاں کی حاضری کا حکم کیا گیا تو ہم محض اظہارِ عبودیت اور کامل انقیاد ظاہر کرنے کیلئے اپنے مالک و خالق کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔

سفرِ حج کے آداب

جب حج فرض ہو جائے تو تاخیر نہ کی جائے اور خدا پر بھروسہ کر کے سفر کا انتظام شروع کر دیا جائے اور جو آدابِ سفر ذکر کئے جاتے ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔

نیت ۔ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ وتعمیل ارشاد کی نیت سے حج کرو۔ نام کے لئے یا سیر و سیاحت۔ تفریح و تبدیلِ آب و ہوا کے لئے سفر نہ ہو بہت سے لوگ محض سیاحی اور حاجی کا لقب حاصل کرنے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (رواہ البخاری ومسلم) (۲) یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاء الناس للنزاھۃ واوساطھم للتجارۃ وفقراء ھم للمسئلۃ وقراء ھم للسمعۃ والریاء الدیلمی عن انس کنز العمال ج ۳ ص ۲۶

اعمال کا ثواب صرف نیتوں پر موقوف ہے۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں سے مالدار لوگ صرف سیر و سیاحت اور تفریح کے لئے حج کریں گے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے لئے اور فقراء سوال کرنے کے لئے اور قراء وعلماء نام ونمود کے لئے۔

بہتر یہ ہے کہ تجارت کی نیت بھی اس سفر میں نہ کی جائے۔

توبہ ۔ سفر شروع کرنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کرو۔ اگر کسی کا حق مالی یا بدنی ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کو ادا کر دیا معاف کراؤ۔ معاملات کی صفائی کر و خطا و قصور کی معافی کراؤ۔ اگر اہل حقوق مر چکے ہوں تو ان کے ورثاء کو ان کا مال دے دو اگر مال موجود ہو اگر موجود نہ ہو تو اس کا معاوضہ ادا کرو۔ اگر صاحب حق یا اس کے وارثوں کا پتہ نہ چلے تو وہ مال صدقہ کر دو۔ لیکن صاحب مال کی طرف سے صدقہ کرو۔ خود اس سے ثواب کی امید نہ رکھو۔ عبادات میں جو کوتاہی اور قصور ہوا ہو اس کی قضا اور تلافی کرو اور آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کرو کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔

توبہ کا مستحب طریقہ ۔ توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول غسل کرو اگر غسل نہ کر سکو

تو وضو کرو اور دو ۲ رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھو اس کے بعد درود شریف پڑھو۔ پھر استغفار کرو اور نہایت خضوع و خشوع سے دعا مانگو جس قدر عاجزی رونا گڑگڑانا ممکن ہو کمی نہ کرو۔ اور اپنے گناہ و قصور سے توبہ کرو اور بار بار یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْھَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْھَا اَبَدًا اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔ ترجمہ اے اللہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اس کا پختہ اقرار کرتا ہوں کہ پھر گناہ کبھی نہ کروں گا۔ مجھ کو آپ کی رحمت پر زیادہ اعتماد ہے۔ اپنے عمل کی بہ نسبت تیری رحمت میرے گناہ سے بدرجہا وسیع ہے۔

والدین وغیرہ کی اجازت والدین اگر زندہ ہوں تو ان سے سفر کی اجازت لینی چاہیئے اگر ان کی خدمت کی ضرورت ہے تو بلا ان کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں تو بلا اجازت جانا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ راستہ مامون ہو اور سلامتی غالب ہو۔ اگر راستہ مامون نہ ہو تو بلا ان کی اجازت کے جانا مکروہ ہے گو ان کو خدمت کی حاجت نہ ہو۔ یہ سب تفصیل حج فرض میں ہے۔ اگر حج نفل کے لئے جانا ہے تو والدین کی اطاعت بہرصورت اولیٰ ہے خواہ وہ خدمت کے محتاج ہوں یا نہ ہوں۔ راستہ مامون ہو یا نہ ہو۔ اگر لڑکا خوب صورت ہے اور بالغ ہو چکا ہے مگر داڑھی نہیں نکلی اور سفر میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو والدین اس کو داڑھی نکلنے تک روک سکتے ہیں اور دادا دادی، نانا نانی، ماں باپ کی عدم موجودگی میں ماں باپ کا حکم رکھتے ہیں۔

بیوی بچے اور وہ لوگ جن کا نفقہ شرعاً اس کے ذمہ واجب ہے اگر انکو واپسی تک نفقہ دیدیا ہے اور اس کی عدم موجودگی سے ان کی ہلاکت وغیرہ کا اندیشہ نہیں ہے تو انکی اجازت کی ضرورت نہیں ورنہ انکی بلا اجازت بھی جانا مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا قرضہ فی الحال ادا کرنا ہے تو بلا اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کو ضامن

بنا دیا ہے یا وہ اجازت دیتا ہے یا فی الحال قرضہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے کچھ مدت مقرر ہے اور مدت سے پیشتر واپس آجائے گا تو بلا اجازت جانیکا مضائقہ نہیں۔

امانت و وصیت اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز پاس ہے تو اس کو واپس کرے اور سب ضروریات کے متعلق ایک وصیت نامہ لکھدے۔ اگر کسی کا قرضہ چاہتا ہے یا اپنا قرضہ کسی پر ہے سب کو مفصل طریق سے لکھدے اور کسی دیندار عادل شخص کو وصی (قائم مقام) بنا دے۔

استخارہ اور مشورہ۔ سفر سے پہلے کسی ہوشیار تجربہ کار دیندار شخص سے ضروریات سفر کے متعلق مشورہ کرے اور استخارہ بھی کرے لیکن حج اگر فرض ہے تو نفس حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں بلکہ راستہ وقت جہاز وغیرہ دیگر امور کیلئے استخارہ کیا جاوے۔ البتہ اگر حج نفل ہے تو نفس حج کے لئے بھی استخارہ کرے۔ قرآن شریف وغیرہ سے فال نہ لے۔

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھو۔ اوّل رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھو۔ اور سلام کے بعد حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو۔ درود شریف پڑھو اور یہ دعا نہایت خشوع و خضوع سے پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ (یعنی جس لفظ پر خط کھینچا ہوا ہے) پہنچے تو اس چیز کا خیال دل میں کرے جس کیلئے استخارہ کرتا ہے۔

اس کے بعد جس جانب دِل کا رُجحان ہو وہی بہتر ہے اُسی کے مُوافق عمل کرنا چاہیئے۔ ایک دفعہ میں اطمینان نہ ہو تو پھر کرو۔ سات دفعہ تک انشاءاللہ رجحان اور اطمینان حاصِل ہو جائے گا۔ استخارہ میں اصل چیز یہی ہے کہ تردد رفع ہو جائے اور ایک جانب کو ترجیح ہو جائے۔ خواب کا دیکھنا وغیرہ ضروری نہیں ہے۔

سفرِ حج کے مُصارف ۔ جہاں تک ممکن ہو روپیہ حلال ہونا چاہیئے حرام مال سے حج قبول نہیں ہوتا۔ گو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کا مال مشتبہ ہو تو کسی غیر مسلم سے بقدرِ ضرورت بلا سود قرض لے لو اور پھر اس مال مشتبہ سے اسکا قرضہ ادا کرو۔

رفیقِ سفر ۔ کوئی رفیق صالح تلاش کرو کہ جو تم کو ضرورت کے وقت کام آئے، اور پریشانی کے وقت اعانت کرے اور ہمّت بندھائے اگر عالِم باعمل مل جائے تو بہت اچھا ہے کہ ہر قسم کے مَسائل بالخصوص احکام حج میں مَدد ملے گی۔

رفیق اگر اجنبی ہو تو اچھا ہے کیونکہ سفر میں بسا اوقات کشیدگی ہو جاتی ہے اور قطع تعلق کی نوبت آجاتی ہے۔ اگر رشتہ دار ہوگا تو اس سے قطع تعلق میں صلہ رحمی کا قطع کرنا لازم آئے گا جو سخت گناہ ہے بخلاف اجنبی کے کہ اس سے سہولت سے علیحدگی ہو سکتی ہے۔

حج کے مَسائل سیکھنا ۔ حج کرنے والے کیلئے وقت سے پیشتر مَسائل حج کا سیکھنا واجب ہے اس لئے جب ارادہ ہو جائے یا سفر شروع کرو تو اسی وقت سے مَسائل معلوم کرو یا کسی معتبر عالم سے دریافت کرتے رہو یا کوئی معتبر کتاب ساتھ رکھو اور اس کو بار بار مطالعہ کرتے رہو اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو کسی عالم سے سمجھ لو۔ عام لوگوں کی تقلید مت کرو اور معمولی لکھے پڑھوں پر بھی بھروسہ مت رکھو بلکہ جو معلّم لوگ مکہ مکرمہ کے حج کرانیوالے ہوتے ہیں ان پر بھی اعتماد مت کرو۔ یہ لوگ

اکثر ناواقف ہوتے ہیں اور اگر ان کو مسائل معلوم ہوتے بھی ہیں تو اہتمام نہیں کرتے اس لئے تحقیق مسائل جہاں تک ممکن ہو کسی معتبر عالم سے کرو اور ایسے ہی کسی شخص کی رفاقت کی کوشش کرو۔

ابتدائے سفر۔ سفر کی ابتدا شروع مہینہ میں جمعرات کو کی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کے روز حج کا سفر شروع کیا تھا اور اکثر آپ جمعرات ہی کو سفر کرتے تھے۔ اگر جمعرات کو نہ ہو سکے تو پیر کی صبح سے سفر شروع کیا جائے۔ یا جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد شروع کیا جائے مگر اب سفر حج اپنے اختیار کا نہیں رہا حکومت جب اور جس روز چاہے بھیج سکتی ہے۔

سواری کا جانور۔ سواری قوی اور مضبوط تلاش کرو۔ سامان کرائے والے کو دکھلا دو۔ بلا اجازت زیادہ سامان رکھنا جائز نہیں بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پیدل سفر کرنے سے سوار ہو کر سفر کرنا افضل ہے کیونکہ جب پیدل چلے گا تو مشقت اور تکلیف کی وجہ سے پریشان ہوگا اور اخلاق پر اس کا برا اثر پڑیگا جس کی وجہ سے رفقا سے لڑائی جھگڑا کرے گا۔ لیکن محض لطف اور تفریح طبع کے لئے سوار نہ ہونا چاہیئے ضرورت کا لحاظ اور نیت خیر ہونی چاہیئے۔ گدھے پر حج کرنا مکروہ ہے اونٹ پر افضل ہے سعودی عرب میں اب اونٹ کا طریقہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اگر جانور پر حج کرنے کا اتفاق ہو تو اس کی راحت کا لحاظ بہت ضروری ہے۔

فضول خرچی اور کنجوسی حج کے سامان اور زاد راہ میں کنجوسی مت کرو۔ جو روپیہ حج میں خرچ ہوتا ہے اس کا ثواب سات گنا یا اس سے بھی زیادہ ملتا ہے ہاں اگر روپیہ کم ہو تو احتیاط سے خرچ کرنا چاہیئے فضول خرچی سے بچنا چاہیئے لیکن جو صاحب وسعت ہیں ان کو تنگ دستی نہ کرنی چاہیئے۔ توشہ عمدہ لذیذ اور زیادہ ساتھ لو۔ زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔ مختلف قسم کے کھانے بھی

زیادہ نہ پکاؤ اور بناؤ سنگار بھی نہ کرو۔ اپنے توشہ میں کسی کو شریک نہ کرو اس سے اکثر نزاع[1] پیدا ہو جاتا ہے اور مستحب بھی ہے کہ کسی کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ اس میں تنگی ہو جاتی ہے۔ صدقہ خیرات بلا اجازت شرکاء نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر رفقاء با مروّت اور باہم مسامحت[2] کرنیوالے ہوں تو شرکت کا مضائقہ نہیں۔ شرکت کی صورت میں مستحب یہ ہے کہ اپنے حق سے کم پر اکتفا کیا جائے۔

ایک دسترخوان پر مجتمع ہو کر کھانا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ اگر ساتھیوں میں کسی کو زیادہ کھانا کھانا ناگوار ہو تو اپنے حصّے سے زیادہ نہ کھائے۔ ہاں اگر کسی کو ناگوار نہیں تو حصّہ سے زیادہ کھانیکا مضائقہ نہیں اسی طرح بہتر یہ ہے کہ سواری میں بھی کسی کی شرکت نہ ہو۔

گھر سے نکلنا چلتے وقت گھر سے نہایت خوش و خرّم ہو کر نکلے غمگین اور پژمردہ ہو کر نہ نکلے گھر سے نکلنے سے پیشتر اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہیئے اور گھر میں دو رکعت نفل پڑھے۔ اسی طرح محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھے اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی اور لایلاف پڑھے اور حق تعالےٰ سے سفر میں اعانت اور سہولت کی دعا مانگے اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ مَسِیْرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تَطْوِیَ لَنَا الْاَرْضَ وَتُهَوِّنَ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَتَرْزُقَنَا فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا السَّلَامَةَ فِی الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ وَالْبَدَنِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَتُبَلِّغَنَا حَجَّ بَیْتِكَ الْحَرَامِ وَزِیَارَةَ نَبِیِّكَ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً بَلْ خَرَجْتُ

---

[1] جھگڑا [2] چشم پوشی

اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَقَضَاءَ لِفَرْضِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْ ذٰلِكَ وَصَلِّ عَلٰى اَشْرَفِ عِبَادِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَجْمَعِيْنَ۔ جب وہاں سے اُٹھے تو یہ دعا پڑھے، اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهٖ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ (جب گھر کے دروازہ کے قریب آئے تو سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے)۔

گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ۔

عزیز واقارب واحباب، پڑوسیوں وغیرہ سے چلتے وقت معافی چاہو دعا کی درخواست کرو اور مصافحہ[1] کرو اور رخصت کے وقت یہ دعا پڑھو:۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى

---

[1] روی الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ودع رجلا اخذ بیدہ فلا یدعہا حتی یکون الرجل ہو یدع ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویقول استودع اللہ دینک وامانتک واخر عملک وفی الحصن الحصین عن ابن السنی وابن حبان فی ادعیۃ السفر وان کان سفر اصافح وقال الخ وفی شرعۃ الاسلام کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا عند ذلک وفی الغنیۃ ولیفارقوا بالمصافحۃ اھ فہذہ الروایات حجۃ علی من انکر المصافحۃ عند الوداع ۱۲ سعید احمد غفرلہ

وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ كُنْتَ اور رخصت کرنے والا یہ الفاظ اور کہے اَللّٰهُمَّ اَطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ۔ جاتے وقت جانے والے کو ان لوگوں سے مل کر جانا چاہیئے اور واپسی پر ان لوگوں کو ملنے کے لئے آنا چاہیئے۔ جب سواری میں سوار ہو تو بسم اللہ پڑھ کر دایاں پیر پہلے رکھو اور داہنی جانب بیٹھو اور سوار ہو کر یہ دُعا پڑھو:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

بلند زمین یا پہاڑ پر اگر چڑھو تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو اور پست زمین پر چلو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو اور جنگل میں گذر ہو تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھو۔ اور جب کوئی شہر نظر آئے تو یہ دُعا پڑھو اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ اور جب کسی شہر میں داخل ہو تو یہ پڑھو: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا۔

کسی جگہ منزل کرنا جب کسی جگہ منزل کرے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ پڑھے اِنْشَاءَ اللّٰہ تعالیٰ اس جگہ کوئی چیز نقصان نہ پہونچائے گی اور جب رات ہو جائے تو یہ دُعا پڑھے۔ يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ

وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ اور صبح کو کہے سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اگر کسی جگہ خوف یا وحشت ہو یا کوئی خطرہ ہو تو لایلاف اور آیۃ الکرسی اور معوذتین تین مرتبہ پڑھو۔ راستہ میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور کثرت سے ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہو اور والدین اپنے اقارب عامہ مسلمین کے لئے دعا کرو۔ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے" بالخصوص حجاج کی"۔

جب کسی جگہ منزل پر اترو یا کوچ کرو تو دو رکعت نفل پڑھو۔ رفقاء اور خدام اور کرایہ دار سے سختی اور لڑائی جھگڑا مت کرو۔ اگر کوئی سائل سوال کرے یا کوئی بلاخرچ سفر کرنے والا کچھ مانگے تو اس کو برا بھلا مت کہو اگر ہو سکے تو اس کی امداد کرو ورنہ بہترین طریق سے اس کو جواب دے دو اور اس کے لئے دعا کرو۔ راستہ میں نہایت وقار اور سکون سے رہنا چاہیئے اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بیہودہ باتیں ہر اعتبار سے مضر ہیں۔ تنہا سفر کرنا مکروہ ہے اس لئے تنہا سفر نہ کرو سب کے ساتھ چلو۔

امیر قافلہ ۔ قافلہ میں جو شخص ہوشیار صائب الرائے دیندار اور تجربہ کار اور بردبار ہو اس کو امیر بنا لینا چاہیئے اور سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم۔ (رواہ ابوداؤد) ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔

احکام شرعی کا ہر معاملہ میں اتباع ضروری سمجھو اور نہایت اہتمام سے

ہر کام کو کرنے سے پہلے معلوم کر لو کہ جائز ہے یا نہیں۔ ساتھیوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ ان کی ہر کام میں اعانت کرو اور دوسرے لوگوں کی بھی جہاں تک ہو سکے خدا واسطے خدمت کرو، اس کا بڑا اجر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سید القوم فی السفر خادمھم یعنی قوم کا سردار سفر میں قوم کی خدمت کرنے والا ہے۔

ضروریاتِ سفر اور مفید معلومات

(۱) ہندوستان سے جانے والے بمبئی سے اور پاکستان والے کراچی سے جہاز میں سوار ہوتے ہیں اس لئے جس جگہ سے سوار ہونے کا ارادہ ہو وہاں سے جہاز کی روانگی کی تاریخ حج بکنگ آفس سے معلوم کر لینی چاہیئے۔ حج بکنگ آفس بمبئی اور کراچی دونوں شہروں میں ہے وہاں خط لکھ کر سب معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ حج بکنگ آفس والے آپ کو اطلاع دیں گے کہ کس جہاز سے جانا ہے۔ حاجی حضرات کو چاہیئے کہ خط و کتابت کے ذریعہ سے پہلے ریزرویشن کارڈ حاصل کریں یعنی جس جہاز اور جس مہینہ میں جانا ہو درخواست بھیجکر پہلے جگہ محفوظ کرا لیں بلا ٹکٹ کی منظوری کے جانے سے پریشانی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ناکام واپس آنا پڑتا ہے[1]۔

(۲) جب جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو جائے تو احتیاطاً اس سے ایک ہفتہ بیشتر چل دو اور اپنے مکان سے کراچی یا بمبئی تک ریل کے حالات اور اوقات بھی اچھی طرح معلوم کر لو تاکہ راستہ میں پریشانی نہ ہو۔ ایسی گاڑی اختیار کرو کہ جو سیدھی جاتی ہو، راستہ میں بدلنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ایکسپریس میں وقت اور کرایہ دونوں کی کفایت ہے اس لئے بمقابلہ ڈاک اور پسنجر کے ایکسپریس بہتر ہے۔

(۳) اسباب جس قدر ممکن ہو بقدر ضرورت ساتھ لو۔ زیادہ سامان بہت

[1] اب جس کا قرعہ اندازی میں نام آتا ہے بس وہی جا سکتا ہے منظوری کے کاغذات خود ہی بذریعہ ڈاک پہنچ جاتے ہیں

پریشان کرتا ہے۔ اگر گنجایش ہو تو ڈیوڑھے درجہ کا ٹکٹ لے لو اس میں راحت ملیگی کیونکہ سفر طویل ہے ممکن ہے تیسرے درجہ میں ہجوم کی وجہ سے آرام نہ ملے اور نماز میں بھی دقت ہو۔ ٹکٹ کے نمبر نوٹ کر لو۔

(۴) روپیہ نہایت حفاظت سے رکھو۔ ایک جگہ ساری رقم نہ رکھو متفرق رکھو سو سو کے نوٹ لے لو اور کچھ چھوٹے نوٹ بقدر ضرورت لے لو اور نہایت ہوشیاری سے سفر کرو۔ چور اور جیب کاٹنے والوں سے ہوشیار رہو۔ اگر ہو سکے تو سفر کے ضروری اخراجات کے لیئے رقم رکھ کر باقی کا کوئی معقول انتظام کر دو۔ اگر پونڈ لے لو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۵) اپنی چیز سفر میں کسی اجنبی کو مت کھلاؤ اور نہ کسی اجنبی کی چیز کھاؤ۔ آجکل اس قسم کے خطرناک لوگ زیادہ ہوتے ہیں کہ نشہ کی چیز کھلا پلا کر لوٹ لیتے ہیں۔

(۶) قرآن شریف، وظیفہ کی کتاب، احکام حج کے رسائل، چاقو، استرہ، قینچی سوئی تاگا، صابون، کارڈ، لفافے، ٹکٹ، گھڑی، قبلہ نما، سادہ کاغذ، لوٹا، گلاس، پیالہ، رکابی، پانی رکھنے کیلیئے بالٹی یا کنستر، صراحی، قلم، پنسل، چھتری، مُصلّے، مکہ میں مچھر بہت ہوتے ہیں بلا مچھر دانی کے سونا مشکل ہوتا ہے۔ رنگین چشمہ، بیٹری۔ استنجے کیلیئے ڈھیلے یا کچھ پرانا کپڑا، بستر بند، سُتلی، سُوا اور ضروری اشیا جو مناسب سمجھو ساتھ لو۔ ایک چھوٹا مضبوط بکس بھی معہ تالہ کے لے لو بعض وقت اسکی ضرورت ہو جاتی ہے۔ ناخن تراش بھی لیلو تو اچھا ہے۔ عرب کے نائی ناخن نہیں کاٹتے، چاقو اور قینچی سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔

(۷) سفر میں بالخصوص جہاز میں کپڑے زیادہ میلے ہوتے ہیں اس لئے ایک دو جوڑے خاکی سلوا لینا چاہیئے۔ مکہ مکرمہ میں سردی زیادہ نہیں ہوتی لیکن مدینہ منورہ میں ہندوستان کی طرح ہوتی ہے۔ اگر سردی کا موسم ہو تو ایک رضائی اور کمبل مضبوط ضرور ساتھ رکھو جہاز میں بھی کبھی ہوا تیز ہوتی ہے تو گرم کپڑے کی ضرورت پڑتی ہے بالخصوص سردی کے

موسم میں اس لئے ایک یا دو گرم کپڑا بھی ساتھ رکھنا چاہیئے۔

(۸) احرام میں ایک لنگی اور ایک چادر کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ایک سفید لنگی اور ایک چادر ساتھ رکھنی چاہیئے۔ اُونی تولیہ بڑا اگر لے لو تو اچھا ہے۔ گرمی سردی میں کام دیگا بلکہ دو احرام رکھو تو اچھا ہے نہ معلوم کیا موقع ہے اگر تم کو ضرورت نہ ہوئی تو کسی دوسرے کے کام آجائے گا۔ بلکہ پندرہ بیس گز کپڑا زائد بھی رکھنا چاہیئے کبھی ضرورت کے وقت کفن کے کام آجاتا ہے۔

(۹) راستہ میں کھانے پینے کی سب چیزیں ملتی ہیں اس لئے بقدر ضرورت ناشتہ ساتھ لو۔ اسٹیشنوں پر سب چیزیں ملتی ہیں۔ مگر اسٹیشن پر اترنے میں احتیاط رکھو۔ بلا ضرورت مت اترو اگر ریل سے رہ گئے تو پریشانی ہوگی۔ البتہ اگر تم کو صحیح طور پر اس بات کا علم ہے کہ جس اسٹیشن پر ریل رکی ہے کم از کم اتنے وقت رکی رہے گی کہ تم اطمینان قلب کے ساتھ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید کر سکتے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن اس کے باوجود بھی احتیاط لازم ہے کیونکہ جلد بازی میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

(۱۰) اگر مستورات ساتھ ہوں تو مناسب یہ ہے کہ ان کو زنانہ درجہ میں سوار کرادو تاکہ آرام سے لیٹ بیٹھ سکیں اور تم اُن کے پاس والے مردانہ ڈبہ میں بیٹھو تاکہ ان کی خبر گیری سہولت سے کرتے رہو۔ اگر زنانہ ڈبہ میں تنہائی کی وجہ سے اطمینان نہ ہو تو اپنے پاس بٹھا لو

(۱۱) عورتوں کے لئے خاکی یا نیلے رنگ کا بُرقعہ ضرور ہونا چاہیئے سفید رنگ کا جلد میلا اور خراب ہو جاتا ہے۔

(۱۲) زیور اوّل تو سفر میں رکھنا ہی نہ چاہیئے اگر کچھ رکھنا ضروری ہو تو اس کو احتیاط سے صندوق وغیرہ میں رکھو۔ سفر میں بننا سنورنا اور زیور پہننا خطرناک ہے۔

(۱۳) سفر کی ضروریات عورتوں کو بھی سمجھادو۔ جس جگہ اترنا ہے اس کا نام پتہ وغیرہ بتادو تاکہ وہ بھی پہلے سے تیار ہو جائیں۔ ان کو اپنے وطن کا پورا پتہ یاد کرادو اور ضروری

: میں خوب سمجھا دو۔

(۱۴) حاجیوں کے لئے چیچک کا ٹیکہ اور ہیضہ کا انجکشن کرانا ضروری ہے بلا اس کے جہاز کا ٹکٹ نہیں ملتا۔ اس لئے اگر سہولت سے ہو سکے تو اپنے شہر کے کسی سرکاری شفاخانہ میں کرالو کیونکہ اس سے بعض اوقات بخار وغیرہ ہو جاتا ہے۔ گھر ہی اس سے فارغ ہو جاؤ۔ لیکن ڈاکٹر سے سرٹیفکٹ لیکر احتیاط سے رکھو۔ جہاز کا ٹکٹ لیتے وقت دکھلانا پڑے گا۔ اگر یہاں دقت ہو تو بمبئی اور کراچی میں بہت سہولت سے ہو جاتا ہے۔ بلکہ اکثر جو لوگ مکان پر کراتے ہیں بعض دفعہ ان کو وہاں کے لوگ دق کرتے ہیں اور دوبارہ کرانا پڑتا ہے۔ ٹیکے اور انجکشن کے قواعد بدلتے رہتے ہیں۔ ان کو معلوم کر لیا جائے۔

(۱۵) دوسرے ملک میں جانے کے لئے پاسپورٹ (پروانہ راہداری) اپنی حکومت سے لینا ضروری ہے بلکہ اس کے بغیر ٹکٹ نہیں ملتا اور نہ سہولت سے دوسرے ملک میں داخل ہو سکتا ہے۔ حاجیوں کے لئے بھی پاسپورٹ ضروری ہے اگر اپنے ضلع سے لے لو تو اچھا ہے مفت مل جائے گا۔ اگر یہاں کسی وجہ سے لینے میں دقت ہو تو بمبئی اور کراچی میں بھی مل جائے گا مگر فیس دینی ہوگی فیس کی مقدار گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

(۱۶) بکس اور سامان پر اپنا پتہ اور معلم کا نام لکھ دو۔ جہاز اور دیگر مواقع میں اپنے سامان کی شناخت میں سہولت ہوگی۔

(۱۷) کراچی میں حاجیوں کے ٹھہرنے کیلئے حاجی کیمپ بنا ہوا ہے اسمیں ٹھہرنیکا کوئی کرایہ دینا نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ بعض مسافر خانے بھی ہیں مکان بھی کرایہ پر مل جاتے ہیں۔ بمبئی میں کئی مسافر خانے حجاج کیلئے بنے ہوئے ہیں جنمیں کوئی محصول دینا نہیں پڑتا۔ صابو صدیق کا مسافر خانہ نہایت عالیشان شہر میں گرانٹ مارکیٹ کے متصل ہے اسمیں کافی آرام ملتا ہے۔ اور ضروریات سفر خریدنے میں بھی سہولت ہوتی ہے گودی سے بھی زیادہ دور نہیں ہے۔ اپنے وطن سے بمبئی اور کراچی کی مسافت اور جس لائن سے سفر کرنا ہو سفر خرچ کا حساب لگا کر دیکھ لو کہ کس راستہ میں کفایت ہے ان سب امور کو سوچ کر جس جگہ سے سوار ہونا ہو وہاں کا ارادہ کر دو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔

انشاءاللہ سب کام اطمینان سے ہو جائیں گے۔

جہاز کا سفر

(۱) جہاز بمبئی سے سیدھا جدہ جائے اور عدن وغیرہ کہیں نہ ٹھہرے تو تقریباً دس گیارہ روز میں متوسط رفتار سے جدہ پہونچ جاتا ہے بعضے تیز رفتار جہاز اس سے بھی جلدی پہنچتے ہیں۔

(۲) جہاز کے سفر میں اکثر دوران سر، متلی، بیچش کی شکایت ہو جاتی ہے اس لئے کوئی دوا یا لیموں کا اچار، اسپغول، چار تخم، چٹنی، نمک سلیمانی وغیرہ رکھنا چاہیئے۔ اور سوار ہوتے وقت کچھ سنگترے رکھ لو تو اچھا ہے۔ اگالدان اور پیشاب دانی بھی لے لو ٹین کی معمولی دام میں مل جاتی ہے۔ جہاز میں طبیعت خراب ہونے کے وقت دونوں چیزیں کام دیں گی۔ صبح کو کبھی کبھی شربت کے ساتھ اسپغول پھانکنا بہت مفید ہے اور پیچش وغیرہ سے امن رہتا ہے۔ چائے کا استعمال بھی زیادہ رکھنا چاہیئے جہاز میں خالی معدہ رہنا مضر ہے کچھ تھوڑی بہت غذا ضرور کھا لینی چاہیئے۔

(۳) آجکل حاجیوں کو خود کھانا پکانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ پکا پکایا کھانا جہاز والوں کی طرف سے ملتا ہے مگر تیسرے درجہ والوں کو بہت معمولی کھانا ملتا ہے۔ صبح کو ناشتہ میں چائے ڈبہ کے دودھ کی اور چپاتی یا بسکٹ اور دوپہر کو خشکہ روٹی، گوشت، دال اور اچار وغیرہ بھی ملتا ہے۔ گو روٹی تنوری اور چپاتی دونوں طرح کی ملتی ہے مگر میدے کی ہوتی ہے اس لئے اچھی طرح نہیں کھائی جاتی اور معدہ کو بھی نقصان دیتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی چیز ساتھ رکھو کہ بوقت ضرورت غذا کا کام بھی دے اور مرغوب و مفید ہو جیسے بسکٹ، چنے یا مونگ کی تلی ہوئی دال یا سوجی

کے لڈو جہاز پر خوب کام دیتے ہیں اور لذیذ معلوم ہوتے ہیں۔ جہاز پر بھی ہوٹل سے ہر قسم کی چیز قیمت دیکر لے سکتے ہو۔ جس وقت کھانا تیار ہو جاتا ہے جہاز کے ملازم کھانا لیکر سب کی نشست گاہ پر خود تقسیم کرتے ہیں اس لئے رکابی پیالہ وغیرہ ضروری برتن کھانے کیلئے گھر سے ساتھ لے لو یا جس جگہ سے سوار ہو وہاں سے خرید لو اگر برتن نہ ہونگے تو دقت ہوگی نیز جہاز میں میٹھا پانی چونکہ ہر وقت نہیں ملتا گو اب زیادہ تنگی بھی نہیں رہی ہے نماز کے اوقات میں نل کھول دیا جاتا ہے مگر پھر بھی کوئی برتن کنستر بالٹی وغیرہ میٹھے پانی کے لئے ضرور لے لینی چاہئیے

(۴) جب جہاز کی روانگی کی تاریخ قطعی طور سے متعین ہو جاتی ہے تو مسافروں کو اطلاع کر دی جاتی ہے کہ فلاں وقت سامان رکھنا ہوگا اور فلاں وقت روانگی ہوگی۔ جہاز پر سامان وغیرہ کے لئے قلی مقرر ہوتے ہیں۔ ان سے معاملہ کرلو۔ اگرچہ سامان چڑھانے اور اتارنے کا محصول ٹکٹ کے ساتھ لے لیا جاتا ہے مگر پھر بھی قلی دق کرتے ہیں اور بلا لئے سامان نہیں چڑھاتے۔ اس لئے ایک قلی سے معاملہ طے کرلو کہ احتیاط سے تمہارا سامان جہاز پر چڑھادے اور جگہ بھی حسب نشا بنادے قلی جہاز پر پہلے پہونچ جاتے ہیں اور حاجی لوگ ڈاکٹری معائنہ وغیرہ سے فارغ ہو کر جہاز پر چڑھتے ہیں اس لئے قلی کا نام اور نمبر معلوم کرلو اور سامان کے وقت خود بھی ہوشیاری سے کام لو ورنہ دس بارہ روز تکلیف بھگتنی پڑے گی۔ صرف قلی پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ ایک قلی بہت سے حاجیوں سے معاملہ کرلیتا ہے اور سب کا کام کرتا ہے اس وجہ سے کبھی وہ بھی جگہ نہیں بنا سکتا۔

جہازوں میں اب مسافروں کے لئے لوہے کی چارپائیاں لگادی گئی ہیں

جس جگہ قلی آپ کا سامان جا کر رکھے اس کو دیکھ لیا جائے کہ کوئی عدد کم تو نہیں۔

پاکستان میں سنہ ۱۹۶۰ء سے یہ قاعدہ ہو گیا ہے کہ راشن کی قیمت پیشگی وصول کرلی جاتی ہے اور راشن جدہ میں دیا جاتا ہے اس سے بہت آسانی رہتی ہے بلکہ مکہ معظمہ میں ملتا

ہے۔ اس سے اور بھی آسانی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا راشن کے کاغذات حفاظت سے ہمراہ رکھیں تاکہ کاغذات دکھلا کر راشن حاصل کر سکیں۔

(۵) سوار ہونے کے وقت ڈاکٹری معائنہ ہوتا ہے اور ٹکٹ بھی دیکھے جاتے ہیں اس لئے ٹکٹ اور پاسپورٹ اپنے ساتھ رکھو سامان یا بکس میں بند مت کرو جہاز میں تین درجے ہوتے ہیں جس درجہ میں سفر کرنے کی اپنے اندر وسعت پاتا ہو اس سے سفر کرے لیکن فسٹ میں سفر کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ہوائی جہاز سے سفر کرے کیونکہ اس میں وقت کی بچت ہے۔

(۶) جس وقت جہاز چلدے اور لنگر اٹھ جائے تو یہ دُعا پڑھو بِسْمِ اللّٰہِ مُجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ، کشتی پر سوار ہو کر بھی یہی دُعا پڑھو۔ انشاء اللہ غرق سے محفوظ رہو گے۔

(۷) جہاز میں حجاج کے لئے مستقل ڈاکٹر رہتا ہے ضرورت کے وقت اس سے مراجعت کی جائے۔

(۸) اگر خدانخواستہ کوئی حاجی مر جائے تو اس کی جہاز والوں کو اطلاع کر دو اور غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سمندر میں چھوڑ دو میت کو دریا میں چھوڑنے کا سامان جہاز میں رہتا ہے۔ اطلاع پر سب انتظام ہو جاتا ہے۔

ریل، جہاز، اونٹ وغیرہ پر نماز پڑھنے کے

ضروری مسائل

سفر میں نماز کا اہتمام۔ سفر میں نماز کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے۔ عام طور پر حاجی گو

کم ہمتی اور سستی سے نماز قضا کر دیتے ہیں۔ ایک فرض (یعنی حج کی ادائیگی کا ارادہ کرتی ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض ترک کر دیتے ہیں۔ نماز کو بلا عذر شدید قضا کرنا سخت گناہ ہے۔ شیخ ابوالقاسم حکیم (جو بڑے پائے کے بزرگ ہیں) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جہاد کرے اور جہاد کی وجہ سے ایک نماز قضا کر دے تو اسکو اس قضا نماز کی مکافات کے لئے سو مرتبہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اللہ اکبر جہاد کتنی بڑی عبادت ہے لیکن نماز کی فرضیت اور فضیلت و تاکید اس سے بھی زیادہ ہے۔

اکثر لوگ تو سفر میں نماز بالکل ہی ترک کر دیتے ہیں اور بعضے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور بعضے موٹر ڈرائیور کے ڈر سے موٹر کو نہیں روک سکتے۔ ایسے لوگوں کو ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اول تو شرعاً کرایہ والے کے ذمہ واجب ہے کہ وہ نماز کے وقت سواری کو روکے لیکن اگر اندیشہ ہے کہ روکے گا نہیں تو کرایہ طے کرنے کے وقت ہی اس سے شرط کی جائے اور اس کو متنبہ کر دیا جائے کہ نماز کے وقت ضرور رکنا ہوگا اور وقت پر اگر نہ روکے تو ذرا ہمت سے کام لیکر سب حاجی متفق ہو کر کہیں، پھر بھی نہ مانے یا کوئی خطرہ ہو تو پھر جس طرح ہو سکے موٹر میں نماز پڑھ لی جائے۔

مسافر کے لئے نماز میں قصر۔ مسئلہ شریعت میں جو مسلمان اڑتالیس میل کے سفر کا ارادہ کر کے چلے مسافر کہلاتا ہے اس پر ظہر، عصر، عشاء کی نماز بجائے چار فرض کے دو فرض ہیں۔ اور فجر، مغرب، وتر میں کوئی کمی نہیں ہوتی جس طرح مکان پر پڑھی جاتی ہیں اسی طرح پوری پڑھی جاتی ہیں۔

تنبیہ۔ بہت سے حجاج اپنی ناواقفیت کی وجہ سے امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیتے ہیں۔ یاد رکھئے جو امام چار رکعت پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے چار ہی پڑھیں گے۔

مسئلہ ۔ ظہر، عصر، عشاء کا پورا پڑھنا گناہ ہے۔ ہاں اگر بھول کر پوری پڑھ لی، اور دوسری رکعت میں قعدہ کرلیا ہے تو دو رکعت فرض اور دو نفل ہو گئیں لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

مسئلہ اپنے شہر سے نکل کر جب تک راستہ میں کسی مقام پر پندرہ روز یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ ہو قصر کرنا چاہیئے۔ اگر کسی جگہ پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نیت کرلی تو مقیم ہوگیا۔ نماز پوری پڑھنی ہوگی لیکن اگر کسی جگہ پندرہ روز کی نیت نہیں کی اور آج کل کرتے کرتے پندرہ روز گذر گئے تب بھی مسافر رہیگا اور نماز قصر پڑھنی چاہیئے

مسئلہ ۔ سفر میں سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتوں کو چھوڑنے کا مضائقہ نہیں ایسی حالت میں ان کی تاکید نہیں رہتی اور اگر جلدی نہیں ہے تو سنتوں کو ترک کرے۔ سنتوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

ریل میں نماز اور تیمم وغیرہ کے مسائل مسئلہ ۔ چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اگر سر گھومتا ہے یا چکراتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں چوٹ لگنے کا خوف ہے تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ بلا ان اعذار کے باوجود طاقتِ قیام کے بیٹھ کر نماز درست نہیں ہوتی

مسئلہ ۔ اگر ریل میں نماز پڑھتے ہوئے ریل گھوم جائے اور قبلہ بدل جائے تو نماز ہی میں قبلہ نما میں دیکھ کر قبلہ کی طرف گھوم جانا چاہیئے۔

مسئلہ ۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے جس شخص نے باقاعدہ تیمم کیا ہو اگر چلتی ہوئی ریل میں جا بجا اس کو پانی اور چشمے ملیں تو تیمم نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ اگر موقع ہو تو پھر تیمم کرلے۔

مسئلہ ۔ اگر ریل ٹھہرے اور اسٹیشن پر پانی مل سکتا ہے تو تیمم ٹوٹ گیا اگر وضو نہیں کیا اور ریل چھوٹ گئی تو دوبارہ تیمم کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۔ پانی بھرا ہوا برتن نشست کے تختہ کے نیچے رکھا رہا اور اس کا کچھ خیال

تر ہا اور پانی سے نا امید ہو کر تیمم کر کے نماز پڑھ لی، پھر یاد آیا تو نماز کو دُہرانا واجب نہیں، خواہ نماز کے وقت میں یاد آیا ہو یا نماز کا وقت نکل جانے کے بعد۔ اور اگر سامنے تختے کے اوپر لوٹا رکھا تھا یا صُراحی ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور پھر بھی بھول گیا اور تیمم سے نماز ادا کی تو جب یاد آئے دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۔ اگر برتن میں پانی وضو کے لائق موجود تھا لیکن یہ خیال رہا کہ پانی باقی نہیں رہا اور تیمم سے نماز پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے خواہ نماز کا وقت باقی ہو یا نکل گیا ہو

مسئلہ۔ اگر ریل پر کوئی ہندو پانی دینے والا ہے اور تم کو اس کے پانی سے کراہت آتی ہے تو تیمم جائز نہیں وہی پانی لے کر وضو کرو۔ البتہ وہ پانی نہ دے تو تیمم جائز ہے

مسئلہ۔ اگر ریل میں یہ گمان غالب تھا کہ اسٹیشن پر ضرور پانی مل جائے گا اور وقت بھی رہے گا لیکن کسی نے راستہ ہی میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو جائز ہے بشرطیکہ اسٹیشن وہاں سے ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو مگر بہتر یہ ہے کہ اسٹیشن پر پہونچکر نماز پڑھے۔

مسئلہ۔ اسٹیشن پر پانی ملنے کی اُمید تھی لیکن کسی نے تیمم کر کے نماز شروع کر دی اور نماز پڑھتے ہوئے اسٹیشن قریب آگیا یعنی ایک میل سے کم فاصلہ رہ گیا تو اگر وہاں ریل ہی نہ ٹھہری یا پانی ہی نہ ملا تو وہ نماز صحیح سمجھی جائے گی اور اگر پانی موجود ہے اور یہ اس کے لینے پر بھی قادر ہے تو وہ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہوئی وضو کر کے دوبارہ ادا کرے۔

مسئلہ۔ جب اسٹیشن بہت ہی قریب آجائے ایک میل سے کم فاصلہ رہ جائے اور وہاں پانی ملنے کی قوی امید ہو تو تیمم سے نماز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ اگر اسٹیشن ایک میل سے کم فاصلہ پر رہ گیا ہو اور وہاں پانی کی بھی قوی اُمید ہے لیکن اندیشہ یہ ہے کہ وہاں پہنچنے تک نماز کا وقت نہیں رہے گا۔ نماز قضا ہو جائیگی تو اس صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھنا درست نہیں۔ اسٹیشن پر پہونچکر وضو کر کے قضا نماز پڑھے اور اگر وہاں بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے قضا پڑھے۔

مسئلہ ۔ اگر کہیں مفت پانی نہیں مل سکتا اور کوئی شخص حد سے زیادہ گراں فروخت کر رہا ہے۔ مثلاً اس نواح میں پانی کی جو قیمت ہے اُس سے دو چند قیمت لیتا ہے تو پانی خرید کر وضو کرنا ضروری نہیں تیمم جائز ہے۔

مسئلہ ۔ اگر پانی معمولی قیمت پر یا کسی قدر گراں ملتا ہے تو تیمم جائز نہیں، خریدنا ضروری ہے لیکن اگر اس کے پاس بالکل خرچ نہیں ہے یا اس قدر کم ہے کہ کرایہ اور کھانے وغیرہ کے ضروری خرچ سے کچھ بھی زائد نہیں، تب بھی خریدنا لازم نہیں ہے تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ریل کے پاخانے اور غسل خانے میں جو نل لگا رہتا ہے اس کا پانی پاک ہے اور وضو اس سے درست ہے اس کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز نہیں لیکن یہ پانی وہی شخص لے سکتا ہے جس کے درجہ میں وہ نل ہو۔ اور اگر اس کے پاس اس سے کم درجہ کا ٹکٹ ہے تو نہیں لے سکتا۔ مثلاً سوم درجہ کا ٹکٹ ہے تو درمیانہ درجہ کے غسل خانہ وغیرہ سے پانی لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۔ جب ریل اسٹیشن پر ٹھہرے تو پانی تلاش کرنے سے پہلے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ ۔ اگر ریل میں اسباب تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے اور ساتھ لے کر پانی تلاش نہیں کر سکتا۔ اجرت وغیرہ دے کر بھی کسی سے پانی نہیں منگا سکتا تو تیمم جائز ہے۔

مسئلہ ۔ اگر کسی وجہ سے بلا اسٹیشن کے جنگل میں ریل ٹھہر گئی اور ایک ایک میل تک چاروں طرف پانی کی امید نہیں تو بلا تلاش کے بھی تیمم کرنا جائز ہے اور اگر ایسی صورت میں ایک میل کے اندر ہی اندر پانی کی امید ہے لیکن ریل چھوٹ جانے یا اسباب کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو بھی تیمم جائز ہے۔

مسئلہ ۔ ریل میں نشست کے تختوں اور گدوں پر جو گرد و غبار جم گیا ہو اس پر تیمم جائز ہے اور یہ وہم نہ کرنا چاہیئے کہ شاید تختہ اور گدہ ناپاک ہو معلوم نہیں کہ غبار پاک ہے

یا ناپاک ہے اور نشستوں کے درمیان میں نیچے کے تختوں پر جو جوتیوں کی ناپاک مٹی اور غبار رہتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں ہے۔ چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے۔ لیکن حتی الوسع بہتر یہ ہے کہ اس بات کا خیال رکھے جس وقت ریل ٹھہرے تو اسٹیشن پر اتر کر یا اترنے میں اطمینان نہ ہو تو گاڑی پر نماز پڑھ لو۔ اگر موقع نہ ملا اور اب دوسرے اسٹیشن پر پہنچنے تک وقت کے فوت ہونے یا تنگ ہونے کا اندیشہ ہے تو چلتی ہوئی ریل میں نماز پڑھ لو۔ مگر چلتی ہوئی ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر چکر آنے یا چوٹ لگنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ۔ ریل میں نماز پڑھنے کی حالت میں خواہ چلتی ہو یا ٹھہری ہو قبلہ کی طرف رُخ کرنا ضروری ہے۔ ٹھیک رُخ کی تحقیق ہمیشہ رکھنی چاہیئے۔ اگر کوئی واقف نہ ہو یا جو لوگ موجود ہیں ان میں اختلاف ہو جائے تو تحری کر لو یعنی خوب غور و فکر کر کے علامات کو دیکھ کر نماز پڑھ لو۔

مسئلہ۔ ریل والوں کی طرف سے جس قدر اسباب بلا محصول لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ لے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ رشوت دیکر اسباب و سامان کا وزن کم لکھانا جائز نہیں مثلاً ایک من نو سیر تھا آپ نے وزن کرنے والے یا کلرک کو کچھ دے کر ایک من لکھوایا۔ اس صورت میں دو گناہ ہوئے ایک رشوت دینے کا اور دوسرا بلا محصول اسباب لے جانے کا۔

مسئلہ۔ اگر کسی صورت میں آپ سے محصول وغیرہ خلاف قاعدہ زیادہ لے لیا گیا تو شرعاً آپ کو حق ہے کہ مفت سوار ہو کر یا زیادہ اسباب لے جا کر اسی قدر اپنا حق وصول کر لو لیکن دو باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے اوّل یہ کہ جس کمپنی[۱] کی ریل میں تم سے زیادہ وصول کیا گیا ہے اسی ریل سے وصول کرنا جائز ہے دوسری ریلوں سے نہیں لے سکتے دوسری بات یہ ہے کہ اپنا حق وصول کرنا اگرچہ صورت مذکور میں جائز ہے مگر ریلوے حکام اور

[۱] ہندوستان میں اب کسی کمپنی کی ریل نہیں ہے سب سرکاری ہیں۔

ملازموں کی گرفت اور مواخذہ کا اندیشہ ہے ۔ اگر خدانخواستہ کہیں بے موقع پھنس گئے تو مال کا بھی نقصان ہوگا اور بے عزتی بھی ہوگی اور پریشانی علیحدہ ہوگی اور تمھاری اس بات کو کوئی تسلیم نہ کرے گا کہ پہلے بے ضابطہ محصول تم سے وصول کرلیا گیا تھا اس لئے بہتر یہ ہے کہ صبر کرو خدا تعالےٰ کے خزانہ سے بڑا اجر ملے گا۔

مسئلہ ۔ اگر کبھی اتفاق سے بلاٹکٹ سوار ہوگئے یا کسی ضرورت سے بلامحصول قاعدہ سے زیادہ اسباب لے گئے اور اب اس ناجائز فعل پر شرمندگی ہوئی ہے اور ریل والوں کا حق ادا کرنے کو جی چاہتا ہے تو ادا کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ آپ نے ریل والوں کا جس قدر نقصان کیاہے اسی قیمت کا ٹکٹ لے کر چاک کردو ۔ اس سے نفع نہ اٹھاؤ لیکن ایسے خیال کے لوگ اس زمانے میں بہت کم ہیں بعض تیز مزاج حضرات ترکیب بتلانے والے کو بے وقوف کہیں تو تعجب نہیں مگر اس مسئلہ میں بھی اوپر والی شرط ہے کہ جس کمپنی کا حق رہ گیا ہے اسی کو پہنچاؤ یعنی اسی کمپنی کا ٹکٹ لے کر چاک کردو۔

مسئلہ ۔ اگر ریل کے ملازموں سے جان پہچان ہو اور ان لوگوں نے کہدیا کہ تم فلاں جگہ سے بلاٹکٹ سوار ہوکر یہاں آجانا تو ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے ۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے نام کا پاس ہے اور قانوناً اس کو یہ اجازت نہیں کہ دوسرے کو پاس دیدے تو دوسرے شخص کو اس پاس سے سفر کرنا درست نہیں ہے ۔ ہاں اگر پاس عام ہو اس سے سفر کرنا ہر ایک کو جائز ہوگا۔

مسئلہ ۔ جس درجہ کا ٹکٹ ہو اس سے اوپر کے درجہ میں سفر کرنا درست نہیں ہے مثلاً تیسرے درجہ کا ٹکٹ لیکر ڈیوڑھے درجہ میں بیٹھنا درست نہیں اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ وہاں قضائے حاجت کے لئے جا گھسے لیکن اگر کسی دوسرے شخص کا ٹکٹ بدل لیا جو اس درجہ میں سفر کرتا ہے تو جائز ہے مثلاً ڈیوڑھے درجہ کا ٹکٹ لیکر خود وہاں بیٹھ گئے اور تیسرے درجہ کا اس کو دے دیا وہ وہاں بیٹھ گیا یا کسی ضرورت

سے ایک دو منٹ کے لئے اس کے پاس گئے اور اتفاقاً وہاں یہ حاجت پیش آگئی تو اور بات ہے۔

مسئلہ۔ یہ جائز ہے کہ اپنے ٹکٹ سے کم درجہ میں بیٹھ جاؤ۔ مثلاً ڈیوڑھے والے کو تیسرے درجہ میں سفر جائز ہے لیکن اس صورت میں یہ جائز نہیں کہ جس قدر دونوں درجوں میں تفاوت ہے اس کو کسی ترکیب سے ریل والوں سے وصول کرو کیونکہ انہوں نے تم کو روکا نہیں ہے تم اپنی خوشی سے ادنیٰ درجہ میں بیٹھے ہو۔

مسئلہ۔ جب تک گاڑی میں جگہ ہو خواہ مخواہ لوگوں کو دھکیلنا اور روکنا جائز نہیں جب تعداد پوری ہو چکی تو روکنا اور منع کرنا جائز ہے لیکن ضعیف اور غریب و پریشان مسافر کے ساتھ نرمی کرنا اور تنگی میں بھی جگہ دینا بہت ثواب ہے۔

مسئلہ۔ جب دوسرے شرکار کی رضا نہ ہو تو استحقاق سے زیادہ جگہ گھیرنا جائز نہیں مثلاً دس مسافروں کا درجہ ہے اور دس ہی سوار ہیں تو ہر شخص کا حصہ ایک تختہ کا پانچواں حصہ ہے اس سے زیادہ پر بلا رضامندی قبضہ درست نہیں اور اگر آٹھ مسافر ہیں تو ایک تختہ کا ایک چوتھائی ہر ایک کا حق ہے۔

مسئلہ۔ جو مسافر کسی ضرورت سے باہر نکلا ہو اس کا اسباب و بستر سمیٹ کر خود اس کی جگہ پر قبضہ نہ کرنا چاہئے البتہ اگر استحقاق سے زیادہ جگہ اس نے روک رکھی ہے تو اس کو کم کر دینا درست ہے۔

مسئلہ ریل میں کسی کی کوئی چیز چھوٹ گئی اسکو اٹھا کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں بلکہ جب مالک سے مایوسی ہو جائے تو صدقہ کر دے لیکن اگر خود محتاج ہو تو خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی کا ریل میں قرآن شریف رہ گیا اور یہ اندیشہ ہے کہ ہم نہ اٹھائیں گے تو دوسرے مسافر بے حرمتی کریں گے ایسی حالت میں اٹھالے اور صدقہ کر دے۔

مسئلہ۔ اسٹیشن پر کوئی چیز خریدی اور گاڑی چھوٹ گئی قیمت ادا نہ ہو سکی تو اس چیز کو کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن جس طرح ہو سکے اس کی قیمت پہنچاؤ۔ ہمیشہ کی آمد و رفت کا کوئی قریب اسٹیشن ہو تو کسی معتبر شخص کی معرفت ادا کر دو۔ ورنہ خط کے ذریعہ سے پتہ وغیرہ دریافت کر کے اس کی قیمت پہنچاؤ۔ اگر باوجود پوری کوشش کے وہ شخص نہ مل سکے تو وہ قیمت اس شخص کی طرف سے صدقہ سمجھ کر کسی غریب کو دے دو لیکن اگر اتفاق سے وہ پھر کہیں مل جائے گا اور مطالبہ کرے گا تو دوبارہ دینا ہو گا۔ اس صدقہ کا ثواب تم کو ہو گا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص ایک پیسے کو دیا سلائی کا بکس یا ایک ایک آنہ کا سیب بیچتا تھا، تم نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ دیا سلائی یا سیب اٹھا لئے اور پیسے نکال کر دینے لگے اور ریل چلدی اور قیمت اس کو نہ پہنچ سکی تو اس کی قیمت پہنچانی چاہیئے یا اسکی چیز واپس کر دینی چاہیئے درصورت دشواری واپسی کے وہ چیز یا اس کی قیمت محتاجوں کو دیدینی چاہیئے۔ اگر محتاج ہو تو خود بھی صرف میں لا سکتا ہے پھر اگر مالک مل جائے قیمت اس کو دے دی جائے یا اس سے معاف کرا لیا جائے۔

مسئلہ۔ اگر آپ نے کسی چیز کی قیمت پہلے دیدی اور گاڑی چھوٹ گئی دوکاندار نے ان پیسوں کو پھینکنا چاہا لیکن وہ گاڑی میں نہ پہنچے گر کر ضائع ہو گئے تو وہ قیمت اسکے ذمہ باقی رہی۔ تم شرعاً اس سے وصول کرنے کا استحقاق رکھتے ہو بہتر یہ ہے کہ اسے معاف کر دو بہت ثواب حاصل ہو گا۔

مسئلہ۔ اگر اسٹیشن پر سے چیزیں خرید کر یا اپنا ناشتہ وغیرہ نکال کر کسی غریب آدمی کے سامنے کھاؤ تو تھوڑا بہت بقدر مناسب اس کو بھی دیدو۔ مکان پر کئی غریبوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ اس کا ثواب ہو گا۔ اگر اتنی گنجائش نہ ہو یا ہمت و توفیق نہ ہو تو ایک طرف علیحدہ ہو کر پوشیدہ کھالو خصوصاً چھوٹے بچوں کے سامنے اس کا بہت خیال

رکھو۔ اگر کسی غریب کا بچہ سامنے بیٹھا ہے تو جو کچھ اپنے بچہ کو خرید کر دیا ہے اس کو بھی کسی قدر ضرور دید و ثوابِ عظیم ہوگا۔ ورنہ دور جا کر خرید و اور ایسی طرح کھلا دو کہ غریب بچہ کو حسرت نہ ہو۔ اس میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ثواب ہوگا۔

مسئلہ ۔ اگر کسی قلی اور مزدور کے سر پر اسباب رکھدیا اور اس سے کچھ اُجرت طے نہیں کی تھی تو اس جگہ جو مزدوری اس کی معروف ہے وہ دینی ہوگی۔ مگر مناسب یہ ہے کہ اوّل مزدوری طے کر لو تاکہ پھر جھگڑا نہ ہو طے کرنے کے بعد کم ہر گز نہ دو۔ زیادہ دینے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہوگا۔

مسئلہ ۔ جہاز اور کشتی میں بھی ان کے چلنے کے وقت نماز جائز ہے لیکن بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر چکر آتا ہے یا کھڑا نہیں ہوا جاتا تو بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے۔

جہاز۔ بیل گاڑی اور اونٹ وغیرہ پر نماز پڑھنا

مسئلہ۔ جہاز میں بعض لوگ دَوران سر اور قے وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور نماز چھوڑ دیتے ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے جس طرح ممکن ہو نماز ضرور پڑھی جائے۔ کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر پڑھی جائے۔ بیٹھا بھی نہ جائے تو لیٹ کر پڑھ لیں۔

مسئلہ۔ جہاز اگر کھڑا ہوا ہے تو اس میں فرض نماز پڑھنا جائز ہی اگرچہ جہاز سے اتر کر زمین پر نماز پڑھ سکتا ہو۔ کشتی جہاز کے حکم میں نہیں۔

مسئلہ۔ تانگہ بہلی میں چلتے ہوئے نماز پڑھنا درست نہیں اسی طرح اگر تانگہ یا بہلی کھڑی ہے لیکن جوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست نہیں البتہ اگر بیلوں کے اوپر جوا نہ رکھا بلکہ زمین پر رکھا ہو تو پھر درست ہے یا اگر اتر کر نماز پڑھنے میں جان و مال کا خطرہ ہے تو پھر ایسی[1] حالت میں اس میں پڑھنا جائز ہے۔

[1] یعنی جُوا جب بیلوں پر رکھا ہو ۱۲

مسئلہ ۔ نفل نماز اونٹ گھوڑا گدھا یا بیل گاڑی پر چلتے ہوئے شہر کے باہر چل میں جائز ہے خواہ اترنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ کوئی عذر ہو یا نہ ہو لیکن اشارے سے نماز پڑھے۔ رکوع سجدہ نہ کرے ۔ رکوع کا اشارہ کم اور سجدہ کا اس سے کچھ زیادہ نیچا کرے۔

مسئلہ ۔ اگر ریل یا جہاز میں سامان رکھا ہوا ہے اور مسافر نماز پڑھ رہا ہے اور ریل یا جہاز چل دیا تو ایسی حالت میں نماز توڑ کر بیٹھ جانا درست ہے یا سانپ وغیرہ موذی جانور سامنے آجائے تو بھی نماز کا توڑنا درست ہے ۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے چور نے سامان اٹھایا اور اندیشہ ہے کہ اگر نماز نہ توڑی تو لے کر بھاگ جائے گا ہانڈی اُبلنے لگی اور اُس کی قیمت تین چار آنہ ہے تو نماز کا توڑنا جائز ہے ۔ اسی طرح اندیشہ ہے کہ اندھا کنوئیں میں گر جائے گا یا بچہ جل جائے گا تو ایسی صورت میں نماز توڑنا واجب ہے ۔ اگر نماز توڑ کر نہ بچایا تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں فجر کی جماعت اندھیرے میں اور عصر کی ایک مثل کے بعد ہوتی ہے گو اتنی جلدی پڑھنا ہمارے مذہب کے خلاف ہے لیکن چونکہ حنفیہ کے نزدیک بھی اس میں گنجائش ہے اس لئے وہاں کی جماعت نہ چھوڑنی چاہیئے اسی وقت نماز پڑھنی چاہیئے ۔ مکہ مکرمہ جدہ وغیرہ میں اکثر امام شافعی وغیرہ ہوتا ہے حنفی کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ فرائض اور نواقض وضو میں حنفیہ کے مذہب کی رعایت کرتا ہو اور اگر رعایت نہ کرتا ہو مثلاً خون اور نکسیر وغیرہ سے وضو نہ کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی فجر میں شافعی چونکہ قنوت پڑھتے ہیں اس لئے حنفی قنوت نہ پڑھے بلکہ ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑا رہے۔

جہاز میں سمتِ قبلہ

ہندوستان اور پاکستان میں قطب نما سے قطب کی سمت معلوم کرنے کے بعد قبلہ کا معلوم ہونا سہل ہے کیونکہ ان دونوں ملکوں سے قبلہ مغرب کی طرف قدرے

مائل بجنوب ہے اس لئے مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے لیکن راستہ میں جہاز چونکہ مختلف جوانب میں چلتا ہے اور قبلہ بدلتا رہتا ہے اس لئے وہاں صرف قطب نما سے کام نہیں چلتا بلکہ وہاں سمتِ قبلہ خاص طور سے معلوم کرنی ہوتی ہے۔

مختصر طور سے اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ بمبئی اور کراچی سے قبلہ مغرب کی جانب ہے اور عدن سے شمال کی جانب اور جدہ سے مشرق کی جانب اس لئے جس قدر عدن قریب آتا جائے شمال کی طرف رُخ کرتے جاؤ اور عدن یا اس کی محاذات میں پہنچکر شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ عدن سے آگے چل کر جس قدر جدہ کے قریب ہوتے جاؤ اسی قدر مشرق کی طرف رُخ پھیرتے جاؤ۔ جدہ میں پہنچکر بالکل قبلہ مشرق کی طرف ہے۔

کراچی سے جدہ براہِ عدن ۲۱۲۵ میل ہے اور بمبئی سے براہِ عدن ۲۳۲۵ میل ہے اس لئے جہاز کی رفتار معلوم کر کے روزانہ مسافت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

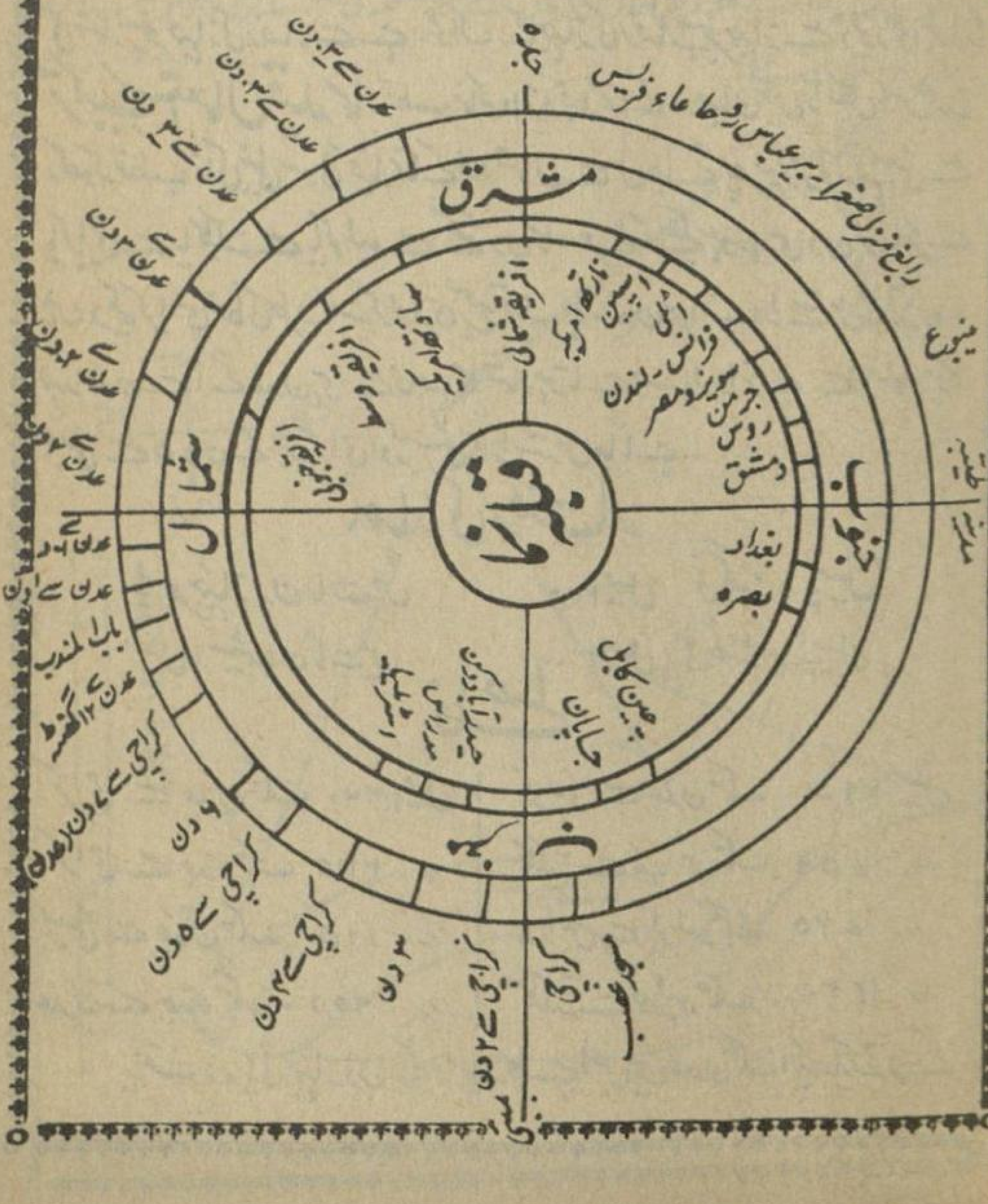
نوٹ۔ جہاز میں قبلہ نما لگا ہوا ہوتا ہے سمتِ قبلہ بدلنے کیلئے جہاز والوں کی طرف سے ایک آدمی متعین ہوتا ہے لہذا اعتبار کر کے اس سمت نماز پڑھی جائے کیونکہ ہر آدمی کے اس نقشہ سے قبلہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ قبلہ معلوم کرنے کے لئے ہم ایک نقشہ بھی لکھتے ہیں جس سے ترکیب ذیل کے ساتھ سمتِ قبلہ قطب نما کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتی ہے؎۔ یہ نقشہ جناب مولانا حکیم محمد مصطفےٰ صاحب میرٹھی مرحوم نے تیار فرمایا ہے یہ نقشہ اسلامی ایٹلس مصنفہ جناب ماسٹر محمد اسحٰق صاحب سیتاپوری سے صحیح کیا ہوا ہے۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط

قبلہ نما

یہ قبلہ نما سفر دریا وغیرہ میں قبلہ کی سمت معلوم کرنے کی غرض سے حجاج کے لئے

؎ خوب اچھی طرح سے غور و فکر و بعد تحقیق جہت قبلہ متعین کر کے نماز پڑھی جائے ۱۲ س

بنایا گیا ہے اور اکثر وہ مقامات جن سے حجاج حج کے لئے جاتے ہیں اس میں لے لئے گئے
ہیں۔ جیسے کلکتہ، مدراس، بمبئی، کراچی، کولمبو، نہر سوئز وغیرہ
یہ موٹی بات ہے کہ جب مکہ معظمہ سے فاصلہ زیادہ ہو تو سفر میں تھوڑی
دیر میں سمت قبلہ میں فرق بہت ہی کم پڑتا ہے جس کا از روئے حکم شرعی کچھ لحاظ نہیں
کیا جاتا۔ اور جوں جوں فاصلہ کم ہوتا جاتا ہے تھوڑی دیر کے سفر میں سمت قبلہ



میں نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔ اسی بنا پر کراچی کلکتہ وغیرہ بعید مقامات سے دائرہ قبلہ نما میں ایک ایک دن کی سمت قبلہ بتائی گئی ہے اور عدن کے بعد فاصلہ کم رہ جانے اور راستہ گھوم جانے کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد سمت قبلہ میں فرق زیادہ ہو جاتا ہے لہٰذا عدن سے آگے اوّل بارہ بارہ گھنٹہ کے بعد پھر چھ چھ گھنٹہ کے بعد سمتِ قبلہ بتائی گئی ہے جیسا کہ دائرہ سے معلوم ہوگا اور یہ دنوں یا گھنٹوں کی شمار پسنجر جہاز کی رفتار سے ہے۔ ڈاک کے جہاز کی رفتار پسنجر جہاز سے ڈیوڑھی ہوتی ہے

ترکیب استعمال قبلہ نما۔ قطب نما کو دائرہ قبلہ نما کے درمیان میں بالکل اس طرح رکھو کہ قطب نما کی نیلی سوئی قبلہ نما کے خط شمال سے مل جائے پھر غور کرو کہ تم بمبئی سے یا کراچی سے یا کلکتہ سے یا کولمبو سے کتنے دن کا سفر طے کر چکے ہو۔ اسی دن کو دائرے میں دیکھ کر اُسی خط کی طرف منہ کر لو وہی صحیح قبلہ ہے۔ عدن میں سب راستے مل جاتے ہیں۔ لہٰذا عدن سے آگے عدن ہی سے فاصلہ کا شمار ہوتا ہے جیسا کہ دائرے سے معلوم ہوگا بمبئی سے ۵ دن کے بعد کراچی اور بمبئی کا راستہ مل جاتا ہے۔

جہاز کی رفتار

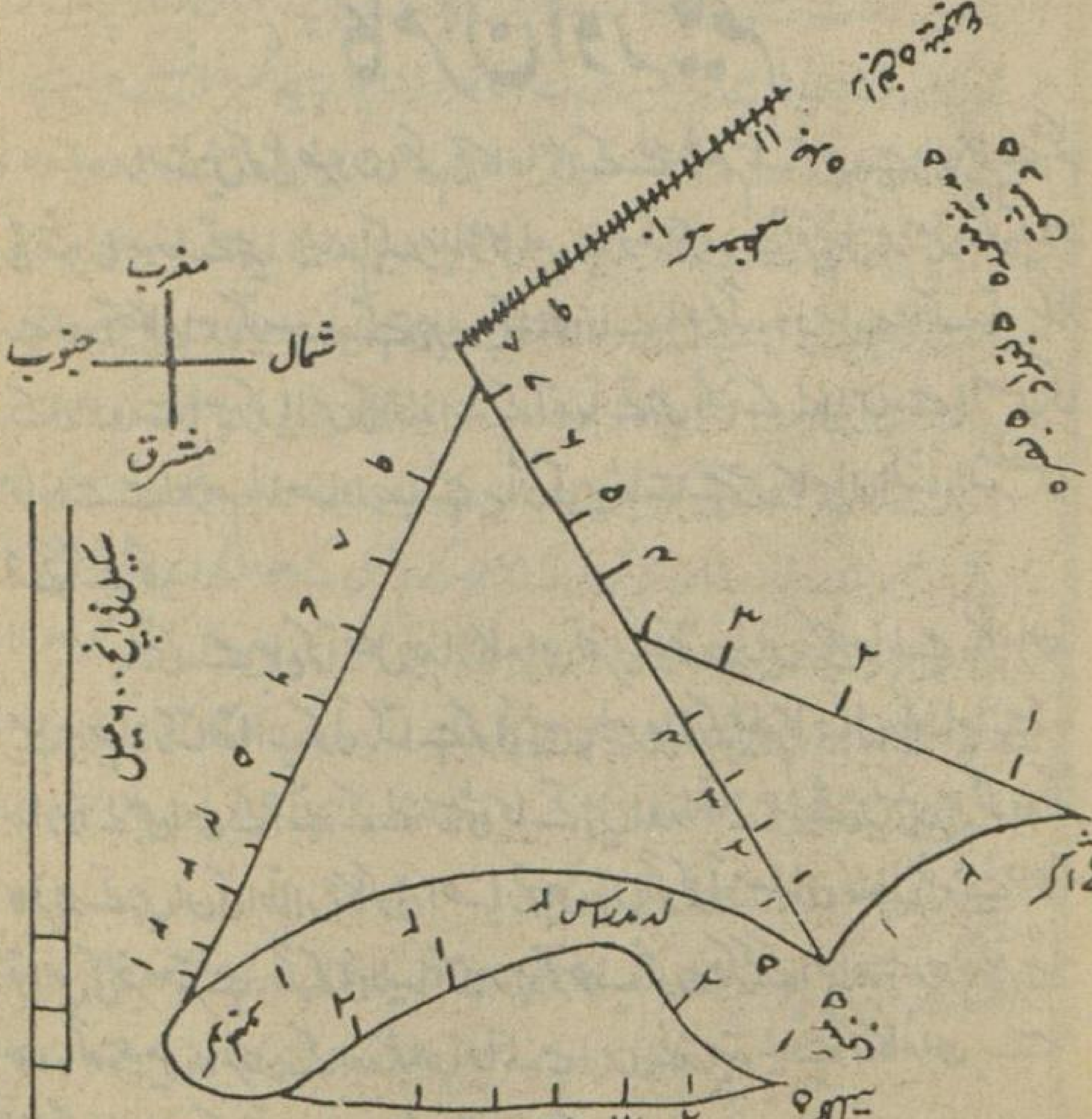
پسنجر جہاز دن رات میں	۲۰۰ میل	فی گھنٹہ ۸ ۱/۲ میل
میل اسٹیمر دن رات میں	۳۰۰ میل	فی گھنٹہ ۱۲ ۱/۲ میل

فاصلے

کراچی سے عدن تک ۱۴۶۰ میل	کولمبو سے عدن تک ۲۱۰۰ میل
کراچی سے جدہ تک ۲۱۱۵ "	کلکتہ سے مدراس تک ۷۵۹ "
بمبئی سے عدن تک ۱۶۵۰ "	مدراس سے کولمبو تک ۷۲۵ "
عدن سے جدہ تک ۶۵۵ "	کلکتہ سے کولمبو تک ۱۲۲۰ "

یہ نقشہ دریائی جہازوں کے راستہ کا ہے اس میں عدن تک ایک ایک دن کے

فاصلہ پرنشان لگے ہوئے ہیں اور عدن سے آگے بڑے بڑے نشان ایک ایک دن کے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے نشان چھ چھ گھنٹے کے راستے پر لگے ہوئے ہیں۔ اس نقشہ سے سمتِ قبلہ معلوم ہونا بہت آسان ہے۔ یہ دیکھ لو کہ تم سمندر میں کتنے دن کا راستہ طے کر چکے ہو۔ اس نقشہ کے شمال وجنوب کے چوپارہ کے بیچ میں قطب نما اس طرح رکھو کہ قطب نما کی نیلی سوئی خطِ شمال سے مل جاوے پھر تم جس جگہ ہو وہاں سے مکہ معظمہ کی طرف رُخ کر لو جو نقشہ میں تمہارے سامنے ہے۔



نوٹ: اس نقشہ سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بلا اس کے نماز صحیح ہو ہی نہیں سکتی شریعت نے اتنی تنگی نہیں کی جس کے پاس یہ نقشہ نہ ہو وہ کسی سے پوچھ کر حتی الامکان غور کر کے جس سمت کو بھی نماز پڑھ لیگا صحیح ہوگی ہاں نقشہ ہوتے ہوئے غلط سمت اختیار کرنا درست نہیں۔ یہ نقشہ اسلامی اٹلس مصنفہ جناب محمد اسحاق صاحب سیتاپوری کے مطابق ہے جو کوئی اس سے فائدہ اٹھا دے مقامات متبرکہ میں دعاءمیں ناشر کو اور ماسٹر صاحب اور حکیم صاحب موصوف کو یاد رکھے۔

کامران اور یلملم

راستہ میں کوئی ضروری حکم حج کا حاجی کے لئے یلملم تک نہیں ہے ہاں یلملم سے احکام حج شروع ہوجاتے ہیں۔ یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً تیس میل دکن کیطرف ہے اور آجکل اس کو سعدیہ کہتے ہیں۔ پاکستان والے یا جو لوگ دوسرے ممالک کے مکہ کرمہ کے ارادہ سے اسپر کو یا اس کی محاذات کے اندر آتے ہیں اُن کے لئے اس سے یا اس کی محاذات سے احرام باندھنا واجب ہے یہ اُن کی میقات ہے جس کا بیان انشاء اللہ مفصل آگے آئے گا۔

بمبئی سے چل کر آجکل جہاز کامران تقریباً آٹھ روز میں پہنچ جاتا ہے۔ کامران پہلے ہر جہاز رکتا تھا اب کوئی رکتا ہے کوئی نہیں ہر حاجی کو یلملم کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جہاز والے بھی اس کے آنے کے لئے سیٹی بجاتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں لیکن چونکہ وہ اکثر کافر ہوتے ہیں ان کی اطلاع کا کوئی اعتبار نہیں ہاں اگر کوئی مسلمان عادل خبر دینے والا ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔ اگر کوئی ایسا آدمی نہ ہو تو خوب غور و فکر کر کے احرام باندھ لو تقریباً چودہ گھنٹہ میں کامران کے بعد یلملم آجاتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کامران سے نکل کر ہی احرام کی تیاری شروع کر دی جائے۔

جدّہ

۲۶ھ میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جدہ کو مکہ مکرمہ کا بندرگاہ بنایا۔ یلملم سے تقریباً چوبیس ہی گھنٹہ بعد جدہ آجاتا ہے۔ کامران سے جدہ تقریباً ساڑھے پانچسو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جدہ میں پہلے جہاز کشتیوں کے پلیٹ فارم سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر کھڑا ہوتا تھا۔ اب جہاز کا پلیٹ فارم بن گیا ہے اور کشتیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اجازت ملنے پر مسافر اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں جہاز پر ایک زینہ اترنے کیلئے لگایا جاتا ہے۔ اطمینان کے ساتھ اُترنا چاہیئے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اپنا سب سامان جہاز رکنے سے پیشتر یکجا کر لیا جائے اور جو چیز باندھنے کی ہو وہ باندھ لی جائے اور اس پر اپنا نام ضرور لکھ دو تاکہ پہچاننے میں سہولت ہو اور جہاز سے سامان اترنے کے بعد بہت پریشانی ہوتی ہے بعض وقت سامان مخلوط ہو کر گم ہو جاتا ہے پاسپورٹ اپنے پاس رکھو پلیٹ فارم پر اتر کر دکھانا ہوگا۔ آپ کو بندرگاہ پر لاریاں ملیں گی جن میں سوار ہونے کا آپ سے کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا ان میں سوار ہو کر فوراً کسٹم آفس پہونچ جائیں اور اپنا سامان تلاش کر کے معلم کے وکیل کے حوالہ کر دیں۔ بالفرض اگر آپ کا سامان نہ ملے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں کسٹم آفس سے باہر نکل کر آپ کو پھر لاری ملے گی اس میں سوار ہو کر آپ مدینۃ الحجاج چلے جائیں آپ سے اسکا بھی کرایہ نہیں لیا جائیگا یہاں اپنے لئے ٹھہرنے کا انتظام کر کے اپنا سامان یہیں تلاش کریں تو انشاء اللہ آپ کو یہاں سب سامان مل جائے گا۔

معلمین حجاج حجاج کے لئے حکومت حجاز کے قانون کے مطابق یہ لازم ہے کہ حاجی کسی کو اپنا معلم بنائے۔ سرکاری طور پر بہت سے لوگ معلمی کے لئے مقرر ہیں۔ ان لوگوں سے حاجی کو انتظام قیام دسفر اور ادائے اعمال حج میں آرام د

راحت اور اعانت ملتی ہے۔ اگر پہلے سے کسی معلم سے واقفیت ہے تو اس کو معلم کر لیا جائے۔ بمبئی اور کراچی میں خود معلم یا اُن کے وکلاء آجاتے ہیں اور ہر شخص ان میں سے بہت کچھ وعدہ کرتا ہے لیکن اُن کے وعدے اور یہاں کی خدمت کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر کسی کا ذاتی طور پر تجربہ ہو یا کسی معتبر آدمی سے اس کے حالات معلوم ہوں تو خیر ورنہ خود سوچ سمجھ کر انتخاب کرلو۔ بمبئی کراچی کے وعدہ کرنے سے کوئی معلم لازمی طور پر مقرر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ جدہ کے پلیٹ فارم پر جب پاسپورٹ تم سے لیا جائے گا اس وقت معلم کا نام بھی تم سے دریافت کیا جائے گا جس کا نام لے دوگے وہی تمہارا معلم ہو جائیگا۔

وہاں ہر معلم کے وکلاء یا ان کے آدمی کھڑے رہتے ہیں وہ تم کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اس وقت دوسری طرف دروازہ سے نکل کر اپنا سامان تلاش کرکے فوراً بلیو اور وکیل کے آدمی کو ساتھ لے لو تاکہ گفتگو وغیرہ میں سہولت ہو۔ یہ لوگ اردو سمجھ لیتے ہیں۔

مدینۃ الحجاج اب ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کے لئے مدینۃ الحجاج کے نام سے مستقل مسافر خانہ تیار ہو گیا ہے وہاں ہندوستانی و پاکستانی حاجی قیام کر سکتے ہیں۔ مدینۃ الحجاج میں قیام کیجئے وہاں ہر قسم کا آرام ملے گا۔ جدہ میں کرایہ کے مکانات بھی بہت ملتے ہیں اگر ضرورت ہو تو کرایہ پر مکانات لیکر قیام کیجئے۔

مکہ معظمہ ۔ جدہ سے مکہ مکرمہ آجکل موٹر جاتے ہیں جب جانے کا ارادہ ہو وکیل کو اس سے مطلع کردو وہ انتظام کرادیگا۔ موٹر اگر راستہ میں خراب نہ ہو تو دو گھنٹہ میں مکہ مکرمہ پہنچ جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ جدہ سے تقریباً چھیالیس میل ہے اور مکہ مکرمہ کے راستہ میں مختلف مقامات پر قہوہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں پانی چار سادہ خوب ملتی ہے اور بعض جگہ روٹی۔ چاول، دال گوشت بھی مل جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جدہ سے بھی کچھ ناشتہ ساتھ لے لیا جائے تاکہ مکہ مکرمہ پہنچ کر فوراً کھانا پکانے کی فکر نہ ہو۔

راستہ میں سرکاری چوکیاں بھی ہیں ان میں ٹیلی فون لگا ہوا ہے اگر کوئی ضرورت پیش آئے یا کوئی شکایت وغیرہ کی نوبت آئے یا سواری خراب ہو جائے تو پولیس کی چوکی پر اطلاع کر دو انشاء اللہ انتظام ہو جائے گا۔

حجاز کی زبان چونکہ عربی ہے اگر ساتھ کوئی ایسا شخص ہو کہ جو عربی بول سکتا ہے تو آرام ملے گا۔ اگرچہ وہاں کے لوگ بھی اُردو کچھ سمجھتے ہیں۔ بدو پہلے بہت بدنام تھے مگر اب حکومتِ سعودیہ کا انتظام اور رعب بدوؤں پر بہت زیادہ غالب ہے، اب لوٹ مار کچھ نہیں ہوتی بالکل امن وامان ہے اس لئے بدوؤں کا کوئی خوف نہیں ہے لیکن اُن کے ساتھ جہاں تک ہو سکے اچھی طرح پیش آؤ۔ اگر اُن کو کبھی کبھی کچھ پیسے بخشش کے نام سے دیدئیے جائیں تو بہت آرام سے اور جلدی مکہ معظمہ پہونچانے کی کوشش کریں گے۔

تنبیہ۔ اگر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانیکا ارادہ ہو تو اختیار ہے کہ مکہ مکرمہ ہو کر جاؤ یا جدہ سے سیدھے مدینہ منورہ چلے جاؤ۔ لیکن اگر مکہ مکرمہ ہو کر پھر مدینہ منورہ جانیکا ارادہ ہو تو عمرہ کر کے مدینہ منورہ جا سکتے ہو۔ اگر جدہ سے سیدھا مدینہ طیبہ جانیکا ارادہ ہو تو یلملم سے عمرہ وغیرہ کا احرام نہ باندھو کیونکہ حدِ حرم سے باہر باہر مدینہ منورہ کو جانا ہو گا۔ اور میقات سے بغیر احرام گذرنے کی جنایت لازم نہ ہو گی کیونکہ میقات سے گذرتے وقت اس کا ارادہ جدہ سے سیدھا مدینہ طیبہ جانیکا ہے۔ اکثر لوگ یلملم سے گذرتے وقت ان حاجیوں کو بھی جو پہلے مدینہ طیبہ کو براہِ جدہ جانا چاہتے ہیں احرام عمرہ کا بندھواتے ہیں ایسا نہ کیا جائے اس سے احرام کی طوالت ہو جائے گی اور پریشانی میں اضافہ ہو جائے گا۔ بعض حاجی یلملم سے احرام باندھنے کے بعد یہ ارادہ کرتے ہیں کہ اب جدہ سے مدینہ طیبہ جاؤں گا مکہ مکرمہ نہیں جاؤں گا اور اس حالت میں احرام کھول کر کپڑے پہن لیتے ہیں۔ اس طرح کپڑے پہننے سے احرام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی وجہ

سے دم واجب ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے مدینہ طیبہ جانیکا ارادہ ہوجائے تو احرام ہی کی حالت میں مکہ مکرمہ چلا جائے اور عمرہ کرکے پھر مدینہ منورہ چلا جائے اس میں صرف پانچ چھ گھنٹے صرف ہونگے۔ بغیر عمرہ کے احرام نہ کھولے اور ممنوعاتِ احرام سے بچے عمرہ کے مسائل اور زیارتِ مدینہ کا بیان انشاء اللہ مفصل آگے آئیگا۔

حرم

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حدودِ مقررہ پر نشانات بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ مقامات بتائے تھے، اور وہاں نشانات لگا دیئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بنوائے پھر حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے اپنے اپنے زمانہ میں تجدید کی۔ جدہ کی طرف مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر شمیسیہ (جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی کے متصل حرم کی علامت کے لئے مینارہ بنا ہوا ہے اور مدینہ طیبہ کی طرف تنعیم پر جو مکہ سے تین میل ہے اور یمن کی جانب سات میل اضاءۃ لبن تک اور عراق کی طرف سے بھی سات میل اور جعرانہ کی طرف سے نو میل اور طائف کی طرف عرفہ تک سات میل تک حرم ہے، ان حُدود کے اندر شکار مارنا، پکڑنا، اس کو بھگانا۔ درخت یا گھاس کاٹنا حرام ہے اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔

جدہ کی طرف ان نشانات کے قریب ہی ایک بستی ہے جس کو آجکل شمیسیہ کہتے ہیں اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو کفار نے روکا اور عمرہ نہیں کرنے دیا تھا۔ اسی جگہ صلح حدیبیہ ہوئی تھی اور آپؐ یہاں سے مدینہ منورہ واپس ہو گئے تھے۔ اسی بستی کے قریب راستہ سے جنوب کی طرف تھوڑے سے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی نچہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی جگہ صحابہ رضؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے موت

پر بیعت لی تھی اور اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے اگر موقع ملے تو اس مسجد میں جاکر دو رکعت نفل پڑھو اور دُعا مانگو۔ جب حرم کے حدود سے گزرو تو سمجھو کہ اب احکم الحاکمین کے دربار کے خاص احاطہ میں داخل ہو رہے ہو۔ اس وقت جتنا ادب تذلل، انکسار کر سکتے ہو کرو اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہو اور یہ دُعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِكَ وَاَھْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

اس کے بعد درود شریف پھر تلبیہ پڑھو اور حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو اور شکر ادا کرو کہ تم کو یہ سعادت کبریٰ نصیب ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السّلام جس وقت حرم میں داخل ہوتے تو ننگے پاؤں پیدل چلتے تھے اور طواف اور دیگر مناسک اسی طرح ادا کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ اگر انسان سر کے بل بھی اس مقدس زمین پر چلے تو حق ادب ادا کرنے سے قاصر ہے اس لئے اگر تمام راستہ پیدل نہو تو تھوڑی دُور تو ننگے پیر پیدل چلنا چاہیئے لیکن اگر موٹر والا راضی نہ ہو تو اس سے جھگڑا نہ کرنا چاہیئے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو بہتر یہ ہے کہ داخل ہونے سے پہلے غسل کرلیا جائے۔ قہوہ خانوں میں پانی فروخت ہوتا رہتا ہے وہاں سے پانی خرید لیا جائے۔ وہاں پانی مفت نہیں ملتا کچھ نہ کچھ قیمت موقع اور وقت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوتی ہے لیکن اب چونکہ عام طور پر لوگ موٹر سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور دو گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں اس لئے جدہ ہی سے غسل کرلو۔ موٹر والے ہر شخص کے لئے موٹر کو ہر جگہ نہیں روکتے۔ یہ غسل صرف مستحب ہے اگر نہو سکے تو کچھ حرج نہیں۔

مکہ مکرمہ کے دروازے کے قریب معلم لوگ حجاج کا استقبال کرتے ہیں۔[1] ان لوگوں کو جدہ سے حجاج کی روانگی کے وقت ان کے وکلاء تار سے اطلاع دیدیتے ہیں۔ آپ کا معلم یا اس کا کوئی آدمی آپ سے یا آپ کے امیر قافلہ سے ملاقات و تعارف کے بعد آپ کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے آپ اپنے سامان کا انتظام کر کے بیت اللہ شریف کی زیارت کریں۔ طواف کریں معلم یا اُس کا ملازم آپ کو ساتھ لے جائیگا اور وہ خود طواف کرائیگا اور اس خدمت کو وہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اگر اُن سے یہ خدمت نہ لی جائے تو ان کو ناگوار ہوتا ہے۔ طواف کے بعد حجاج ان کو کچھ ہدیہ پیش کر دیتے ہیں اور وہ اس کے امیدوار رہتے ہیں اگر نہ دو گے تو وہ کچھ خوش نہ ہوں گے۔ آپ اس کو طواف کا معاوضہ نہ سمجھیں بلکہ ہدیہ سمجھ کر کچھ روپیہ دو روپیہ مطوف کو دیدیں تاکہ آپ سے وہ خوش ہو جائے اور آپ کے تمام امور خوشی سے انجام دے۔ اوّل طواف میں ان کو ضرور ساتھ لے لیا جاوے۔ وہ لوگ طواف کے طریقہ سے واقف ہیں سہولت سے قاعدہ کے مطابق طواف کرائیں گے چونکہ اکثر لوگوں کو یہ پہلا موقع ہوتا ہے اس لئے اکثر مولوی اور عالم بھی غلطی کر گئے ہیں اور آداب و مقامات سے ناواقف ہوتے ہیں دعائیں بھی یاد نہیں ہوتیں لیکن مسائل میں مطوف پر بھی اعتماد نہ رکھو خود بھی ہر چیز کے احکام اس کے کرنے سے پہلے خوب مطالعہ کر لو اور سمجھ لو۔

طواف و سعی سے فارغ ہو کر کھانا کھاؤ اور پھر قیام کے لئے مکان کی فکر کرو۔ مکہ معظمہ میں ہر قسم کے مکانات مل جاتے ہیں، اپنی اور اپنے رفقاء کی حیثیت اور ضروریات کو دیکھ کر مکان کا انتخاب کر لو۔ بہتر یہ ہے کہ بیت اللہ کے قریب مکان لو تاکہ ہر وقت بیت اللہ سامنے رہے اور نماز و طواف میں سہولت ہو۔ کرایہ مکانات کا سال بھر کا لیا جاتا ہے ۔ ماہواری نہیں لیا جاتا۔ ۱۰ محرم تک کا کرایہ آپ سے وصول کر لیا جائیگا۔ اس کے بعد

---

[1] اب یہ رواج نہیں رہا۔

اگر آپ رہیں گے تو دوسرے سال کا کرایہ دینا ہوگا اگر آپ سال بھر سے پہلے جائیں گے تو واپسی ایک پیسہ کی بھی نہو گی۔ لہذا آپ مکان کرایہ پر لینے سے پہلے طے کرلیں کہ واپسی کی تاریخ عربی مہینے سے فلاں ماہ کی فلاں تاریخ تک کے لئے مکان کرایہ پر لیتا ہے۔ حرم[1] کے اندر بھی مکانات ہیں مگر ان کا کرایہ زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ قریب مناسب بھی نہیں ہے کیونکہ اس سے ادب و احترام میں فرق آتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ہر قسم کے بازار ہیں سب ضروریات ملتی ہیں جس چیز کی ضرورت ہو بازار سے خرید لو۔

نوٹ:۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب و احکام تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، وقت پر اُن کا مطالعہ کیا جائے۔

حجازی سکّہ۔ ڈاک۔ تار اور گز وغیرہ

مکہ معظمہ پہونچکر وہاں کا حساب سمجھنے میں دقت پیش آئے گی لیکن گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کا معلم آپ کو سب بتلا دیگا خود نہ بتلائے تو دریافت کرلیں۔ ڈاک کی تقسیم وغیرہ کا طریقہ بھی معلم سے دریافت کرلیں۔

تنبیہ:۔ موٹر وغیرہ کے کرایہ میں چونکہ ہمیشہ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اس لئے کوئی شرح کرایہ وغیرہ کی معین نہیں۔ ہر سال حکومت حجاز کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوتا ہے اس میں ضروری معلومات اور کرایہ کی تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ کراچی اور بمبئی میں حج بکنگ آفس سے تمام تفصیلات مل جاتی ہیں۔

ڈاک مکہ مکرمہ میں لیٹر[2] بکس کا خاص انتظام نہیں ہے اس لئے خود خط ڈاک خانہ میں بھیجنا پڑتا ہے اور اپنے خطوط مکہ مکرمہ میں اپنے معلم یا کسی مشہور شخص کی معرفت منگانے چاہئیں جو لوگ براہِ راست اپنی ڈاک منگائیں گے وہ پریشان ہوں گے۔ باقی تفصیلات اپنے معلم سے حاصل کریں۔

حجازی اوزان اور پیمانے۔ حجاز میں غلّہ آٹا دال وغیرہ پیمانے سے

[1] اب حرم شریف کے اندر کے مکان توڑ دیے گئے۔ [2] اب جگہ جگہ لیٹر بکس لگ گئے ہیں ۱۲ محمد الیاس غفرلہ۔

فروخت ہوتا ہے جسکو کیلا کہتے ہیں اور اس کا آدھا چوتھائی آٹھواں مختلف حصّے بھی ہوتے ہیں۔ ایک کیلا میں آٹا تقریباً چار سیر آتا ہے مگر گیہوں اس میں تقریباً تین سیر ہوتے ہیں۔

وزن - ہمارے سیر کی جگہ اُقّہ ہے۔ ایک اُقّہ ایک سو بارہ تولہ کا ہوتا ہے جو تقریباً ایک سیر چھ چھٹانک ہوتا ہے اسی حساب سے آدھا چوتھائی اُقّہ بھی ہوتا ہے اور چوتھائی اقّہ سے کم کے باٹ بھی ہوتے ہیں۔ ایک رطل ۴۴ تولے یعنی آدھ سیر ایک چھٹانک ہندوستانی کا ہوتا ہے۔ ایک قنطار سو رطل یعنی ایک من ۱۵ سیر۔ گھی شکر گوشت وغیرہ اقہ اور رطل کے حساب سے بکتے ہیں (اب یہ تول ختم اور کیلو کے حساب سے سب کچھ ملتا ہے)

پیمائش - کپڑا وغیرہ ناپ کر بکتا ہے۔ ۱۶ گرہ کا گز بھی وہاں رائج ہے جس کو بمبئی گز کہتے ہیں مگر عام طور پر اندازہ یعنی گیارہ گرہ کے گز سے فروخت کرتے ہیں۔ کبھی ذراع (یعنی ناخن سے لے کر کہنی تک) جو تقریباً ۸ گرہ کا ہوتا ہے اس سے بھی فروخت کرتے ہیں۔ خریدنے سے پہلے متعین کرلینا چاہیئے کہ کونسے گز سے خریدوگے۔

زمین اور سڑک وغیرہ کی پیمائش کیلومیٹر سے ہوتی ہے۔ ایک کیلومیٹر تقریباً پانچ فرلانگ یعنی ایک ہزار میٹر کی برابر ہوتا ہے اور ایک میٹر تقریباً اٹھارہ گرہ کے برابر ہوتا ہے مثلاً جدہ سے مکہ مکرمہ ۷۵ کیلومیٹر ہے یعنی تقریباً ۴۶ میل اور جدّہ سے مدینہ منورہ ۴۵۰ کیلومیٹر ہے یعنی ۲۸۱ میل۔

آداب سفر اور دیگر ضروری معلومات کے بعد اب احکام حج شروع ہوتے ہیں۔ ضروری اور کثیر الوقوع مسائل کو حتی الوسع بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے دقیق اور نادر الوقوع مسائل کو عام طبقہ کا لحاظ کرتے ہوئے اکثر چھوڑ دیا گیا ہے،

مسائل حج

ان مسائل کے لکھتے وقت بہت سی کتابوں سے مدد لی گئی ہے لیکن زیادہ تر

مسائل لباب[1] المناسک اور اس کی شرح المسلک[2] المتقسط فی المنسک المتوسط اور غنیۃ[3] الناسک فی بغیۃ المناسک سے ماخوذ ہیں! اختلافی مسائل میں ان دو نوں کتابوں اور رد[4] المحتار اور زبدۃ المناسک[5] کی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے سہل اور احوط پہلو کو اکثر ترجیح دی گئی ہے۔

کتب مذکورہ میں اگر کسی مسئلہ میں آپس میں اختلاف معلوم ہوا یا کوئی مسئلہ اختلافی بادی النظر میں اشتباہ ڈالنے والا سمجھا گیا ہے تو اس جگہ کی عبارت پوری یا مختصر طور سے نقل کر دی گئی ہے تاکہ اہل علم اس کو خود دیکھ کر فیصلہ کر لیں۔

اہل علم حضرات کو اگر کسی مسئلہ میں شبہ ہو تو کتب مذکورہ کی طرف رجوع فرمائیں اگر ان کتب کے موافق ہو تو صحیح ہے ورنہ اصلاح فرمائیں اور بندہ کو بھی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں[6]۔

اصطلاحی الفاظ اور بعض خاص مقامات کی تشریح

مسائل حج میں بعض چیزوں کے نام عربی میں ہیں اور خاص اصطلاح کے مطابق استعمال ہوتے ہیں۔ اکثر حجاج جو عربی نہیں جانتے ان کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے جس جگہ اس قسم کے الفاظ آئے ہیں ان کی ضروری تشریح اس مقام پر کر دی گئی ہے لیکن مزید سہولت کے لئے ایسے الفاظ کے معنی مستقل طور سے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

احرام کے معنی حرام کرنا۔ حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت پختہ کر کے تلبیہ پڑھتا ہے تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں اس لئے اسکو احرام

---

[1] للشیخ العلامۃ رحمۃ اللہ السندی ۱۲ [2] للعلامۃ الفہامۃ الملا علی قاری ۱۲۔

[3] للفقیہ العابد تلمیذ المحدث الگنگوہی الشیخ حسن شاہ الصوفی ثم المہاجر المکی ۱۲

[4] للعلامۃ السید ابن عابدین الشامی ۱۲ [5] شیخ مشائخنا العلامۃ الفقیہ المحقق رشید احمد الگنگوہی ۱۲ منہ

[6] حضرت استاذی مؤلف ۱۳۷۶ھ میں انتقال فرما گئے ہیں، رفع درجات کے لئے دعا فرمائیے ۱۲ محمد الیاس عفرلہ

کہتے ہیں اور مجازاً اُن دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔

اِستلام ۔ حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھُونا یا حجر اسود اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اضطباع ۔ احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

آفاقی ۔ وہ شخص ہے جو میقات کے حدود سے باہر رہتا ہو جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری۔ شامی۔ عراقی اور ایرانی وغیرہ۔

ایام تشریق ۔ نویں ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک جن ایام میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے

ایام نحر ۔ دس ذی الحجہ سے بارہویں تک۔

اِفراد ۔ صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

اِشعار ۔ ہدی یعنی قربانی کے جانور کی شناخت کے لئے اس کے داہنے شانے پر اتنا خفیف سا زخم کرنا جس سے صرف کھال کٹے اور گوشت نہ کٹے۔

بیت اللہ یعنی کعبہ یہ مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے بیچ میں ایک مقدس مکان اور دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ ہے اس کو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے بنایا تھا۔ پھر منہدم ہو جانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو تعمیر کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر قریش نے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے پھر عبدالملک نے۔ اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں کچھ اصلاح اور مرمت ہوتی رہی ہے —— یہ مسلمانوں کا قبلہ ہے اور بڑا بابرکت اور مقدس مقام ہے۔

بطن عرنہ ۔ عرفات کے قریب ایک جنگل[1] ہے جس میں وقوف درست نہیں ہے کیونکہ یہ حد عرفات سے خارج ہے۔

تجلیل ۔ قربانی کے جانور پر جھول ڈالنا۔

---

[1] اب میدان ہے

تسبیح - سُبحانَ اللہ کہنا۔

تقلید - قربانی کے گلے میں جُوتی یا درخت وغیرہ کی چھال رسی وغیرہ میں ہار بنا کر ڈالنا۔

تکبیر - اللہُ اَکبَر کہنا۔

تمتع - حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

تلبیہ - لَبَّیْکَ پوری پڑھنا۔

تہلیل - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنا۔

جمرات یا جمار - منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدآدم ستون بنے ہوئے ہیں یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اسکو جمرۃ الاُولیٰ کہتے ہیں اور اُس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاُخریٰ کہتے ہیں۔

جحفہ - رابغ کے قریب مکہ مکرمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔

جنت المعلیٰ - مکہ مکرمہ کا قبرستان۔

جبل ثبیر - منیٰ میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل رحمت - عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل قزح - مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

حج - مخصوص زمانہ میں احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور وقوف عرفہ وغیرہ افعال حج کرنا۔

حجر اسود - سیاہ پتھر۔ یہ جنت کا پتھر ہے جنت سے آنے کے وقت دودھ کی مانند سفید تھا لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قدآدم کے قریب اونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے اس کے چاروں طرف

چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔

حرم ۔ مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دُور تک زمین حرم کہلاتی ہے اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں اس میں شکار کھیلنا۔ درخت کاٹنا۔ گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔

حَرَمی وہ شخص جو زمین حرم میں رہتا ہے خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہو یا مکہ مکرمہ سے باہر حدود حرم میں

حِل ۔ حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو حِل کہتے ہیں کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حِلّی ۔ زمین حِل کا رہنے والا۔

حلق ۔ سر کے بال مُنڈانا۔

حَطِیم ۔ بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے اس کو حطیم اور حجر اور حظیرہ بھی کہتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی۔ اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

دَم ۔ احرام کی حالت میں بعضے ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دَم کہتے ہیں۔

ذوالحلیفہ ۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے اسے آجکل بیر علی کہتے ہیں۔

ذات عرق ۔ ایک مقام کا نام ہے جو آجکل ویران ہو گیا مکہ مکرمہ سے تقریباً تین روز کی

لہ یعنی حد حرم سے باہر اور مواقیت کے اندر ۱۲ شیر محمد

مسافت پر ہے عراق سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے۔

رکن یمانی۔ بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ کو کہتے ہیں چونکہ یہ یمن کی جانب ہے

رکن عراقی۔ بیت اللہ کا شمالی مشرقی گوشہ جو عراق کی طرف ہے۔

رکن شامی۔ بیت اللہ کا جو گوشہ شام کی طرف ہے یعنی مغربی شمالی گوشہ

رمل۔ طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

رمی۔ کنکریاں پھینکنا۔

زمزم۔ مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اب کنوئیں کی شکل میں ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔

سعی۔ صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانا۔

شوط۔ ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

صفا۔ بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

ضب۔ ایک پہاڑی کا نام ہے جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے اور منیٰ میں ہے

طواف۔ بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریق سے لگانے۔

عمرہ۔ حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

عرفات یا عرفہ۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

قران۔ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔

قارن۔ قران کرنے والا۔

قرن ۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ میل پر ایک پہاڑ ہے نجد یمن اور نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔

قصر ۔ بال کتروانا۔

مُحرِم ۔ احرام باندھنے والا۔

مُفرِد ۔ حج کرنے والا

میقات ۔ وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کیلئے احرام باندھنا واجب ہے۔

مطاف ۔ طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اسمیں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

مقام ابراہیم ۔ جنتی پتھر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو بنایا تھا مطاف کے مشرقی کنارے پر منبر اور زمزم کے درمیان ایک جالی دار قبہ میں رکھا ہوا ہے۔

مُلتزم ۔ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے،

منیٰ ۔ مکہ معظمہ سے تین میل مشرق کی طرف ایک گاؤں ہے جہاں پر قربانی اور رمی کی جاتی ہے یہ حرم میں داخل ہے۔

مسجد خیف ۔ منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ[1] سے متصل ہے

مسجد نمرہ ۔ عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

مُدعیٰ ۔ دعا مانگنے کی جگہ مراد اس سے مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں دُعا مانگنی مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت مستحب ہے۔

مُزدلفہ ۔ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے،

مُحسّر ۔ مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے گزرتے وقت دوڑ کر نکلتے ہیں اس جگہ اصحاب فیل پر جنھوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی عذاب نازل ہوا تھا۔

---

[1] یعنی جبل ضبب کے پہلو میں ہے یہ جبل اور مسجد اس شخص کی داہنی طرف ہونگے جو منیٰ سے عرفات کو جا رہا ہو۔ شیر محمد

مروہ۔ بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے،

میلین اخضرین۔ صفا اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں، جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

مکی۔ مکہ مکرمہ کا رہنے والا۔

موقف۔ ٹھیرنے کی جگہ حج کے افعال میں۔ اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں ٹھیرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

میقاتی۔ میقات کا رہنے والا

وقوف کے معنی ٹھہرنا، اور احکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص خاص وقت میں ٹھیرنا۔

ہدی۔ جو جانور حاجی حرم میں قربانی کرنے کو ساتھ لیجاتا ہے،

یوم عرفہ۔ نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں

یوم الترویہ۔ آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں

یلملم۔ مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے، اس کو آجکل سعدیہ بھی کہتے ہیں، یہ یمن اور ہندوستان اور پاکستان سے آنیوالوں کی میقات ہے۔

حج کے فرض اور واجب ہونیکے مسائل

حج کی فرضیت قرآن وحدیث اجماع عقل سے ثابت ہے اور اس کا مفصل بیان شروع میں ہوچکا ہے

مسئلہ۔ تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ جبکہ شرائط حج موجود ہوں اور حج فرض کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی حج کی نذر مان لے تو اس سے بھی حج کرنا واجب ہوجاتا ہے اور حج کی نذر کا بیان انشاء اللہ مفصل آگے آئیگا۔

مسئلہ حج فرض اور حج نذر دونوں ایک ہی طرح ادا کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۔ جس سال حج فرض ہو جائے اسی سال حج کرنا واجب ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہوگا۔ لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کر لیا تو حج ادا ہو جائیگا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہے گا۔ اگر بلا حج کئے مر گیا تو گناہ (حج نہ کرنے کا) ذمہ رہے گا۔

مسئلہ ۔ جو شخص حج کی فرضیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

مسئلہ ۔ کبھی حج بلا نذر کے بھی واجب ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے بلا احرام کے گذر جائے تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے تو ایسا شخص اگر حج کرے گا تو یہ حج واجب ہوگا۔

مسئلہ ۔ ایک مرتبہ سے زیادہ حج کریگا تو وہ نفل ہوگا۔

مسئلہ ۔ اگر حج فرض ہو گیا اور ادا نہیں ہو سکا تو اسکے ادا کرنیکی وصیت کرنا واجب ہے۔

اعذار اور موانع کا بیان

مسئلہ ۔ اگر حج کسی پر فرض ہے اور اس کے ماں باپ بیمار ہیں اور ان کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہے، تو انکی بلا اجازت جانا مکروہ ہے اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہلاکت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے تو بلا اجازت جانیکا مضائقہ نہیں بشرطیکہ راستہ پُر امن ہو اور اگر راستہ پُر امن نہیں ہے اور غالب ہلاکت ہے تو پھر بلا اجازت جانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۔ دادا دادی، نانا نانی ماں باپ کی عدم موجودگی میں مثل ماں باپ کے ہیں۔ ہاں ماں باپ کے ہوتے ہوئے ان کی اجازت کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۔ حج نفل کے لئے بلا اجازت والدین کے جانا بہر صورت مکروہ ہے خواہ راستہ مامون ہو یا نہ ہو ان کو خدمت کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۔ بیوی یا اولاد وغیرہ جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے اگر وہ حج کو جانے سے ناخوش ہیں اور ان کا نفقہ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ پاس نہیں ہے تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے لیکن اگر ان کی ہلاکت کا خوف نہیں ہے تو حج کو جانیکا مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۔ جن لوگوں کا نفقہ واجب نہیں اگر وہ ناخوش ہوں اور انکی ہلاکت کا بھی اندیشہ ہو تب بھی جانے کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۔ چھوٹا بچہ ہے اور کوئی دوسرا اس کو رکھنے والا نہیں تو یہ تاخیر کے لئے عذر ہے بچہ خواہ اچھا ہو یا مریض ہو۔

مسئلہ۔ حج فرض ہو گیا لیکن تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور آرام لینے کی ضرورت ہوتی ہے پھر تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور یہی کیفیت رہتی ہے اور سواری اور توشہ موجود ہے تو حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہاں اگر سواری پر بھی سفر نہ کر سکے تو عذر ہے۔

مسئلہ۔ سفر میں ٹھنڈی ہوا نقصان دیتی ہے اور بلغم جم جاتا ہے اور ضیق النفس بھی ہو جاتا ہے تو یہ عذر نہیں ہے۔

مسئلہ۔ خوب صورت لڑکے کو اگر فتنہ کا اندیشہ ہے تو باپ حج سے ڈاڑھی نکلنے تک روک سکتا ہے۔

مسئلہ۔ عورت کے لئے مَحرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے۔

مسئلہ۔ راستہ کا پُر امن نہ ہونا بھی عذر ہے۔

مسئلہ ایسا مرض عذر ہے جس کی وجہ سے سفر نہ ہو سکے یا شدید تکلیف کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ عورت کیلئے عدّت کا ہونا بھی عذر ہے جس کی وجہ سے حج کو مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

شرائطِ حج

حج کی چار شرطیں ہیں ۔۔۔ شرائط[۱] وجوب۔ شرائط[۲] وجوب ادا۔ شرائط[۳] صحت ادا شرائط[۴] وقوعِ فرض:

شرائط وجوب یہ وہ شرطیں ہیں جن کے پائے جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے اور

ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو حج بالکل فرض نہیں ہوتا اور کسی دوسرے سے حج کرانا اور وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہوتا۔ اس قسم کی سات شرطیں ہیں:۔ اسلام۔ حج فرض ہونیکا علم ہونا۔ بلوغ۔ عقل۔ آزاد ہونا۔ استطاعت و قدرت۔ حج کا وقت ہونا۔

مسئلہ۔ حج فرض ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ کافر پر حج فرض نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں اتنا مالدار تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس پر حج فرض ہوجاتا لیکن کفر ہی کی حالت میں فقیر ہوگیا اور پھر فقیر ہونے کے بعد مسلمان ہوگیا تو اس پر حج فرض نہیں ہوا۔

مسئلہ اگر کفر کی حالت میں کوئی حج کرلے اور پھر مسلمان ہو تو اُس حج کا کوئی اعتبار نہ ہوگا بلکہ اب اگر شرائط پائے جاتے ہیں تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

مسئلہ اگر کافر نے کسی مسلمان کو بھیجکر اپنی طرف سے حج کرایا تو وہ بھی صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی مسلمان نے حج کیا لیکن نعوذ باللہ پھر کافر ہوگیا اس کے بعد پھر مسلمان ہوگیا تو اب اگر حج کے شرائط موجود ہیں تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

مسئلہ کسی کافر نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے مسلمان ہوگیا اگر مسلمان ہونیکے بعد از سر نو احرام باندھ لیا تو حج صحیح ہوجائیگا اور اگر مسلمان ہونے کے بعد نیا احرام نہیں باندھا تو حج صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ حج فرض ہونے کے لئے فرضیت کا علم ہونا شرط ہے لیکن جو شخص دارالاسلام میں یعنی مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہے اس کے لئے یہ شرط نہیں بلکہ دارالاسلام میں رہنا کافی ہے چاہے اس کی فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ہاں جو مسلمان دارالحرب یعنی کفار کے ملک

ل ان ساتوں شرطوں پر جو مسائل متفرع ہوتے ہیں ان کو نمبر وار ذکر کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

۲ ے شرط ثانی۔

میں رہتا ہے اس کے لئے علم ہونا ضروری ہے۔ اگر دو مرد مستور الحال یا ایک مرد اور دو عورتیں مستور الحال یا ایک عادل مرد اس کو حج کی فرضیت کی خبر دیں تو حج واجب ہو جائے گا۔ اور شرط علم متحقق ہو جائے گی۔

مسئلہ[1] حج فرض ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ اور پاگل پر حج فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ نابالغ بچہ نے حج کا احرام باندھا اس کے بعد بالغ ہو گیا اور حج کر لیا تو حج فرض ادا نہ ہوگا البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا تو حج فرض ادا ہو جائیگا۔

مسئلہ کسی مجنوں نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے ہوش آ گیا اور جنون جاتا رہا تو اگر اس کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا تب تو حج فرض ادا ہو جائیگا اور اگر دوبارہ احرام نہیں باندھا تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ[2] غلام اور باندی پر حج فرض نہیں خواہ مدبر ہو یا مکاتب یا اُم ولد وغیرہ۔

مسئلہ اگر غلام نے مولیٰ کی اجازت سے حج کر لیا تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔ آزاد ہونے کے بعد شرائط موجود ہونے پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

مسئلہ غلام اگر مکہ مکرمہ میں ہو تب بھی اس پر حج فرض نہیں۔ بخلاف مکہ مکرمہ کے فقیروں کے کہ اگر وہ عرفات تک جا سکتے ہوں تو ان پر حج فرض ہے۔

مسئلہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے پاس نہیں رہتے ان پر حج فرض ہونے کے لئے استطاعت[3] یعنی سواری اور راستہ کا سرمایہ ہونا شرط ہے کہ وہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک جا سکیں اور واپس آ سکیں۔

مسئلہ۔ یہ سرمایہ اس ضروریات کے علاوہ ہونا چاہیئے۔ رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے اسباب خانہ داری۔ نوکر چاکر اور اپنے اہل وعیال کا خرچ واپسی تک، قرض، سواری، اپنے پیشے کے آلات، مرمت مکان۔

[1] تیسری و چوتھی شرط [2] پانچویں شرط [3] چھٹی شرط

مسئلہ دوکاندار کے لئے اتنا سامان تجارت جس سے گزر اوقات کر سکے اور کاشتکار کے لئے ہل بیل اور عالم کے لئے ضروری کتابیں ضروریات سے ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ سرمایہ معتبر ہوگا اور ہر پیشہ والے کا یہی حکم ہے کہ اس کے پیشے کے اوزار اور ضروری سامان اس کی ضروریات میں شمار ہوگا۔

مسئلہ سرمایہ اور مال سے مراد وہ مال ہے کہ جو اپنی جائز کمائی کا ہو اور خود اس کا مالک ہو۔ اگر کسی نے اتنا مال مانگا دیدیا یا مباح کر دیا تو اس سے حج فرض نہ ہوگا۔[1]

مسئلہ سواری کا ملک ہونا ضروری نہیں ہے اگر کرایہ پر سواری مل گئی تو وہ بھی کافی ہے

مسئلہ مکہ مکرمہ والے یا جو لوگ مکہ مکرمہ کے قریب رہتے ہیں اور پیدل سفر کر سکتے ہیں ان کے لئے سواری شرط نہیں۔ ہاں اگر چل نہیں سکتے تو ان کے لئے بھی مثل باہر کے رہنے والوں کے سواری شرط ہے اور ضروری زادراہ مکہ مکرمہ والوں کے لئے بھی شرط ہے۔

مسئلہ اگر باہر کا رہنے والا فقیر شخص میقات تک پہنچ گیا اور چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے بھی مکہ مکرمہ والوں کی طرح سواری شرط نہیں، زادراہ شرط ہے۔

مسئلہ سواری ایسی ہونی ضروری ہے کہ جس سے کوئی شدید تکلیف نہ ہو اور اس میں ہر شخص کی حالت کا اعتبار ہوگا اور اس کی حیثیت سے موافق عرف وعادت کے اعتبار سے سواری معتبر ہوگی۔ یہ ضروری نہیں کہ مکہ مکرمہ سے موٹر ہی میں جانا ضروری ہو جہاز اور ریل میں بھی فسٹ اور سیکنڈ اور انٹر کا ٹکٹ ہونا ضروری نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص تیسرے درجہ میں کبھی سفر نہیں کرتا اور اس میں سفر کرنے سے شدید تکلیف کا اندیشہ غالب ہے تو اس کے لئے سیکنڈ یا فسٹ کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ مستقل سواری کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ زادراہ اور توشہ میں بھی ہر شخص کا اس کے حال کے موافق اعتبار ہوگا۔ جو شخص عام طور سے جیسا کھاتا پیتا ہے اس کے

---

[1] یعنی بطریق تملیک یا بطریق اجازت بس جس کو ہبۃً مال مل گیا تو مستطیع ہو جائیگا۔ ۱۲ شیر محمد

لئے اسی کا لحاظ ہوگا۔ اگر کوئی شخص گوشت روٹی کا عادی ہے تو اس کے لئے محض روٹی کافی نہ ہوگی۔

مسئلہ زاد راہ سے مراد متوسط درجہ کی مقدار کا زاد راہ ہے جس میں فضول خرچی بھی نہ ہو اور کنجوسی بھی نہ ہو۔

مسئلہ اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے کسی کو مال ہبہ کرتا ہے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں خواہ ہبہ کرنے والا اجنبی شخص ہو یا اپنا رشتہ دار ماں باپ بیٹا وغیرہ لیکن اگر اتنا مال کسی نے ہبہ کیا اور اس کو قبول کر لیا تو حج فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ کسی کے پاس ایسا مکان ہے کہ ضرورت سے زائد ہے یا ضرورت سے زائد سامان ہے۔ یا کسی عالم کے پاس ضرورت سے زائد کتابیں ہیں یا زمین اور باغ وغیرہ ہے کہ اس کی آمدنی کا محتاج نہیں ہے اور ان کی اتنی مالیت ہے کہ ان کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو ان کو حج کے لئے بیچنا واجب ہے۔

مسئلہ کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ رہنے کیلئے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کو بیچنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کو بیچ کر حج بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا سا مکان بھی خرید سکتا ہے تو اس کا بیچنا ضروری نہیں۔ اگر بیچ کر حج کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس اتنا غلہ موجود ہے کہ اس کو سال بھر کے لئے کافی ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب نہیں۔ ہاں اگر سال بھر سے زائد کے لئے کافی ہے اور زائد کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ اگر کسی کے پاس اتنی زمین مزروعہ ہے کہ اگر تھوڑی سی اس میں سے فروخت کر دے تو اس کے حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئیگا اور باقی زمین اتنی بچ رہے گی کہ واپس آکر اس سے گذر کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے اور اگر فروخت کر لے کے

بعد گذر کے لائق نہیں بچتی تو حج فرض نہیں۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس حج کے لائق مال موجود ہے لیکن اس کو مکان کی ضرورت ہے یا غلام کی ضرورت ہے تو اگر حج کے جانیکا وقت ہے یعنی اس وقت عام طور سے وہاں کے لوگ حج کو جاتے ہیں تو اس کو حج کرنا فرض ہے۔ مکان اور غلام میں صرف کرنا جائز نہیں البتہ اگر حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں ہے تو مکان و غلام میں صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس حج کے لائق روپیہ موجود ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو اگر حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت ہے تو اس کو حج کرنا واجب ہے، اور اگر ابھی حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت نہیں آیا تو نکاح کرسکتا ہے۔ لیکن اگر یہ یقین ہے کہ اگر نکاح نہ کیا تو زنا میں مبتلا ہوجائیگا تو پہلے نکاح کرے حج نہ کرے۔

مسئلہ زادراہ میں سرکاری محصول، فیس معلمین اور دیگر اخراجات ضروریہ جو حاجیوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں سب داخل ہیں۔

مسئلہ تحائف و تبرکات پر جو رقم خرچ ہوگی وہ زادراہ میں شمار نہ ہوگی۔

مسئلہ مدینہ منورہ کے سفر کے اخراجات بھی زادراہ میں شمار نہیں ہیں بعضے لوگ اس کو بھی شمار کرلیتے ہیں اور اس وجہ سے حج کو نہیں جاتے کہ مدینہ منورہ جانیکا خرچ ان کے پاس نہیں ہوتا۔ یہ سخت غلطی ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری بڑی نعمت ہے لیکن حج فرض ہونے میں اس کو دخل نہیں جس کو اللہ تعالیٰ وسعت دے اس کو ضرور جانا چاہیئے اور جس کے پاس صرف حج کے لائق روپیہ ہو اس کو محض اس وجہ سے کہ مدینہ منورہ کیلئے روپیہ نہیں ہے حج کو موخر نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس اتنا مال موجود تھا کہ اس پر حج فرض ہوگیا لیکن اس نے حج نہیں کیا اور پھر فقیر ہوگیا تو اس کے ذمہ حج باقی رہے گا۔ اس کو حج کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

مسئلہ حرام مال سے حج کرنا حرام ہے اگر اس نے حج کیا تو فرض تو ساقط ہو جائے گا مگر حج مقبول نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص پر حج فرض نہیں تھا اور اس نے پیدل حج کر لیا اور حج فرض کی نیت کی یا مطلقؑ حج کی نیت کی تو حج فرض ادا ہو گیا اس کے بعد اگر مالدار ہو جائیگا تو دوبارہ حج فرض نہوگا۔ لیکن اگر پہلے نفل کی نیت سے حج کیا تھا تو مالدار ہونے پر دوبارہ حج فرض ہو جائیگا۔

مسئلہ حج فرض ہونے کے لئے شروع کی چھ شرطوں کے ساتھ وقتؑ کا ہونا بھی شرطؑ ہے کہ حج کے مہینے ہوں یعنی شوال، ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے یا ایسا وقت ہو کہ اس جگہ کے لوگ عام طور سے اس وقت حج کو جاتے ہیں۔

مسئلہ ابھی حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں آیا اور حج کے سب شرائط موجود ہیں تو ابھی حج فرض نہیں ہوا۔ اگر اس وقت سے پہلے کسی کام میں روپیہ صرف کر دیا تو اس پر حج فرض نہیں لیکن اس نیت سے روپیہ صرف کرنا کہ حج کرنا نہ پڑے مکروہ ہے۔

مسئلہ وقت کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ متوسط اور معتاد رفتار کے ساتھ حج کے وقت مکہ مکرمہ پہنچ سکے۔ اگر روزانہ یا بعض ایام ایک منزل سے زیادہ سفر کرے تو پہنچ سکتا ہے اور حج مل سکتا ہے اور اگر ایک منزل روز چلے تو نہیں ملے گا تو حج واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ وقت میں فرض نماز کے اوقات کا بھی اعتبار ہے۔ فرض کرو اگر کوئی شخص نماز ترک کر دے تو پہنچ سکتا ہے اور اگر نماز فرض اپنے اپنے اوقات میں پڑھے تو نہیں پہنچ سکتا تو حج فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ کوئی شخصؑ نویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ نہ پہنچ سکا بلکہ نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات میں پہنچا اور اتنا وقت تنگ ہے کہ اگر عشاء کی نماز پڑھے گا تو وقوف عرفہ کا وقت نکل

ؑ یعنی صرف حج کی نیت کی فرض یا نفل یا نذر کا ارادہ اور ذکر نہیں کیا ۱۲ منہ ؑ اسمیں اختلاف ہے کہ وقت شرائط وجوب سے ہے یا شرائط ادا سے۔ شیخ ابن ہمام نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ یہ شرائط وجوب سے ہے ۱۲ منہ۔

ؑ کذا فی الغنیۃ ص دی شرح اللباب ص۱۲ ذکرہ القاری اتم منہا ۱۲ منہ ؑ یہ ساتویں آخری شرط ہے ۱۲ الیاس مغفرلہ

جائے گا اور عرفات تک نہیں پہنچ سکے گا تو ایسے شخص کو نماز عشار قضا کرنی جائز ہے۔

شرائطِ وجوبِ ادا وہ شرائط ہیں کہ حج کا وجوب تو ان کے پائے جانے پر موقوف نہیں لیکن ادا کرنا ان شرائط کے پائے جانے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ اگر شرائط وجوب اور شرائط وجوب ادا دونوں موجود ہوں تو پھر انسان کو خود حج کرنا فرض ہے۔ اور اگر شرائط وجوب تمام موجود ہوں لیکن شرائط وجوب ادا میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو تو پھر خود حج کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص سے فی الحال حج کرانا یا بعد میں حج کرانے کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس قسم کی پانچ شرطیں[1] ہیں۔ تندرست[2] ہونا۔ قید[3] یا بادشاہ کی طرف سے ممانعت نہ ہونا راستہ[4] پر امن[5] ہونا۔ یہ تین شرائط تو عورت مرد سب کے لئے ہیں۔ عورت[4] کے لئے محرم ہونا۔ عورت[5] کا عدت سے خالی ہونا۔ یہ اخیر کی دو شرطیں عورتوں کے لئے زائد ہیں)۔

(۱) **مسئلہ** اس میں علمار کا اختلاف[6] ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو مریض ہو یا اندھا ہو یا مفلوج ہو یا لنگڑا وغیرہ ہو اور خود سفر نہ کرسکتا ہو اور سارے شرائط حج کے موجود ہوں

---

[1] قال القاری ثم ہذہ الشرائط کلہا مختلف فیہا بخلاف الشرائط السابقۃ فانہا متفق علیہا الا الوقت منہا لکن الخلاف فیہ ضعیف جدا اھ یعنی یہ تمام شرائط مختلف فیہ ہیں بعض ان کو قسم اول سے شمار کرتے ہیں اور بعض قسم ثانی سے ۱۲ منہ [2] اس شرط میں بھی اختلاف ہے بعض اس کو اول قسم سے شمار کرتے ہیں لیکن اکثر نے شرائط وجوب ادا سے شمار کیا ہے۔ کذا فی غنیۃ الناسک ص ۱۲ منہ

[3] فقیل الصحیح انہ ای ہذا الشرط الاول من النوع الثانی وہو سلامۃ البدن من النوع الاول وہو شرط الوجوب فحسب علی ما قال فی النہایۃ وقال فی البحر ہو المذہب الصحیح وقیل الصحیح انہ من الثانی ای من النوع الثانی وہو شرط الاداء علی ما صحح قاضی خان فی شرح الجامع واختارہ کثیر من المشائخ ومنہم ابن الہمام شرح لباب ۱۲ منہ

تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں، بعضے کہتے ہیں کہ حج فرض ہو جاتا ہے اور بہت سے علماء نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے کہ اس پر حج واجب ہے اور ان کے قول کے موافق ایسا شخص اگر حج نہ کر سکے تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر خود حج کر لیگا تو حج ہو جائے گا اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر حج واجب نہیں نہ اس کو حج بدل کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔

تنبیہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت حاصل ہوئی ہو۔ اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا اور پھر بیمار اور معذور ہو گیا تو بالاتفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔

(۲) مسئلہ اگر کوئی شخص قید میں ہے یا بادشاہ اس کو حج کو جانے سے منع کرتا ہے تو اس پر خود حج کرنا واجب نہیں لیکن اگر حج کرنے کا موقع نہ ملا تو مرنے کے وقت حج بدل کرانے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ کسی شخص کا حق چاہتا ہے اور اس کی وجہ سے قید کر دیا گیا اور حج فرض ہے اور اس حق کے ادا کرنے پر قدرت بھی ہے تو یہ حج کے لئے عذر نہ ہو گا۔ حج کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ حج کے واجب ہونے کے تمام شرائط موجود ہیں لیکن راستہ مامون نہیں کسی ظالم کا خوف ہے یا کوئی درندہ ہے یا سمندر میں ڈوب جانے کا خوف ہے تو ایسی صورت میں حج کرنا واجب نہیں لیکن اگر راستہ مرتے تک مامون نہ ہوا تو حج بدل کی وصیت واجب ہو گی۔

مسئلہ راستہ کے پُر امن ہونے میں غالب اور اکثر کا اعتبار ہے اگر اکثر قافلے صحیح سلامت پہنچ جاتے ہیں اور بعض اتفاقیہ لٹ جاتے ہیں تو راستہ مامون سمجھا جائے گا۔

مسئلہ اگر سمندر میں اکثر جہاز ڈوب جاتے ہیں تو راستہ مامون نہیں سمجھا جائیگا اور اگر اکثر صحیح وسالم پہنچ جاتے ہیں تو راستہ مامون سمجھا جائے گا۔

مسئلہ اگر کچھ رشوت دیکر راستہ میں امن مل جاتا ہے تو راستہ مامون سمجھا جائیگا اور دفع ظلم کیلئے

رشوت دینی جائز ہے دینے والا گنہگار نہ ہوگا لینے والا گنہگار ہوگا۔

(۴۴) مسئلہ عورت کے حج کرنے کے لئے کسی دیندار محرم یا شوہر کا ہونا بھی شرط ہے اگر کوئی محرم موجود نہ ہو یا ہے لیکن ساتھ جانے کو تیار نہیں اسی طرح شوہر بھی ساتھ جانے کو تیار نہیں تو حج کو جانا واجب نہیں، اگر حج نہ کرسکی تو وصیت کرنی حج کرانے کی واجب ہوگی۔

مسئلہ محرم وہ مرد ہے جس سے نکاح کسی وقت بھی جائز نہ ہو خواہ نسب کے اعتبار سے یعنی رشتہ دار ہو، یا رضاعت یعنی دودھ کی شرکت کے اعتبار سے جیسے بھائی بھتیجے تایا، چچا وغیرہ یا مصاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے جیسے داماد اور خسر مگر اس زمانہ میں سسرالی رشتہ اور دودھ کے رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔

مسئلہ محرم کا عاقل بالغ اور دیندار ہونا شرط ہے۔ اسی طرح شوہر کے لئے بھی عقل اور بلوغ اور دیندار ہونا شرط ہے اگر محرم یا شوہر فاسق ہو تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں اسی طرح لاابالی اور بے پرواہ بھی نہ ہو۔

مسئلہ جو لڑکا ہوشیار اور قریب بالغ ہونے کے ہے وہ مثل بالغ کے ہے اس کے ساتھ جانا جائز ہے۔

مسئلہ اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی محرم موجود نہیں ہے تو حج کرنے کے لئے اُس پر نکاح کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ اگر بلا محرم یا شوہر کیساتھ لئے کوئی عورت حج کو جائیگی تو حج تو ہو جائیگا لیکن گنہگار ہوگی

مسئلہ محرم کا مسلمان ہونا یا آزاد ہونا شرط نہیں بلکہ غلام اور کافر بھی محرم ہوسکتا ہے لیکن مجوسی اگر ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیونکہ ان کے نزدیک محرمات سے بھی نکاح جائز ہے مجوسی کے علاوہ اور کافر اگرچہ محرم ہے لیکن اس زمانہ میں کافر کا اعتبار نہیں اندیشہ ہے کہ وہ عورت کو اسلام سے برگشتہ کرے اس لئے اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسئلہ اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے جانے پر تیار نہ ہو تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچہ پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوبِ حج کے لئے شرط ہوگا ہاں اگر وہ اپنے خرچہ سے جانے کے لئے تیار ہوں تو پھر عورت پر واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ حج کرنے کے لئے محرم اور شوہر کو ساتھ لے جانے پر عورت مجبور نہیں کر سکتی

مسئلہ بوڑھی عورت اور ایسی لڑکی کے لئے بھی جو قریب بالغ ہونے کے ہے محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ خنثیٰ مشکل کے لئے بھی محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ محرم کو بھی اسی وقت سفر میں ساتھ جانا جائز ہے جبکہ فتنہ اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر ظنِ غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت میں یا ضرورت کے وقت چھونے سے شہوت ہو جائیگی تو اس کو ساتھ جانا جائز نہیں۔

مسئلہ اگر عورت کو سوار کرانے کی یا اتارنے کی ضرورت ہے اور شوہر ساتھ نہیں ہے اور شہوت کا خوف ہے خواہ اپنے نفس پر یا عورت پر تو جہاں تک ممکن ہو اس سے بچے اور اگر اور کوئی اتارنے والا نہ ہو تو پھر موٹا کپڑا ہاتھ اور بدن کے بیچ میں ہونا ضروری ہے۔ کپڑا اتنا موٹا ہونا چاہیئے کہ جس سے حرارت بدن کی ایک دوسرے کو نہ پہونچ سکے۔

مسئلہ عورت پر حج فرض ہوگیا اور محرم بھی ساتھ جانے کے لئے موجود ہے تو شوہر اسکو حج فرض سے نہیں روک سکتا۔ ہاں اگر محرم ساتھ نہ ہو یا حج نفل ہو تو روک سکتا ہے۔

مسئلہ اگر عورت نے حج کی نذر مانی تو نذر صحیح ہوگئی لیکن بلا اجازت شوہر کے حج کو نہیں جا سکتی۔ اگر حج نہ کر سکے تو اپنے مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کردے۔

مسئلہ اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے تو ولی یا شوہر کو روکنے کا حق ہے۔

مسئلہ خاوند کو یہ حق ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے یا اس شہر کے حاجی جس وقت عام طور

سے جاتے ہیں اس سے پہلے اگر عورت حج کو جائے تو روک دے لیکن اگر ایک دو روز پہلے جاتی ہو تو نہیں روک سکتا۔

مسئلہ ۔ عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم کے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۔ عورت کے لئے حج کو جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو اگر عدت (۵) میں ہے تو جانا واجب نہیں اور عدت چاہے موت کی ہو یا فسخ نکاح اور طلاق وغیرہ کی اور طلاق خواہ رجعی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ عورت عدت کی حالت میں اگر حج کریگی تو حج ہو جائیگا لیکن گنہگار ہوگی۔

مسئلہ اگر راستہ میں شوہر طلاقِ رجعی دیدے تو عورت کو خاوند کے ساتھ رہنا چاہیئے۔ چاہے آگے جائے یا پیچھے لوٹے اور شوہر کو بھی عورت سے علیحدہ نہ ہونا چاہیئے اور افضل یہ ہے کہ طلاق سے رجوع کرلے۔

مسئلہ اگر شوہر نے طلاق بائن سفر میں دی اور اس کے وطن اور مکہ مکرمہ کے درمیان مدت سفر یعنی تین روز کی مسافت سے کم ہے تو عورت کو اختیار ہے خواہ وطن واپس ہو جائے یا مکہ مکرمہ چلی جائے چاہے محرم ساتھ ہو یا نہ ہو اور شہر میں ہو یا جنگل میں ہو مگر وطن کیطرف واپس ہو جانا افضل ہے اور اگر ایک طرف مدت سفر زیادہ ہے اور ایک طرف کم تو جس طرف کم ہو ادھر جائے جس طرف مسافت زیادہ ہو اس طرف نہ جائے اور اگر دونوں کے درمیان میں مدت سفر کی مسافت ہے اور شہر میں ہے تو اس کو اسی شہر میں عدت گذارنی چاہیئے اگرچہ محرم بھی ساتھ ہو، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ اگر محرم موجود ہو تو عدت ختم کرنے سے پیشتر بھی اس کو اس شہر سے نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ اگر کسی گاؤں یا جنگل میں عدت لازم ہو گئی اور وہاں جان و مال کا خطرہ ہے تو اس جگہ سے کسی ایسے گاؤں یا شہر میں جانا کہ جہاں امن ہو جائز ہے لیکن امام صاحب کے

کے نزدیک پھر اس جگہ سے بلا عدت ختم کئے جانا جائز نہیں اگرچہ محرم بھی موجود ہو اور امام ابویوسف و امام محمد کے نزدیک اگر محرم موجود ہو تو جانا جائز ہے۔

شرائط صحت ادا یعنی وہ شرطیں جن کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا (۱) اسلام۔ اس کا بیان اور مسائل پہلے گذر چکے (۲) احرام، بلا احرام کے اگر کوئی حج کے افعال کرلیگا تو حج صحیح نہ ہوگا۔ (۳) حج کا زمانہ ہونا، یعنی حج کے مہینوں میں افعال حج یعنی طواف سعی، وقوف وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات میں کرنا (۴) مکان یعنی ہر چیز کو اس کی متعین جگہ میں کرنا مثلاً وقوف کا عرفہ میں ہونا اور طواف کا مسجد حرام میں ہونا ذبح کا حدِ حرم میں ہونا اور رمی کا منیٰ میں ہونا اگر کوئی شخص حج کے افعال کو خواہ وہ رکن ہوں یا واجب یا سنت اس کی خاص جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کرے گا تو وہ افعال صحیح نہ ہونگے (۵ و ۶) تمیز اور عقل (۷) احرام کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کا نہ ہونا۔ اگر جماع کرلیا تو حج صحیح نہ ہوگا اگرچہ سب افعال پورے کرنے ہوں گے لیکن قضا واجب ہوگی (۸) افعال حج کو خود کرنا خواہ شرائط ہوں یا ارکان یا واجبات البتہ بعض افعال میں عذر کی صورت میں نیابت بھی جائز ہے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئیگا۔ (۹) جس سال احرام باندھے اسی سال حج کرنا۔

شرائط وقوع فرض یعنی وہ شرائط جن کا پایا جانا حج کے فرض واقع ہونے اور ذمہ سے ساقط ہونے کے لئے ضروری ہے۔

(۱) حج کے وقت اسلام ہونا (۲) آخر عمر تک اسلام کا باقی رہنا اگر کوئی شخص العیاذ باللہ حج کے بعد کافر ہوگیا تو اس کا پہلا حج معتبر نہ ہوگا۔ مسلمان ہونے کے بعد پھر کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ شرائط موجود ہوں۔ (۳) آزاد ہونا (۴) بالغ ہونا (۵) عاقل ہونا۔ (۶) حج خود کرنا جبکہ قدرت ہو (۷) حج کو جماع سے فاسد نہ کرنا (۸) کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت نہ کرنا (۹) نفل کی نیت نہ کرنا۔

مسئلہ اگر غلام یا نابالغ یا مجنون[ؔ] نے حج کیا تو وہ حج فرض نہ ہوگا بلکہ غلام کو آزاد ہونے

ؔ مجنون کے حج کے مسائل آئندہ آرہے ہیں۔

نا بالغ کو بالغ ہونے اور مجنون کو اچھا ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص مجنوں ہوگیا یا احرام کے پہلے مجنوں تھا مگر احرام کے وقت افاقہ ہوگیا اور احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیا اس کے بعد پھر مجنوں ہوگیا اور تمام افعال اس کو ساتھ لے کر ولی نے کرا دیئے تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا البتہ طوافِ زیارت افاقہ ہونے کے بعد خود ادا کرنا ضروری ہوگا۔[1]

فائدہ اگر شرائطِ وجوب پائے جانے کے باوجود کسی شخص نے خود حج نہیں کیا تو اس کو حج بدل کی وصیت کرنی واجب ہے۔ خواہ شرائط ادا پائے گئے ہوں یا نہ پائے گئے ہوں اور اگر شرائط ادا تو پائے گئے لیکن شرائط وجوب نہیں پائے گئے تو وصیت واجب نہیں کیونکہ شرائط وجوب کے مفقود ہونے کی صورت میں حج فرض نہیں ہوا۔

فرائضِ حج

حج کے اصل فرض تین ہیں (۱) احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لبیک الخ کہنا۔ احرام کا مفصل بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔ (۲) وقوف عرفات یعنی ۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے وقت سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو (۳) طوافِ زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارھویں ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مکان اور وقت میں کرنا بھی واجب ہے۔

مسئلہ وقوف عرفات سے پہلے جماع کا ترک کرنا بھی واجب ہے بلکہ فرائض کے ساتھ

[1] شرح اللباب ص ۳۱ ۱۲ منہ

ملحق ہے۔

ارکانِ حج حج کے دو رکن ہیں: طوافِ زیارت۔ وقوفِ عرفہ اور ان دونوں میں زیادہ اہم اور اقویٰ وقوفِ عرفہ ہے۔

واجباتِ حج حج کے واجبات چھ ہیں: مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا۔ قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔ حلق یعنی سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی کتروانا۔ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طوافِ وداع کرنا۔

تنبیہہ: بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کئے ہیں وہ حقیقت میں بلاواسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں۔ مثلاً بعض احرام کے ہیں، بعض طواف کے ہیں اور ان میں واجبات حج اور شرائط حج کے واجبات کو بھی شمار کر لیا ہے حج کے واجبات بلاواسطہ صرف چھ ہیں۔ افعالِ حج کے واجبات انشاء اللہ ان افعال کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے۔

مسئلہ: واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائیگا تو حج ہو جائیگا۔ خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ لیکن اسکی جزا لازم ہو گی خواہ قربانی یا صدقہ جیسا جنایات کے بیان میں آئیگا۔ البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزا لازم نہیں آئیگی۔

سُننِ حج (۱) مفرد آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا (۲) طواف قدوم میں رمل کرنا۔ اگر اس میں نہ کیا ہو تو پھر طوافِ زیارت یا طواف وداع میں رمل کرنا۔ (۳) امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا۔ ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں اور نویں ذی الحجہ کو عرفات[1] میں اور گیارہویں کو منیٰ میں (۴) نویں ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں رہنا۔ (۵) طلوع آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کو جانا (۶) عرفات سے امام کے چلنے کے بعد چلنا

---

[1] یعنی مسجد نمرہ میں قبل جمع صلوٰتین نہ کہ وقوفِ عرفات پر ۱۲ شیر محمد عفہ سنت کی جمع ۱۲ منہ عفہ

(۷) مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے رات کو ٹھہرنا (۸) عرفات میں غسل کرنا (۹) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا (۱۰) منیٰ سے واپسی میں محصب میں ٹھہرنا اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سنتیں ہیں جو مسائل و افعال حج کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ موقع بہ موقع ذکر کی جائیں گی۔

مسئلہ سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا بُرا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے ترک کر لے سے جزا لازم نہیں آتی۔

مستحبات و مکروہات

حج کے مستحبات و مکروہات اور آداب بیشمار ہیں بہت سے آداب اور مستحبات و مکروہات شروع میں آداب سفر حج کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ مسائل کے ذیل میں بیان کئے جائیں گے۔

میقات کا بیان

میقات اصل میں وقت معین اور مکانِ معین کو کہتے ہیں، میقات حج کی دو قسمیں ہیں۔ میقاتِ زمانی اور میقاتِ مکانی۔

میقات زمانی۔ حج کے لئے میقات زمانی حج کے مہینے یعنی شوال ذوالقعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں۔

مسئلہ۔ حج کے مہینوں میں ہی افعال حج صحیح ہوتے ہیں چاہے وہ افعال واجبہ ہوں یا مسنونہ یا مستحبہ۔ اگر ان مہینوں سے پہلے کوئی فعل حج کا علاوہ احرام کے کیا تو صحیح نہ ہوگا۔ مثلاً قارن یا متمتع اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا طواف کرے یا حج کی سعی طواف قدوم کے بعد حج کے مہینوں سے پہلے کر لے تو سعی نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہے اور طواف قدوم کے اکثر شوط (چکر یا پھیرا) شوال میں کئے اور اس کے بعد حج کے لئے سعی کر لی تو یہ سعی حج کی ہو جائیگی

(۷) اور اگر بجائے شوال کے یہ طواف اور سعی رمضان میں کی تو نہ ہو گی۔

مسئلہ اگر طواف قدوم کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے اور تھوڑے سے شوال میں تب بھی جائز نہیں اسی طرح اگر سعی طواف قدوم سے پہلے کر لی، گو شوال ہی میں ہو تو سعی نہ ہو گی

میقات مکانی یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے اسکی تین قسمیں ہیں۔ میقات اہل آفاق[1] (یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگ) میقات اہل حل[2] (یعنی میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہنے والے) میقات اہل حرم (یعنی مکہ مکرمہ والے اور جو حدود حرم کے رہنے والے ہیں)

آفاقیوں کی میقات یہ ہیں (۱) ذو الحلیفہ یعنی بیر علی مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے (۲) ذات عرق، عراق کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے (۳) جحفہ شام اور مصر کی جانب سے آنیوالوں کے واسطے (۴) قرن نجد کے راستے سے آنیوالوں کے لئے (۵) یلملم یمن پاکستان اور ہندوستان سے آنیوالوں کے واسطے اہل حل اور اہل میقات کے واسطے۔ کل زمین حل میقات ہے انکو حج وعمرہ کا احرام حل سے باندھنا ضروری ہے گھر سے باندھنا افضل ہے اہل مکہ مکرمہ کیلئے حج کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حرم میقات ہے اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حل میقات ہے

مسئلہ آفاقیوں کے لئے جو میقات بیان کی گئی ہیں یہ خاص ان ممالک والوں کے لئے بھی میقات ہیں اور جو لوگ دوسرے ممالک کے رہنے والے مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ان میقاتوں پر گذریں اُن کے لئے بھی یہ میقات ہیں۔

مسئلہ جو شخص میقات سے باہر رہنے والا ہے، اگر وہ مکہ مکرمہ یا حرم کے ارادہ سے سفر کرے

---

[1] پھر اگر شوال میں کوئی نفل طواف کر کے اس کے پیچھے سعی بھی کر لی تو وہ طواف طواف قدوم سے محسوب ہو گا اور سعی حج کی بھی جائز ہو جائے گی۔ ۱۲ شیر خمہ

[2] بشرطیکہ سعی سے پہلے شوال میں کوئی نفل طواف نہ کیا ہو۔ ۱۲

تو اس کو میقات پر پہنچکر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ مکہ مکرمہ یا حرم میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے جائے یا تجارت وسیر وغیرہ کیلئے جائے بہرصورت میقات پر پہنچکر احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ میقات سے پہلے بلکہ اپنے گھر سے بھی احرام باندھنا جائز ہے بلکہ افضل ہے بشرطیکہ جنایات احرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص خشکی میں یا سمندر میں سفر کر کے ایسے راستے سے مکہ مکرمہ جارہا ہے کہ اس میں کوئی میقات مذکورہ مواقیت[1] سے نہیں آئے گی تو اس کو مذکورہ مواقیت میں سے کسی میقات کی محاذات (برابری) سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ اگر ایسے راستہ کو گیا کہ جس میں میقات مقررہ کوئی نہیں آئیگی تو اسکو کسی میقات کی محاذات معلوم کرلے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر معلوم نہ ہو تو خوب اچھی طرح اس کی محاذات معلوم کرنے میں تحری یعنی غور و فکر کرے اور جب ظن غالب ہو جائے کہ اس جگہ سے محاذات ہے تو اس جگہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ تحری غور و فکر اس وقت کرنا چاہیئے کہ جب کوئی واقف موجود نہ ہو اگر کوئی واقف موجود ہے تو اس سے دریافت کرنا واجب ہے لیکن اگر دونوں یکساں[2] ناواقف ہیں اور رائے میں اختلاف ہے تو اپنی رائے کے موافق جس جگہ سے محاذات کا ظن غالب ہو احرام باندھ لے دوسرے کے قول کا اعتبار نہ کرے۔

مسئلہ کافر کا قول معتبر نہیں۔ مثلاً جہاز میں انگریز یا کافر بتائے کہ اس جگہ سے میقات کی محاذات ہے تو اس کا قول معتبر نہیں۔ البتہ اگر جہاز کے ملازموں میں سے ایک مسلمان عادل

---

[1] میقات کی جمع ہے۔ ۱۲

[2] هذا ما اردہ صریحاً فی کلامهم والظاهر کذالك قیاساً علی تحری القبلة ثم رایته کذالك فی شرح مناسك النووی دقواعد نالاتاباہ ۱۲ سعید احمد غفرلہ۔

شخص وہاں آمد و رفت رکھنے والا اور جاننے والا بتادے تو اس کا قول معتبر ہے۔

مسئلہ اگر کسی کے راستے میں دو میقات پڑتی ہیں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اگر دوسری میقات تک مؤخر کر دیا تو جائز ہے مؤخر کرنیسے دم (قربانی) واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ اگر کسی کو محاذات میقات کا علم نہیں اور نہ کوئی جاننے والا اس کو ملا، تو ایسی صورت میں مکہ مکرمہ سے دو منزل پہلے سے احرام باندھنا واجب ہے جیسے کوئی ہندستانی سمندر میں سفر کر کے گیا اور میقات کی محاذات کا علم نہ ہوا اور نہ کوئی بتلانے والا ملا تو جدہ سے احرام باندھنا ہوگا۔ جدہ مکہ مکرمہ سے دو منزل پر ہے۔

مسئلہ راستہ میں ایک میقات سے گزرنا ہے اور دوسری میقات کے محاذ سے بھی گزر ہوگا تو پہلی میقات سے احرام باندھنا واجب ہے اور دوسری میقات کی محاذات کا اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ مدینہ منورہ والے کو یا جو شخص آفاقی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آرہا ہو ذوالحلیفہ یعنی بیر علی سے احرام باندھنا چاہیئے۔ جحفہ[1] تک بلا احرام آنا اور پھر یہاں سے احرام باندھنا مکروہ ہے

مسئلہ اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے۔ اسی طرح میقات کے شروع سے باندھنا افضل ہے اور آخر میقات تک تاخیر جائز ہے۔

مسئلہ اگر آفاقی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اس کی میقات اب مثل مکہ مکرمہ والوں کی میقات کے ہے یعنی حج کے لئے حرم اور عمرہ کیلئے حل لیکن احرام تنعیم سے باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائیگا تو واپسی میں اسکو بھی مثل آفاقی کے میقات سے

---

[1] جحفہ کا صحیح نشان اور پتہ چونکہ ہر شخص کو نہیں چلتا اس لئے احتیاطاً رابغ سے احرام باندھتے ہیں ۱۲ منہ

احرام باندھنا واجب ہوگا۔

میقات سے بلا احرام باندھے گزر جانا

مسئلہ ۔ اگر کوئی شخص مسلمان عاقل بالغ جو میقات سے باہر رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے خواہ حج و عمرہ کی نیت سے ہو یا اور کسی غرض سے میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائیگا تو گنہگار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا، اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات سے آگے سے ہی احرام باندھ لیا تو ایک دم دینا واجب ہوگا اور اگر میقات پر واپس آکر احرام باندھا تو دم ساقط ہو جائیگا۔

مسئلہ اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام کے گزر گیا اور آگے جاکر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پیشتر میقات پر واپس آگیا اور میقات پر آکر تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیا تو دم ساقط ہو جائیگا اور اگر احرام باندھ کر واپس آیا اور تلبیہ میقات پر نہیں پڑھا[1] تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر میقات سے بلا احرام گزر گیا اور آگے جاکر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ میں بھی داخل ہوگیا مگر افعال حج کو شروع نہیں کیا (مثلاً طواف کا ایک شوط بھی نہیں کیا) اور میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر بلا احرام کے میقات سے گزر گیا اور پھر آگے احرام باندھ لیا تو میقات پر واپس آنا واجب ہے۔ اگر واپس نہیں آیا تو گنہگار ہوگا اور دم واجب ہوگا یعنی واپسی کا وقت ہو اور حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ میقات پر لوٹنا اس وقت واجب ہے جب ایسی میں جان و مال کا خوف نہ ہو اور کوئی مرض وغیرہ نہ ہو ورنہ واجب نہیں لیکن گناہ سے توبہ و استغفار کرنا چاہیئے اور ایک دم بھی دینا چاہیئے۔

---

[1] یہ امام صاحب کا مذہب ہے صاحبین کے نزدیک تلبیہ پڑھنا شرط نہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ اگر میقات سے گزر کر احرام باندھا اور پھر میقات پر واپس نہیں آیا یا کچھ افعال شروع کرنے کے بعد واپس آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرا ہے اُس پر یہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے بلکہ کسی میقات پر مواقیتِ مذکورہ سے آنا کافی ہے ہاں افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے گزرا تھا۔

مسئلہ آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حِل میں ہے کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے مکہ مکرمہ جانے اور حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بلا احرام جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے اس مقام پر پہونچکر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہو گیا وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا ارادہ کرے تو ان کی میقات یعنی حِل سے احرام باندھنا ہوگا۔

مسئلہ یہ ارادہ کہ مکہ مکرمہ جائیگا یا کسی دوسری جگہ میقات پر معتبر ہوگا۔ اگر میقات سے آگے جاکر کسی دوسری جگہ کا ارادہ کیا اور میقات سے گزرتے وقت مکہ مکرمہ کا ارادہ تھا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ آفاقی شخص اگر حرم میں یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہو جائے تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوا ہو تو ہر دفعہ کے لئے بلا احرام جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہوگا۔

مسئلہ مکہ مکرمہ میں یا حرم میں بلا احرام داخل ہونے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ لازم ہوتا ہے اسکے قائم مقام حج فرض اور حجِ نذر اور عمرہ نذر بھی ہو جائیگا۔ اگرچہ قائم مقام بنانے کی نیت بھی نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسرا حج اور عمرہ کرنا واجب نہ ہوگا لیکن یہ شرط ہے کہ یہ حج یا عمرہ اسی سال میں کیا ہو جس سال داخل ہوا تھا۔ اگر یہ سال گزر گیا تو پھر اس کے لئے مستقل

حج یا عمرہ واجب ہوگا۔

مسئلہ جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا میقات اور حرم کے درمیان رہتے ہیں اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں تو احرام باندھنا اُن پر واجب ہے اور اگر حج و عمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں تو اُن کے لئے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں ہے۔ بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج و عمرہ کے بعد مقیم ہو گیا ہو وہ بھی انکے حکم میں ہے یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے کسی جگہ حِل میں اپنے وطن گیا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا ارادہ ہو گیا تو وہاں سے وہ مکہ مکرمہ بلا احرام جا سکتا ہے وہ اہلِ حِل کے حکم میں ہے ان کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

حکمت میقات زمانی

حج کے لئے خاص مہینے اور خاص اوقات مقررہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ سب لوگ متفقہ طور سے وقت معین پر مجتمع ہو کر شعائر اسلامی اور قوت و شوکت کا مظاہرہ کریں۔ ایک وقت میں کسی کام کو کرنے میں بہت سی آسانیاں ہو جاتی ہیں، اور ایک کو دوسرے سے اعانت و تقویت حاصل ہوتی ہے اگر وقت مقرر نہ ہوتا تو اس عبادت کی ادائیگی میں تفرق و تشتت ہوتا اور لوگ مختلف اوقات میں حج ادا کرنے کی صورت میں فوائد اجتماع سے محروم رہنے کے علاوہ بہت سی تکالیف و مصائب میں بھی مبتلا ہوتے۔ کَمَا لَا یَخْفیٰ عَلیٰ اَرْبَابِ الْبَصِیْرَۃ

اور قمری مہینوں کو شمسی مہینوں کے مقابلہ میں اس وجہ سے ترجیح دی گئی ہے کہ اس میں تغیر موسم ہوتا رہتا ہے کبھی گرمی میں حج ہوتا ہے کبھی سردی میں اس لئے ہر موسم میں حج کرنے کا موقع ملیگا نیز عرب کا حساب شمسی مہینوں پر نہیں ہوتا بلکہ قمری پر ہوتا ہے اور قمری حساب کتاب عام طور سے سہل ہوتا ہے۔ چاند کا ہر مہینے نکلنا اور غائب ہو جانا اور مختلف صورت و ہیئت بدلتے رہنا بھی تاریخ اور مہینوں کے معلوم کرنے میں سہولت کا باعث ہے اور ظاہری علامت ہے بخلاف شمسی مہینوں کے۔

حکمتِ میقاتِ مکانی

جیساکہ شروع میں بیان کیا جاچکا ہے کہ حج میں اصل مقصد اظہار عبودیت اور خواہشات ولذات نفسانیہ کا ترک ہے، اور لوگ مختلف اطراف وجوانب سے حج کے لئے آتے ہیں کوئی دو ماہ کی مسافت سے کوئی چھ ماہ کی کوئی اور کم وزیادہ، اگر گھر سے ہی ایسی حالت میں یعنی احرام باندھ کر آنا واجب ہوتا تو بڑی مشکل ہوتی گو بعض خدا کے خاص بندوں نے ایسا بھی کیا لیکن عام طور سے اس میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ اس لئے شارع علیہ السلام نے ہماری مصلحت اور فائدہ کے لئے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف خاص خاص مشہور مقامات مقرر کردیئے کہ اس جگہ سے دربار خداوندی کی خاص تعظیم واحترام کے لئے خاص صورت بنا کر داخل ہونا ضروری ہے اور مدینہ منورہ کی میقات سب میقاتوں سے فاصلہ پر مقرر کی کیونکہ مدینہ منورہ کو مہبط وحی اور مرکز ایمان اور دار ہجرت ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے اس کے باشندوں کو سب سے زیادہ احترام وتعظیم کرنا چاہیئے۔

احرام کا بیان

احرام: احرام کے معنی حرام کرنا۔ حاجی جب وقت حج کی نیت پختہ کرکے تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیتا ہے تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے۔

اقسامِ احرام: احرام چار طرح کا ہوتا ہے۔ صرف حج کا احرام اس کو افراد کہتے ہیں[1] یا صرف عمرہ کا احرام اس کو تمتع کہتے ہیں بشرطیکہ یہ احرام حج کے مہینوں میں ہو۔ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام اس کو قران کہتے ہیں۔ صرف عمرہ کا احرام خواہ ایام حج سے قبل ہو یا بعد میں۔

---

[1] ان کا بیان آئندہ فصل میں آئے گا ۱۲ منہ

احرام باندھنے کا طریقہ - جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو اوّل حجامت بنواؤ زیرِ ناف کے بال دُور کرو، اگر سر منڈوانے کی عادت ہو تو منڈا لو ورنہ کنگھی سے بال درست کرلو۔ بیوی اگر ساتھ ہو تو صحبت بھی مستحب ہے اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرو اگر کسی وجہ سے غسل نہ کرسکو تو وضو کرلو اور سِلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دو ایک لنگی باندھ لو اور ایک چادر اوڑھ لو، خوشبو لگاؤ لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگاؤ جس کا جسم[1] باقی رہے۔ اس کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھو، اوّل رکعت میں پوری قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں پوری قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھو، سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر اسی جگہ نیت کرو۔

اگر حج کا احرام ہو تو یوں نیت کریں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ - اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔

عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو سہل فرما دیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

حج اور عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ - اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کرنا چاہتا ہوں ان کو سہل فرما دیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

---

[1] یعنی خوشبو کا وہ مادہ جس سے وہ مرکب ہے باقی نہ رہے اثر کے باقی رہنے کا کچھ حرج نہیں۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو صرف اُردو میں ترجمہ کہہ لیں۔

اس کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ - حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے اسمیں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

اس کے بعد درود شریف پڑھیں اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں۔ لبیک کے بعد یہ دُعا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ یا اللہ میں آپ سے آپکی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصہ اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اگر پہلا حج ہے تو فرض کی نیت خاص طور سے کرنا اور زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔ نیت کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب ان چیزوں سے جن کا کرنا احرام باندھ لینے کے بعد منع ہے۔

اقسامِ حج

حج کی تین قسمیں ہیں۔ ۱ افراد، ۲ قِران، ۳ تمتع فقط حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔ حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنا اس کو قِران کہتے ہیں۔ اوّل حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے پھر گھر گئے بغیر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے اس کو تمتع کہتے ہیں۔

مسئلہ حج کی تینوں قسمیں جائز ہیں، مگر حنفیہ کے نزدیک سب سے افضل قِران ہے اس کے بعد تمتع، اس کے بعد افراد۔

مسئلہ آفاقی شخص کو اختیار ہے کہ حج کی تینوں قسموں میں سے جس کا چاہے احرام باندھے لیکن مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کو قِران اور تمتع کرنا منع ہے۔

شرائطِ صحتِ احرام

(۱) صحت احرام کے لئے اسلام کا ہونا شرط ہے (۲) احرام کی نیت اور تلبیہ یا اور کوئی ذکر اس کے قائم مقام کرنا بھی شرط ہے اور ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالنا اور اس کو چلانا بھی قائم مقام تلبیہ کے ہے۔

مسئلہ صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ یا اور کوئی ذکر جو اس کے قائم مقام ہو کرنا ضروری ہے اسی طرح اگر بلا نیت کے محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی محرم نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ احرام کے لئے نیت اور تلبیہ[۱] دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ صحت احرام کے لئے کوئی خاص زمانہ یا مکان اور خاص ہیئت یا حالت شرط نہیں۔ اگر کوئی سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے بھی احرام باندھ لیگا تو احرام صحیح ہو جائیگا گو اس طرح احرام باندھنا مکروہ ہے اور احرام کے بعد ان کے پہنے رہنے سے جزا یعنی دم یا صدقہ واجب ہوگا۔ جس کا بیان آگے آئے گا۔

واجباتِ احرام

(۱) میقات سے احرام باندھنا

(۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔

سنن احرام

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا (۲) اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا جبکہ اس سے گزرے (۳) غسل یا وضو کرنا (۴) چادر اور لنگی استعمال کرنا (۵) دو رکعت نفل پڑھنا (۶) تلبیہ پڑھنا (۷) تلبیہ کو تین مرتبہ پڑھنا (۸) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا (۹) خوشبو لگانا (یعنی احرام کی نیت کرنے سے پہلے)

مستحباتِ احرام

(۱) میل دور کرنا (۲) ناخن کترنا (۳) بغل صاف کرنا (۴) زیر ناف کے بال دور کرنا (۵) احرام کی نیت سے غسل کرنا۔ (۶) لنگی یا چادر سفید نئی یا دھلی ہوئی استعمال کرنا (۷) چپل پہننا۔ ۸۔ زبان سے احرام کی نیت کرنا ۹۔ نیت کا نماز کے بعد بیٹھ کر کرنا ۱۰۔ احرام کا میقات سے پہلے باندھنا۔

[۱] تلبیہ ایک دفعہ پڑھنا واجب ہے، ۱۲ منہ

حکم احرام جب احرام باندھ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کا احرام باندھا ہے بلا اس کے کئے نہ کھولا جائے۔ اگر کوئی ایسا فعل بھی ہو جائے جس سے احرام فاسد ہو جاتا ہے۔ تب بھی تمام افعال حج کے ادا کرے اور اگر حج نہ ملے تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر کوئی حج سے روک لے تو ہدی ذبح کرنے کے بعد حلال ہو۔

مسائل احرام

نیت کے مسائل

مسئلہ (۱) نیت احرام کا دل سے ہونا ضروری ہے زبان سے کہنا صرف مستحسن ہے جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کی دل میں نیت کرنی چاہیے کہ افراد کا احرام باندھتا ہوں یا قران کا یا تمتع کا اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو نیت ہو جائے گی۔

مسئلہ دل میں نیت قران کی کی اور زبان سے افراد یا تمتع نکل گیا تو جو دل میں تھا اس کا اعتبار ہوگا۔ زبان کے الفاظ کا اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ نیت کا تلبیہ کے ساتھ ہونا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا

مسئلہ اگر کسی شخص نے صرف احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ کسی چیز کی نیت نہیں کی تو احرام صحیح ہو گیا اور اس کو حج یا عمرہ کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے اختیار ہے کہ اس احرام کو حج کے لئے کر دے یا عمرہ کے لئے اگر افعال شروع کرنے سے پہلے متعین نہیں کیا اور عمرہ کے لئے پورا طواف یا ایک[1] چکر کر لیا یا بلا نیت عمرہ کے طواف کا ایک چکر کر لیا تو یہ احرام عمرہ کا ہو گیا۔ اور طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ کر لیا تو یہ احرام حج کا ہو جائیگا اگر نیت نہ ہو۔

مسئلہ حج کا احرام باندھا لیکن فرض یا نفل کی تعیین نہیں کی تو یہ احرام حج فرض کا

---

[1] عمرہ کے لئے شروع طواف میں پہلے استلام کے ساتھ تلبیہ بند کرنے سے افعال عمرہ شروع ہوتے ہیں۔ شوط کا پورا ہونا عمرہ کے لئے شرط نہیں بخلاف حج کے ۱۲ شیر محمد۔

ہوگا اگر اس پر حج فرض ہے اور اگر نذر یا نفل یا کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کرلی تو جیسی نیت کریگا ویسا ہوگا۔

مسئلہ کسی شخص نے حج یا عمرہ یا قران کا احرام باندھا اور پھر بھول گیا یا شک ہوگیا کہ کس چیز کی نیت سے احرام باندھا تھا تو ایسے شخص کو حج اور عمرہ دونوں کرنے چاہئیں اور عمرہ پہلے کرنا چاہئے جسطرح قارن کرتا ہے لیکن یہ شخص شرعاً قارن نہ ہوگا اس لئے اس پر قران کی ہدیٰ (قربانی) لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر حج بدل ہے تو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کی طرف سے نیت کرو اور زبان سے بھی کہو کہ فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کی طرف سے احرام باندھا۔

تلبیہ کے مسائل

مسئلہ ۔ تلبیہ یعنی لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے ۔ اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ ۔ گونگے کو زبان ہلانی چاہیئے گو الفاظ نہ کہہ سکے[1]۔

مسئلہ ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے ۔ جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ وغیرہ۔

مسئلہ ۔ تلبیہ اردو، فارسی، ترکی سب زبانوں میں جائز ہے اگرچہ عربی میں بھی کہہ سکتا ہو ۔ مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ خاص تلبیہ کے الفاظ جو پہلے نقل کئے گئے ہیں انکا کہنا سنت ہے شرط نہیں ہے ۔ اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کرلیگا تو احرام صحیح ہو جائیگا لیکن تلبیہ

---

[1] والاخرس یلزمہ تحریک لسانہ وقیل لا بل یستحب (لباب) وقال القاری نفی المحیط تحریک لسانہ مستحب کما فی الصلوٰۃ وظاہر کلام غیرہ انہ شرط اما فی حق القراۃ فی الصلوٰۃ فاختلفوا فیہ والاصح انہ لا یلزمہ التحریک قلت فینبغی ان لا یلزمہ تحریک لسانہ فی الحج بالاولی فان باب الحج اوسع مع ان القراۃ فرض قطعی متفق علیہ والتلبیۃ امر ظنی مختلف فیہ ۱۲ سعید احمد غفرلہ۔

چھوڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ احرام باندھنے کے وقت تلبیہ یا کوئی اور ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کی تکرار سنت ہے۔ جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔

مسئلہ تغیر حالات کے وقت مثلاً صبح شام اٹھتے بیٹھتے باہر جاتے وقت اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سوکر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت نشیب میں اترتے ہوئے مستحب مؤکد ہے یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔

مسئلہ تلبیہ کے درمیان میں کلام نہ کیا جائے۔ جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے تلبیہ پڑھنے کے وقت سلام کیا تو سلام کا جواب تلبیہ کے درمیان میں دینا جائز ہے[1] مگر ختم کر کے جواب دینا بہتر ہے بشرطیکہ سلام کرنے والا چلا نہ جائے۔

مسئلہ فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہیئے اور ایام تشریق میں اول تکبیر کہنی چاہیئے۔ اس کے بعد تلبیہ۔ اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو گئی۔ مگر تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے باقی ایام میں صرف تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ اگر مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ کہہ لیگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ تلبیہ کی کثرت مستحب ہے۔

مسئلہ اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں علٰحدہ علٰحدہ کہیں۔

مسئلہ تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ مسجد حرام، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھو لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھو

---

[1] واجب نہیں ۱۲ شیر محمد

مسئلہ طواف اور سعی میں تلبیہ مت پڑھو۔[1]

مسئلہ تلبیہ کے اوپر اور الفاظ کی زیادتی کرنا مستحب ہے لیکن درمیان میں زیادتی نہ کی جائے بلکہ بعد میں کی جائے۔ مثلاً یہ الفاظ بڑھائے۔ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَبَّیْکَ (یا) لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبٰی اِلَیْکَ

مسئلہ تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ جب کوئی عجیب چیز نظر آئے تو یہ کہو لَبَّیْکَ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ

مسئلہ عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔[2]

مسئلہ تلبیہ حج میں رمی کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے جب جمرۂ عقبیٰ کی رمی شروع کرے تو تلبیہ موقوف کر دے اس کے بعد نہ پڑھے اور عمرہ میں طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔[3]

مسائل غسل

احرام کے لئے غسل مسنون ہے۔ یہ غسل محض صفائی کے لئے ہے۔ اس لئے حائضہ اور نفسا اور بچہ کے لئے بھی مستحب ہے۔

مسئلہ اگر احرام کے لئے غسل کیا اور پھر احرام باندھنے سے پہلے وضو ٹوٹ گیا تو غسل کی فضیلت حاصل نہ ہوگی بعض علماء کے نزدیک حاصل ہو جائے گی۔

---

[1] طواف زیارت و طواف عمرہ و طواف صدر یا طواف نذر یا طواف تطوع میں نہ چاہیئے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ قارن تو طواف عمرہ اور طواف نفل اور طواف قدوم میں تلبیہ کہہ سکتا ہے اور مفرد بالحج کو قدوم اور طواف نفل میں تلبیہ کہنا جائز ہے مگر زور سے نہ کہے جس سے طواف کرنے والوں کو وحشت ہو لیکن ادعیہ ماثورہ افضل ہیں اور سعی کا حکم یہ ہے کہ حج کی سعی کو جب بعد طواف زیارت کے کرے یا سعی عمرہ ہو تو تلبیہ نہ پڑھے اور اگر سعی حج کو بعد طواف قدوم کے کرے تو تلبیہ مستحب ہے ۱۲ شیر محمد۔

[2] یعنی ایسی جہر سے کہنا کہ اجنبی مرد سن لے۔ ۱۲ شیر محمد

[3] یعنی شروع اول استلام کے ساتھ نہ شوط پوری کرنیکے بعد تک ۱۲ شیر محمد

مسئلہ اگر غسل نہ کر سکے تو وضو کرے بلا غسل اور وضو کے احرام باندھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ اگر پانی نہ ہو تو احرام کے واسطے غسل کا تیمم کرنا مشروع نہیں ہاں اگر نماز پڑھنی ہے اور پانی نہیں ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔

مسائل لباس

مسئلہ: احرام کی چادر اتنی لمبی ہو کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور تہ بند اتنا ہو کہ ستر اچھی طرح چھپ جائے۔

مسئلہ: احرام میں کرتہ، پاجامہ، اچکن، صدری، بنیان وغیرہ پہننا منع ہے جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو اس کا پہننا احرام میں جائز نہیں۔

مسئلہ چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہے تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ: احرام کا کپڑا سفید ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: کمبل، لحاف، رزائی وغیرہ احرام میں اوڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: ایک کپڑا بھی احرام میں کافی ہے اور دو سے زائد بھی جائز ہیں رنگین بھی جائز ہے لیکن کسم یا زعفران میں رنگا ہوا نہ ہو۔

نمازِ احرام

مسئلہ دو رکعت نفل احرام کی نیت سے ایسے وقت میں پڑھنا مسنون ہے کہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ: فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کر لی تو یہ بھی کافی ہے لیکن مستقل دو نفل پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ جس میقات سے احرام باندھنا ہے اگر اسجگہ کوئی مسجد[1] ہے تو اس میں نماز پڑھ کر

---

[1] اطلقہ فی الغنیۃ وقیدہ فی شرح اللباب بما ثور ۱۲ سعید احمد غفرلہ

احرام باندھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: احرام بلا نماز کے باندھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ اگر مکروہ وقت ہے تو پھر بلا نماز مکروہ نہیں۔

مسئلہ: عورت کو حیض اور نفاس میں چونکہ نماز پڑھنی ناجائز ہے اس لئے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینا چاہیئے نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ: احرام کے نفل سر ڈھانک کر پڑھنے چاہئیں اور نماز میں اضطباع (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) بھی نہ کیا جائے۔ اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔ احرام کی نفل کے بعد اور نماز یں سر کھول کر پڑھی جائیں گی جب تک احرام رہے گا احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔

بیہوش اور مریض وغیرہ کا احرام

مسئلہ اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بیہوش ہو جائے (جہاز میں اکثر ہو جاتا ہے) تو ساتھی کو چاہیئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا بعد میں بیہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو بیہوش کا احرام بندھ گیا۔

مسئلہ: بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے حکم کی ضرورت نہیں اس نے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ ساتھی اگر اس کی طرف سے احرام باندھ لیگا تو بہر صورت اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ: بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے سلے ہوئے کپڑے نکالنا ضروری نہیں ہے کپڑے نکالے بغیر بھی احرام صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ: جس وقت اسکو ہوش آجائے تو تعیین احرام کر کے باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر ہوش نہ آئے تو جس شخص نے اسکی طرف سے احرام کی نیت

ذ شرط نہیں ہے

کی ہے وہ یا اور کوئی دوسرا شخص وقوف عرفہ اور طواف وغیرہ اس کی طرف سے نیت کرکے اگر ادا کرے گا تو حج ہو جائیگا بیہوش کو ساتھ لیجانا ضروری نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ ساتھ لے جائے اور جو شخص ایسے بیہوش کی طرف سے طواف اور سعی کرے اس کو اپنا طواف اور سعی علیحدہ کرنی ہوگی ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہوگی۔[۱]

مسئلہ اگر بیہوش سے کوئی فعل ممنوعات احرام سے ہو گیا گو بلا ارادہ ہو اس کی جزا بیہوش ہی پر واجب ہوگی جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہوگی۔[۲]

مسئلہ جو شخص خود بھی احرام باندھے اور بیہوش کی طرف سے بھی اس نے احرام باندھا ہے۔[۳] اگر وہ کوئی فعل ممنوعات احرام سے کرلیگا تو صرف ایک ہی جزا واجب ہوگی۔[۴]

مسئلہ: اگر احرام کے بعد کوئی شخص بیہوش ہو جائے تو اس کو عرفات اور طواف وغیرہ میں ساتھ لے جانا واجب ہے دوسرے شخص کی نیابت کافی نہ ہوگی اور جب ایسے بیہوش کو کوئی دوسرا شخص طواف کرائے تو کرانے والے کیلئے طواف کی نیت کرنی شرط ہے۔

مسئلہ اگر ایسے بیہوش کو خود اٹھا کر طواف کرایا اور نیت طواف کی اپنی طرف سے بھی کرلی تو دونوں کو ایک طواف کافی ہو جائیگا۔[۵]

مسئلہ اگر اٹھانے والا حج کا طواف کرتا ہے اور بیہوش کو عمرہ وغیرہ کا طواف کراتا ہے تب بھی جائز ہے۔ نیت مختلف ہونے کا کچھ مضائقہ نہیں۔[۶]

مسئلہ کوئی شخص مریض ہے بیہوش نہیں اور وہ احرام کے وقت سو گیا اور کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لئے اس نے کہہ دیا تھا اور دوسرے شخص نے اسکی طرف سے

---

[۱] ساتھ لیجانے کی حالت میں ایک طواف وسعی دونوں کیطرف سے ہو جائیگا کیونکہ بیہوش خود طواف میں موجود ہے البتہ بیہوش کیطرف سے نیت طواف جدا کرنی ہوگی ۱۲ [۲] اسلئے واجب ہے کہ بیہوش سے سلے ہوئے کپڑے نکال لئے جاویں ۱۲ [۳] کیونکہ بیہوش کا احرام بیہوش ہی کیطرف منتقل ہو گیا [۴] بشرطیکہ بیہوش کیطرف سے بھی نیت طواف کی ہو ۱۲ [۵] لیکن بیہوش کیطرف سے طواف کی نیت کرنا ضروری ہے ۱۲ شیر محمد

احرام باندھ لیا تو احرام صحیح ہوگیا۔ جاگنے کے بعد باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعاتِ احرام سے بچے، اور اگر بلا اس کے حکم کے کسی نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ایسے مریض کو کوئی دوسرا شخص طواف سونے کی حالت میں کرائے تو اس کے لئے بھی اس کا حکم اور فوراً طواف کرانا شرط ہے اگر بلا اس کے حکم کے یا کچھ دیر کے بعد طواف کرایا تو طواف نہ ہوگا۔

نابالغ اور مجنون کا احرام

مسئلہ اگر نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھدار ہے تو وہ خود احرام باندھے اور افعال حج ادا کرے۔ اور مثل بالغ کے سب افعال کرے اگر ناسمجھ اور چھوٹا بچہ ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ ناسمجھ اگر خود افعال ادا کرے یا خود احرام باندھے تو یہ افعال اور احرام صحیح نہیں ہوں گے۔ البتہ سمجھدار بچہ اگر خود احرام باندھے اور افعال خود ادا کرے تو صحیح ہو جائینگے

مسئلہ: سمجھدار بچہ کی طرف سے ولی احرام نہیں باندھ سکتا

مسئلہ: بچہ سمجھدار جو افعال خود کر سکتا ہو خود کرے اور اگر خود نہ کر سکے تو اس کا ولی کردے البتہ نمازِ طواف بچہ خود پڑھے ولی نہ پڑھے۔

مسئلہ سمجھدار بچہ خود طواف کرے اور ناسمجھ کو ولی گود میں لیکر طواف کرائے یہی حکم وقوف عرفات اور سعی و رمی وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ ولی کو چاہیئے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے لیکن اگر کوئی فعل ممنوع بچہ کریگا تو اس کی جزا واجب نہ ہوگی نہ بچہ پر اور نہ ولی پر۔

مسئلہ جب بچہ کی طرف سے احرام باندھا جائے تو اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے نکال دیئے جائیں اور چادر و لنگی اس کو پہنا دی جاوے۔

مسئلہ: بچہ پر حج فرض نہیں ہے اس لئے یہ حج نفل ہوگا۔

۹ مسئلہ بچہ کا احرام لازم نہیں ہوتا اگر تمام افعال چھوڑ دے یا بعض چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزا اور قضا واجب نہ ہوگی۔

۱۰ مسئلہ جو ولی اقرب ساتھ ہو وہ بچہ کیطرف سے احرام باندھے مثلاً باپ اور بھائی دونوں ساتھ ہیں تو باپ کو احرام باندھنا اولیٰ ہے بھائی وغیرہ باندھ لیگا تو بھی جائز ہے

مسئلہ مجنون کا حکم تمام احکام میں مثل ناسمجھ بچہ کے ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص احرام کے بعد مجنون ہوا ہے تو ممنوعاتِ احرام کے اِرتکاب سے اس پر جزا لازم ہونے میں اختلاف ہے احتیاطاً جزا[1] دیدے تو اچھا ہے حج اس کا بلا خلاف صحیح ہو جائےگا[2] اور اگر احرام سے پہلے سے مجنون تھا اور اس کے ولی نے اسکی طرف سے احرام باندھا اور پھر وہ ہوش میں آگیا تو اگر اس نے ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ خود احرام باندھ کر افعال حج ادا کرلئے تو حج فرض ادا ہوگیا۔

عورت کا احرام

۱ مسئلہ: عورت کا احرام مثل مرد کے احرام کے ہے صرف یہ فرق ہے کہ

---

[1] ہذا ما اختارہ صاحب اللباب قال القاری ثم المجنون حال جنونہ لاشی علیہ اذا فعل المحظورات وترک الواجبات وذکر فخر الاسلام البزدوی وغیرہ انہ یثاب علیہ اذا فعل شیئاً من الطاعات واداء الواجبات فقولہ الا انہ اذا جن بعد الاحرام یلزمہ الجزاء مبنی علی ما ذکرہ فی الذخیرۃ عن النوادر من انہ اذا جن البالغ بعدہٗ ثم ارتکب شیئاً من محظورات الاحرام فان فیہ الکفارۃ فرقا بینہ وبین الصبی لکنہ مخالف لما صرح بہ الکرمانی من ان المجنون لو ارتکب بعض محظورات الاحرام لاشئ علیہ وہو محمول علی اطلاقہ المتناول لجنونہ بعد الاحرام وہو المطابق للقواعد الاصولیۃ ان المجنون والصبی خارجان عن التکالیف الشرعیۃ بل الغمن ان ہذا مما اتفق علیہ الائمۃ الاربعۃ وکذا قال عزبن جماعۃ وقیل علیہ الکفارۃ ۱۲ شرح لباب منہ سعید احمد

[2] یہ ان افعال میں ہے کہ جن افعال میں نیت شرط ہے مثل طواف وغیرہ کے تو انہیں اسکا رفیق نیابۃً اسکی طرف سے نیت بھی کرلے ۱۲ شیر محمد۔

عورتؒ کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔

۲ مسئلہ: عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا منع ہے اس لئے کوئی چیز پیشانی کے اوپر ایسی طرح لگا کر کپڑا ڈال دے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔

۳ مسئلہ: عورت کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہیں خواہ رنگین ہوں لیکن زعفران اور کسنبہ کا رنگا ہوا نہ ہو اگر اس سے رنگا ہوا ہوگا، تو اتنا دھوئے کہ خوشبو نہ آئے۔

۴ مسئلہ: عورت کو احرام میں زیور، موزے اور دستانے پہننے جائز ہیں مگر نہ پہننا اولیٰ ہے

۵ مسئلہ عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے صرف اسقدر زور سے پڑھے کہ خود سُن لے۔

۶ مسئلہ عورت طواف میں اضطباع (چادر داہنی بغل میں کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) اور رمل (سینہ نکال کر اکڑ کر چلنا) کبھی نہ کرے اور سعی میں میلین اخضرین[2] کے درمیان دوڑ کر بھی نہ چلے اپنی چال سے چلے اور جس وقت ہجوم ہو صفا اور مروہ پر بھی نہ چڑھے اسی طرح مردوں کے ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ بھی نہ دے اور اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے اور طواف کی دو رکعت بھی مقام ابراہیم میں مردوں کے ہجوم کے وقت نہ پڑھے۔

۷ مسئلہ عورت کو بالوں کا منڈانا منع ہے اس لئے احرام کھولنے کے وقت ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پور کے برابر خود کاٹ دے کسی اجنبی شخص سے کٹوانا حرام ہے منڈائے نہیں اور ایک

---

[1] عورت کو چاہئے کہ احرام کی حالت میں سر پر چھوٹا سا رومال باندھے تاکہ سر نہ کھلے ۱۲ منہ یہ سر پر رومال باندھنے کا حکم وجوب ستر کیلئے ہے نہ احرام کیلئے۔ کیونکہ عورت کے سر میں احرام نہیں ہے چنانچہ اگر سر کھلا رکھے توجنایت لازم نہوگی۔ رومال باندھنا اجنبی مرد کے آگے واجب ہے اور سر کھولنا گناہ ہے یہ احرام حج میں داخل نہیں پس اگر غسل کرنے کیلئے کھولے تو جنایت لازم نہو گی۔ لانکشف راسہا لانہ عورۃ و تکشف وجہہا لقولہ علیہ السلام احرام المرأۃ فی وجہہا ۱۲ ہدایہ منہ یہ اسلئے ہے کہ بال ٹوٹنے سے محفوظ میں شیر محمد

[2] صفا اور مروہ کے درمیان میں دو نشان سبز رنگ کے ہیں جنکے درمیان مردوں کو دوڑ کر چلنے کا حکم ہے ۱۲ منہ

انگلی کے ایک پورسے کچھ زیادہ کاٹے تاکہ اکثر حصّہ سر کے بالوں کا کٹ جائے۔

مسئلہ عورت کو حیض میں تمام افعال کرنے جائز ہیں صرف طواف کرنا منع ہے۔ اگر احرام سے پہلے حیض آجائے تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے مگر سعی اور طواف نہ کرے۔

مسئلہ حیض کی وجہ سے طواف زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا تو دم واجب ہوگا

مسئلہ اگر واپسی کے وقت حیض آگیا اور طواف وداع نہ کر سکی تو بھی دم واجب ہوگا لیکن پاک ہونے کے بعد طواف وداع کر کے واپس ہونا بہتر ہے۔

خنثیٰ مشکل کا احرام

مسئلہ: خنثیٰ مشکل (یعنی جس شخص کا مرد یا عورت ہونا معلوم نہ ہو) تمام احکام میں مثل عورت کے ہے اس کو کسی اجنبی مرد یا عورت کے ساتھ تنہائی جائز نہیں۔

حکمت احرام

احرام۔ حج اور عمرہ کیلئے مثل تکبیر تحریمہ کے ہے جس طرح نیت خالص کر کے اللہ اکبر کہہ کر نمازی نماز شروع کرتا ہے اور بہت سی چیزیں اس کے لئے نماز کی حالت میں ناجائز ہو جاتی ہیں اسی طرح حج اور عمرہ کے لئے احرام اور تلبیہ ہے۔ احرام سے بندہ حج و عمرہ کے ارادہ کی پختگی اور اخلاص و عظمت کا اظہار اور اپنی عبودیت اور عاجزی کی صورت اختیار کرتا ہے اور دل و زبان سے اقرار کرتا ہے تمام لذات اور آرائش و زیبائش کو ترک کر کے صرف دو کپڑے پہن لیتا ہے اور اپنے آپ کو مردوں جیسا بنا لیتا ہے۔ نیز اس خاص لباس میں یہ بھی حکمت ہے کہ امیر و غریب شاہ و گدا خدا کے دربار میں ایک لباس میں حاضر ہوتے ہیں اور کسی کو فخر کا موقع نہیں ملتا۔ نیز قدیم زمانے میں دوسرے بزرگ لوگ اپنی عبادتوں کے وقت خاص خاص لباس استعمال کرتے تھے اسلامی شریعت میں اس لباس کو پسند کیا گیا سادگی اور صفائی اور سہولت میں بینظیر ہے اور طبی حیثیت سے بھی مفید ہے گو بعض لوگ جو ڈاکٹروں کے

اندھے مقلد ہیں اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

ممنوعات احرام

یعنی وہ چیزیں جن کا کرنا احرام کی حالت میں منع ہے۔

مسئلہ: احرام کے بعد جماع (یعنی ہم بستری) کا ذکر عورتوں کے سامنے کرنا یا جماع کے اسباب جیسے بوسہ لینا شہوت سے چھونا منع ہے۔

مسئلہ احرام کی حالت میں کوئی گناہ کا کام کرنا خاص طور سے منع ہے۔ گو بلا احرام بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ساتھیوں کے ساتھ یا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا منع ہے۔

مسئلہ خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا کسی شکاری کو بتانا اور اشارہ کرنا منع ہے۔ شکاری کی مدد کرنا جیسے تیر، تلوار لکڑی، چھری۔ چاقو دینا بھی منع ہے دریائی شکار جائز ہے

مسئلہ خشکی کے شکار کو بھگانا اور اس کا انڈا توڑنا، پر اور بازو اکھاڑنا انڈا یا شکار بیچنا، خریدنا، شکار کا دودھ نکالنا۔ اس کے انڈے یا گوشت[لہ] کو بھوننا، پکانا، جوں مارنا[لہ]۔ یا دھوپ میں ڈالنا، یا کپڑے کو جوں مارنے کے لئے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا، یا کسی دوسرے سے جوں مروانا، یا مارنے کے لئے اشارہ کرنا خضاب کرنا، تلبید یعنی بالوں کو گوند وغیرہ سے ایسے طور سے جمانا کہ بال چھپ جائیں منع ہے اگر بال نہ چھپیں تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبو لگانی، ناخن اور بال کاٹنے کٹوانے سر یا منہ کو ڈھانکنا خواہ سارا یا تھوڑا منع ہے۔

لہ یعنی جو شکار محرم نے کیا ہے اسکا پکانا کھانا بھی حلال نہیں نہ محرم کو نہ اور کسی شخص کو ۱۲ منہ اگر غیر محرم نے حل میں شکار کیا اسکو محرم نے نہ حکم کیا ہو نہ اشارہ کیا ہو پس اس شکار کا گوشت بھوننا و کھانا محرم کو جائز ہے۔ ۱۲ شبیر محمد لہ مطلق جوں کا مارنا محظور نہیں پس اگر کسی اور کے بدن یا زمین پر چلتی ہوئی جوں ماردی یا کسی اور کو حکم کیا کہ غیر کے بدن پر سے جوں مارے تو کچھ لازم نہیں اگر اپنے بدن پر یا اپنے بدن کے کپڑے سے جوں ماری یا جدا کر کے پھینک دی تب جنایت لازم ہوگی اسکا حکم بالوں کا ہے۔ ۱۲ بحر الرائق شبیر محمد

مسئلہ سلے ہوئے کپڑے جیسے کرتا۔ پاجامہ۔ ٹوپی عمامہ۔ اچکن واسکوٹ۔ دستانے موزہ وغیرہ پہننا بھی منع ہیں۔

مسئلہ اگر جوتہ نہ ہو تو موزوں کو کاٹ کر جوتہ کی طرح بنا کر پہننا جائز ہے لیکن اتنا کاٹنا ضروری ہے کہ پیر کے بیچ میں جو ہڈی اٹھی ہوتی ہے وہ کھل جائے

مسئلہ ایسا جوتہ پہننا بھی منع ہے جس میں بیچ کی ہڈی چھپ جائے

مسئلہ کرتہ وغیرہ کو چادر کی طرح اوڑھنا جائز ہے مگر بہتر اس سے بھی بچنا ہے۔

مسئلہ ہندوستانی جوتا یا سلیپر اگر اتنا بڑا ہے کہ قدم کے بیچ کی اُٹھی ہوئی ہڈی کو ڈھانپ لیتا ہے تو اس کا پہننا ناجائز ہے یا تو اس کو اتنا کاٹ ڈالے کہ جس سے بیچ کی ہڈی کھل جائے یا اس کے اندر کپڑا وغیرہ دے لے تاکہ بیچ کی ہڈی کھُل جائے۔

مسئلہ سر اور مُنہ پر پٹی باندھنا منع ہے اگر ایک دن اور ایک رات باندھی جائے گی گو بیماری کی وجہ سے ہو تو صدقہ واجب[1] ہوگا۔

مسئلہ زعفران اور کسم اور خوشبودار چیزیں رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے ہاں اگر دُھلا ہوا ہو اور خوشبو نہ آتی ہو جائز ہے۔

مسئلہ جو شخص احرام کی حالت میں مرجائے اسکی تجہیز و تکفین مثل غیر محرم کے کی جائے۔ اس کا سر ڈھانکا جائے، کافور اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔

مکروہاتِ احرام

مسئلہ بدن سے میل دُور کرنا۔ سر یا داڑھی اور بدن کو صابون وغیرہ سے دھونا مکروہ ہے۔

مسئلہ سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا۔ سر یا داڑھی کو ایسی طرح کھجلانا کہ بال یا جوں گرنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔ ایسے آہستہ کھجلانا کہ بال اور جوں نہ گرے جائز ہے۔

---

[1] بشرطیکہ سر یا منہ چوتھائی سے کم ڈھکا ہو۔ اگر چوتھائی یا زیادہ ڈھک گیا تو دم لازم ہوگا۔ ہاں اگر رات دن سے کم میں یا چوتھائی سے کم ڈھکا اگرچہ رات دن ڈھکے رہے تو پھر صدقہ ہے غنیہ ۱۲ شیر محمد

مسئلہ ڈاڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے اگر کرے تو ایسی طرح کرے کہ بال نہ گریں۔

مسئلہ تہبند کے دونوں پلّوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے ستر عورت کی حفاظت کیوجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ چادر میں گرہ دیکر گردن پر باندھنا۔ چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا۔ تاگے یا رسّی سے باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبو کو چھونا یا سونگھنا، خوشبو والے کی دوکان پر خوشبو سونگھنے کے لئے بیٹھنا خوشبودار میوہ اور خوشبودار گھاس کو سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے۔ اگر بلا ارادہ خوشبو آجائے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ سر اور منہ کے علاوہ اور بدن پر بلاوجہ کے پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ اگر ضرورتاً ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ کعبہ کے پردہ کے نیچے اس طرح کھڑا ہونا کہ منہ کو یا سر کو لگے مکروہ ہے: اگر سر یا چہرے کو نہ لگے تو جائز ہے۔

مسئلہ لنگی میں نیفہ موڑ کر کمر بند ڈالکر باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ناک، ٹھوڑی، رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ۔ تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسارے کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ۔ خوشبودار کھانا بغیر پکا مکروہ ہے۔ پکا ہوا کھانا خوشبودار مکروہ نہیں۔

مسئلہ اپنی عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ چوغہ اور قبا وغیرہ کو صرف کندھوں پر ڈالنا بھی مکروہ ہے اگرچہ ہاتھ آستینوں[1] میں نہ ڈالے ہوں۔

مسئلہ احرام باندھنے کے بعد دھونی دیا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

---

[1] آستینوں میں ہاتھ لگانے سے جنایت لازم ہوگی ۱۲ شیر محمد

مباحاتِ احرام

مسئلہ ضرورت کیلئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے اور غبار دُور کرنے کے لئے خالص پانی سے ٹھنڈا ہو یا گرم غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دُور نہ کرے۔ غوطہ لگانا، حمام میں داخل ہونا کپڑا پاک کرنا، انگوٹھی پہننا، ہتھیار باندھنا، دشمن سے شریعت کے حکم کے موافق جنگ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ہمیانی اور پیٹی لنگی کے اوپر یا نیچے باندھنا جائز ہے۔ اگرچہ اس میں اپنا روپیہ ہو یا کسی دوسرے کا۔

مسئلہ گھر اور خیمے کے اندر داخل ہونا، چھتری لگانا، شغدف وعماری میں بیٹھنا یا کسی اور چیز کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔

مسئلہ آئینہ دیکھنا، مسواک کرنا۔ دانت اکھاڑنا۔ ٹوٹے ہوئے ناخن کو کاٹنا۔ بلا بال دُور کئے فصد لینا۔ پچھنے لگانا۔ بڑ بال نکالنا۔ بلا خوشبو کا سُرمہ لگانا۔ ختنہ کرانا۔ آبلہ کو توڑنا۔ ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ ہیضہ وغیرہ کا انجکشن اور چیچک کا ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

مسئلہ تہبند میں روپیہ یا گھڑی کے لئے جیب لگانا جائز ہے۔

مسئلہ علاوہ سر اور منہ کے سب بدن کو ڈھانپنا۔ کان گردن، پیروں کو چادر رومال وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔

مسئلہ جو داڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہے اس کو چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ دیگ، طباق، رکابی، چارپائی، سبزی وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا جس کو حلال شخص نے حِل میں شکار کیا ہو اور اُسی نے ذبح کیا ہو۔ مُحرِم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہو جائز ہے۔ اُونٹ، گائے، بکری مرغی، گھریلو بطخ کو ذبح کرنا اور گوشت کھانا بھی جائز ہے اور جنگلی بطخ کو ذبح کرنا جائز نہیں

مسئلہ موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے جیسے سانپ بچھو۔ پسّو۔ چھپکلی۔ گرگٹ بھڑ

کھٹمل، چیل، مکھی، مُردار خوار کوا وغیرہ

مسئلہ بلا الایچی اور لونگ اور خوشبودار تمباکو کے پان کھانا جائز ہے اور لونگ الایچی اور خوشبودار تمباکو ڈال کر کھانا مکروہ ہے۔ مسئلہ: خوشبودار چیز کھانا مکروہ ہے اگر کسی کھانے میں خوشبو ڈال کر پکا لیا اور خوشبو آتی ہے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ ایسا شعر پڑھنا جس میں گناہ کی بات نہ ہو جائز ہے اور جسمیں گناہ کی بات ہو نا جائز ہے

مسئلہ بدن کو گھی یا چربی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ڈاڑھی سر اور تمام بدن کو اسطرح کھجلانا کہ بال نہ گرے جائز ہے اور اگر زور سے کھجلانے سے بال ٹوٹنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر زور سے کھجلانا بھی جائز ہے گو خون نکل آئے۔

مسئلہ کپڑوں کی گٹھری اگر خوب بندھی ہوئی ہے تو اسکا اٹھانا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ گھی تیل، چربی کا کھانا جائز ہے۔

مسئلہ زخم یا ہاتھ پاؤں کی بوائی اور پھٹن میں تیل لگانا جائز ہے بشرطیکہ خوشبو والا نہ ہو

مسئلہ مسائل اور دینی امور میں گفتگو اور مباحثہ جائز ہے۔

مسئلہ احرام کی حالت میں اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن صحبت کرنا جائز نہیں۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

مسئلہ مکہ مکرمہ میں قبرستان مکہ مکرمہ یعنی باب المعلےٰ کی طرف سے داخل ہونا اور باب السفلےٰ سے نکلنا مستحب ہے اگر سہولت سے ممکن ہو ورنہ جس طرف سے چاہے داخل ہو جائے اور نکل جائے۔

مسئلہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونیکے وقت غسل کرنا مسنون ہے۔ مسئلہ جب مکہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا۔

ترجمہ: اے اللہ میرے لئے مکہ مکرمہ میں ٹھکانا کر دے اور حلال روزی دے۔

مسئلہ مکہ مکرمہ میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوا پورا پورا ادب اور تعظیم کرتا ہوا داخل ہو اور داخل ہونے کے وقت یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ جِئْتُ لِاُؤَدِّیَ فَرْضَكَ وَاَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَاَلْتَمِسُ رِضَاكَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِكَ رَاضِیًا بِقَضَائِكَ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِلَیْكَ الْمُشْفِقِیْنَ مِنْ عَذَابِكَ الْخَائِفِیْنَ مِنْ عِقَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیَ الْیَوْمَ بِعَفْوِكَ وَتَحْفَظَنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِمَغْفِرَتِكَ وَتُعِیْنَنِیْ عَلٰی اَدَاءِ فَرْضِكَ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

مسئلہ مکہ مکرمہ میں رات اور دن میں جس وقت چاہے داخل ہو جائز ہے لیکن دن کو داخل ہونا افضل ہے۔

مسئلہ مدعیٰ مسجد حرام اور قبرستان کے درمیان دُعا مانگنے کی ایک جگہ ہے پہلے اس جگہ سے بیت اللہ نظر آتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خوب اونچا کرا دیا تھا کہ بیت اللہ اس پر سے نظر آئے لیکن اب مکانات بن جانے کی وجہ سے وہاں سے نظر نہیں آتا۔ آجکل عام طور پر اس طرف سے داخل نہیں ہوتے موٹر والے دوسرے راستہ سے داخل ہوتے ہیں[1] اگر اس راستہ سے کو داخل ہوں تو یہ دُعا پڑھیں۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِمَّا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تنبیہ حدِ حرم میں داخل ہونے کے آداب شروع میں بیان ہو چکے ہیں، وہاں دیکھ لئے جاویں۔

---

[1] موٹر والوں کو حکومت کے مقرر کردہ راستے سے جانا پڑتا ہے اس لئے مجبوری ہے۔

مسجد حرام میں داخل ہونیکے آداب

مسجد حرام بیت اللہ کی مسجد کا نام مسجد حرام ہے بیت اللہ مسجد حرام کے بالکل بیچ میں ہے

مسئلہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے اگر فوراً ممکن نہ ہو تو اسباب وغیرہ کا بندوبست کر کے سب سے اوّل مسجد میں حاضر ہونا چاہیئے۔

مسئلہ مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہو اور پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

مسئلہ مسجد میں اندر داخل ہونے کے بعد جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا[1] کر یہ دعا پڑھے۔

---

[1] اس دعا میں ہاتھ اٹھانا مختلف فیہ ہے مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی در حیات القلوب نوشتہ کہ دست برداشتن در وقت رویت بیت اللہ ونہ در وقت دعا خواستن درآں زماں بلکہ رفع یدین دریں وقت مکروہ است نزد ابی حنیفہ وصاحبیہ کما صرح بہ الطحاوی زیراکہ وارد نشدہ است رفع یدین دریں وقت بلکہ نقل کردہ شدہ است از حضرت جابرؓ کہ ایں فعل یہود است ولہذا علامہ سروجی در شرح ہدایہ گفتہ کہ مذہب ترک اوست پس معلوم شد کہ آنچہ کرمانی در منسک خود نقل نمودست از استحباب رفع یدین در وقت رویت بیت آں خلاف مذہب است حضرت مولانا شاہ خلیل احمد صاحبؒ نے بھی بذل المجہود میں اس کے موافق تحقیق فرمائی ہے۔ ۱۲ شیر محمد۔ بیت اللہ کو اوّل مرتبہ دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مختلف فیہ ہے مگر محققین کا رجحان اسطرف ہے کہ مستحب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ قال فی الغنیۃ ص۵۱ وانما یرفع القادم یدیہ عند رویۃ البیت للدعاء لانہ ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا رای البیت رفع یدیہ وقال اللھم زد ھذا البیت الی قولہ وبراً واتحبہ المحققون

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ مَھَابَۃً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَکَرَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ بِرًّا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اے اللہ اس گھر کی شرافت وعظمت وبزرگی اور ہیبت بڑھا نیز جو اسکی زیارت کرنیوالا ہو اسکی عزت و احترام کرنیوالا ہو اس کی بھی شرافت بزرگی اور بھلائی زیادہ کر اے اللہ آپ کا نام سلام ہے اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے پس ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ ۔ ا

اِس کے بعد درود شریف پڑھے اور جو دُعا چاہے مانگے اس وقت دُعا قبول ہوتی ہے ۔ سب سے زیادہ اہم دُعا یہ ہے : کہ اللہ تعالےٰ سے بلا حساب کے جنت مانگے اور اس وقت یہ دُعا بھی مستحب ہے اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔ اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں اس گھر کے رب کی قرضہ محتاجی اور تنگدلی اور عذاب قبر کی

من اہل المذہب منہم الکرمانی والبصری وابن الہمام وعلی القاری وہو مذہب الشافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال فی المرقاۃ واما خبر الترمذی وحسنہ عن جابر بنفیہ فالجواب ان المثبت مقدم علی النافی وتمامہ فیہ) حضرت گنگوہی رح زبدۃ المناسک میں تحریر فرماتے ہیں اور وقت مشاہدہ بیت اللہ کے ہاتھ اٹھانے بعض روایات حدیث سے ثابت ہیں چنانچہ فتح القدیر میں منقول ہے پس چاہیئے رفع یدین یہاں بھی سنت ہو (زبدہ ص ۲۶) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے طرفین کے اقوال نقل کرنیکے بعد تحریر فرمایا ہے (قال القاری بعد نقل القول المتقدم للبیہقی اقول الجمع بینہما بان یحمل الاثبات علی اول رویۃ والنفی علی کل مرۃ قلت ویمکن ان یقال فی توجیہ الجمع بینہما ان الاثبات راجع الی رفع الیدین فی الدعاء ببسط الیدین ورفعہما الی الصدر واما ترک الرفع فراجع الی الرفع الذی یکون لتعظیم البیت مثل رفع الیدین فی التحریمۃ الی الآذان واللہ تعالیٰ اعلم بذل ص۱۳۹ ج۳ فالراجح عندی ان یدعو بہذا الدعاء واقعا عند رویۃ البیت اول مرۃ فقط واللہ اعلم ۔ ۱۲ سعید احمد غفرلہ

مسئلہ: بیت اللہ شریف کے دیکھنے کے وقت کھڑے ہو کر دعا مانگنا مستحب ہے
فائدہ جو دعائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر وہ یاد ہوں تو اُن کا پڑھنا افضل ہے لیکن اگر وہ یاد نہ ہوں تو جو چاہے دعا مانگے۔ کسی جگہ کوئی خاص دعا معین نہیں کہ اس کا پڑھنا ضروری ہو جس دعا میں خشوع حاصل ہو وہ پڑھے۔
مسئلہ: مسجد حرام میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد نہ پڑھے اس مسجد کا تحیہ طواف ہے اس لئے دعا مانگنے کے بعد طواف کرے البتہ اگر طواف کرنے کی وجہ سے فرض نماز کے قضا ہونے یا مستحب وقت نکل جانے یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو طواف کے بجائے تحیۃ المسجد پڑھنا چاہیئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔
مسئلہ نماز جنازہ، سنت موکدہ۔ وتر کو طواف تحیہ سے پہلے پڑھے اور اشراق۔ تہجد چاشت وغیرہ کو طواف سے پہلے نہ پڑھے۔
مسئلہ اگر کسی وجہ سے فوراً طواف کا ارادہ نہ ہو تو تحیۃ المسجد پڑھنا چاہیئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔
مسئلہ مسجد حرام میں بلکہ ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت نفل اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے اور نفل اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے۔
مسئلہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے آگے طواف کرنیوالوں کو گزرنا جائز ہے اور طواف نہ کرنے والوں کو بھی جائز ہے مگر سجدہ کی جگہ میں نہ گذریں۔

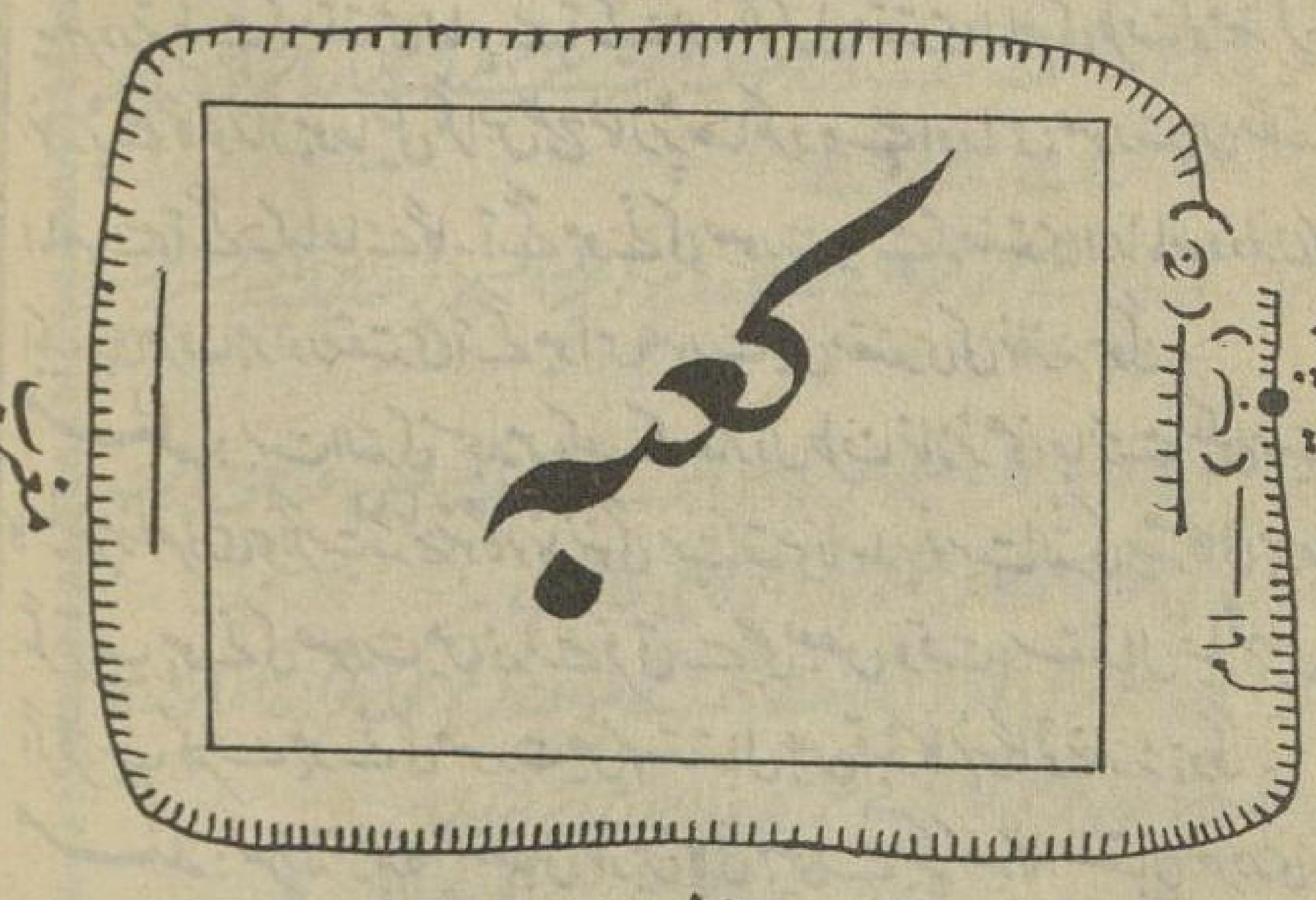
مسجد حرام میں نماز کے ثواب کی زیادتی

مسئلہ: مسجد حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے لیکن یہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ نوافل کا ثواب اتنا نہیں۔ نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے اسی طرح

یہ ثواب صرف مردوں کو ہوتا ہے عورتوں کو نہیں ہوتا۔ ان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے
مسئلہ: جس طرح کعبہ سے باہر اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ایسا ہی کعبہ کے اندر بھی جائز ہے۔ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی صورت میں چاروں طرف قبلہ ہے جدھر کو چاہو نماز پڑھو۔ **مسئلہ**: کعبہ کے اندر نماز فرض اور نفل پڑھنا جائز ہے۔
مسئلہ: کعبہ کی چھت پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے مگر بلا ضرورت اوپر چڑھنا اور نماز پڑھنا منع ہے۔ **مسئلہ** کعبہ کے اندر تنہا یا جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو کیونکہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے البتہ یہ ضرور شرط ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو۔ اگر کوئی مقتدی امام کی طرف کو منہ کر کے نماز پڑھے گا تو نماز ہو جائیگی مگر اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں مقتدی کو امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے ہونے کی صورت یہ ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اور مقتدی آگے ہو اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہو گی۔
مسئلہ: بیت اللہ کی مسجد میں کعبہ کے چاروں طرف نماز پڑھنی جائز ہے لیکن بیت اللہ کا سامنے ہونا ضروری ہے اگر بیت اللہ سامنے نہ ہو گا تو نماز نہ ہو گی بیت اللہ سے فاصلہ پر تو بیت اللہ کی سیدھ کافی ہو جاتی ہے مگر قریب ہونے کی صورت میں ذرا سے فرق سے بھی بعض وقت استقبالِ قبلہ نہیں رہتا۔ اگر قریب کھڑے ہونے کی صورت میں استقبال عین قبلہ کا نہ ہو گا تو نماز نہ ہو گی۔
مسئلہ: صرف حطیم کا استقبال نماز میں کافی نہیں ہے بلکہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے چاہے حطیم بیچ میں آجائے۔
مسئلہ جب امام بیت اللہ کے باہر کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہے تو مقتدیوں کو چاروں طرف سے حلقہ بنا کر اس کی اقتداء درست ہے لیکن یہ شرط ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی امام سے آگے نہ ہو یعنی امام اور کعبہ میں جتنا فاصلہ ہے مقتدی اور کعبہ میں اس سے کم نہ ہو۔ ورنہ جو شخص بہ نسبت امام کے زیادہ قریب ہو گا وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا۔

اور اُس کی نماز نہ ہو گی ۔ البتہ اور کسی طرف سے اگر کوئی جماعت یا شخص کعبہ کے زیادہ قریب ہو تو کچھ حرج نہیں ۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ امام مشرق کی جانب خط (ب) پر ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور ایک صف خط (الف) پر کھڑی ہے اور کچھ لوگ خط (ج) پر کعبہ سے ایک گز کے فاصلہ پر کھڑے ہیں تو جو لوگ خط (ج) پر کھڑے ہیں اُنکی نماز نہ ہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گئے اور شمال جنوب اور مغرب کی جانب میں اگر کوئی زیادہ قریب ہو جائے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ مغرب کی جانب کی چھوٹی صف میں لوگ کھڑے ہیں ۔

شمال



جنوب

مسئلہ : مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے ۔ سیر و تفریح میں اس مسجد کی نماز چھوٹ نہ جائے ۔ مسجد حرام کی صرف ایک دن کی پانچ نمازوں کا جماعت کے ساتھ کا اگر حساب لگایا جائے تو ایک کروڑ بتیس[1] لاکھ نمازوں کے برابر ہوتی ہیں اور سال کے اگر تین سو ساٹھ دن بھی مانے جائیں تو سال بھر کی ایک ہزار آٹھ سو اور سو برس کی

[1] ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے لیکن ہر جگہ مسجد میں جماعت سے پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا

ایک لاکھ اسّی ہزار اور ہزار برس کی اٹھارہ لاکھ نمازیں ہوتی ہیں اگر کسی کی عمر حضرت نوح علیہ السلام کے برابر بھی ہو تو مسجد حرام کی صرف ایک نماز باجماعت اس کی تمام عمر کی نمازوں سے افضل ہوگی۔ مسجد حرام میں خاص ان مقامات پر نماز پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔

مسجدِ حرام میں وہ مقامات جہاں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

(۱) خانہ کعبہ کے اندر (۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان واقع ہے (۵) کعبہ کے دروازہ کے پاس بیت اللہ کے سامنے جو گڑھا ہے جسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہیں۔ (۶) بیت اللہ کے دروازہ کے نزدیک (۷) حطیم خصوصاً میزاب رحمت کے نیچے (۸) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (۹) رکن غربی کے نزدیک اس طرح پر کہ باب العمرہ اس کے پیچھے ہو (۱۰) مصلّٰی آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔

مسئلہ آج کل عورتیں مردوں کی برابر جماعت میں یا آگے پیچھے مردوں کے مقابل کھڑی ہو جاتی ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا عورتوں کے برابر کھڑا نہ ہو۔

مسئلہ اگر عورتوں کی صف آگے اور مردوں کی صف عورتوں کی صف کے پیچھے ہو تو مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ محاذات کی صورت میں نماز کے فاسد ہونے کی چند شرطیں ہیں اوّل عورت کا قابل جماع ہونا بالغ ہو یا نابالغ، دوسرے دونوں کا ایک نماز میں شریک ہونا، تیسرے درمیان میں حائل یا ایک آدمی کی جگہ خالی نہ ہونا۔ چوتھے عورت میں نماز

کے صحیح ہونے کی شرط پایا جانا یعنی مجنون اور حیض و نفاس والی نہ ہونا۔ پانچویں ایک رکن کی مقدار کم از کم برابر کھڑے ہو کر نماز میں شریک رہنا۔ چھٹے دونوں کا تحریمہ ایک ہونا یعنی دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں یا عورت مرد کی مقتدی ہو۔ ساتویں امام کا عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کرنا۔ اگر نیت نہ کی ہو تو مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی عورت کی ہو جائے گی۔

طواف کا بیان

طواف کی تعریف: طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں اور حج کے بیان میں اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف سات مرتبہ گھومنا ہے۔

فضائل طواف: طواف کی بہت فضیلت ہے اور حدیثوں میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں (جن میں سے) ساٹھ رحمتیں طواف کرنیوالوں کے لئے ہیں، اور چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے (طبرانی)[۱]

دوسری روایت میں ہے[۲] کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا معاف کر دیتے ہیں اور ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس قدر ہو سکے طواف کرتے رہو یہ نعمت ہمیشہ میسر نہ ہوگی۔ اکثر اوقات حرم میں گذارو اور بیت اللہ کو دیکھتے رہو بیت اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرح

---

[۱] جمع الفوائد الکبیر والاوسط بضعف ۱۲ س [۲] کنز العمال عن ابن خزیمہ وابن حبان ۱۲ س

کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہے اس کے بعد طواف کی نیت کر کے داہنی طرف کو اتنا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے حجر اسود کے قریب سامنے کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح نماز کے لئے اٹھائے جاتے ہیں (یعنی کانوں کے برابر) اور ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں وہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ تیرے حکم کی تعمیل میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کا ایفا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لئے اس پتھر کو چھوتا اور چومتا ہوں۔)

اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود پر آئے اور دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر بوسہ دے لیکن آہستہ بوسہ دے کہ چٹاخے کی آواز پیدا نہ ہو اور بعض کے نزدیک یہ بھی مستحب ہے کہ بوسہ دینے کے بعد حجر اسود پر سر رکھے اور اس کے بعد دوسرا بوسہ دے پھر سر رکھے۔ پھر تیسرا بوسہ دے اور سر رکھے، اس کے بعد داہنی طرف یعنی بیت اللہ کے دروازے کی طرف کو چلے اور بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے حطیم اور بیت اللہ کے بیچ میں کو نہ نکلے جب طواف کرتا ہوا رکن یمانی (کعبہ کے جنوبی مغربی گوشہ کا نام ہے) پر پہنچے تو اس کا استلام کرے یعنی دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اسکو لگائے بوسہ نہ دے اور اس پر پیشانی وغیرہ نہ رکھے پھر جب حجر اسود پر آئے حجر اسود کا استلام کرے جیسا اوّل مرتبہ کیا تھا، لیکن ہاتھ نہ اٹھائے ہاتھ صرف پہلی دفعہ اٹھائے جاتے ہیں اور حجر اسود تک پھر آنے کو شوط (ایک چکر) کہتے ہیں۔ اسی طرح سات چکر پورے کرنے اور ساتویں شوط کے

بعد آٹھویں مرتبہ پھر حجرِ اسود کا استلام کرے بس ایک طواف پورا ہو گیا۔ اس کے بعد دو رکعت طواف مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھے۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اس کے بعد جو چاہے دُعا مانگے لیکن دُعا آدم علیہ السلام اِس مقام پر ماثور ہے وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِیْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

یا اللہ آپ میری ظاہری اور باطنی سب حالتوں سے واقف ہیں۔ میں عذر کرتا ہوں بس اب میرے عذر کو قبول فرما اور آپ میری حاجت کو اور جو کچھ میرے دل میں ہے جانتے ہیں پس میری حاجت کو پورا فرمادیں اور میرے قصور کو معاف فرمادیں۔ یا ارحم الراحمین مجھ کو ایسا ایمان عطا فرما جو میرے دل میں جم جائے اور ایسا یقین عنایت فرما کہ میں آپ کے سوا کسی کی کچھ پرواہ نہ کروں اور ایسی اچھی عادت عطا فرما کہ آپ کی دی ہوئی چیز پر خوش ہو جاؤں۔

پھر دوگانہ طواف پڑھ کر مستحب ہے کہ چاہ زمزم پر جاکر آب زمزم پیے اور دعا مانگے اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر وہاں سے آکر حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار (اس کو ملتزم کہتے ہیں) کو لپٹ کر دُعا کرے کہ یہ بھی مقبولیت دعا کا مقام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے بعد اوّل ملتزم پر آئے اور پھر دوگانہ پڑھے پھر زمزم پر جائے۔

تنبیہات (۱) طواف کے بعد اگر سعی بھی کرنی ہو تو طواف شروع کرنے سے پیشتر اضطباع بھی کرے (یعنی چادر کو داہنی بغل میں کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے داہنا کندھا کھلا رہنے دے) اور اضطباع تمام طواف میں باقی رکھے اور اول کے تین چکروں

میں رمل (اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا) بھی کرے (۲) طواف کے شروع میں تکبیر سے پہلے اور حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہاتھ اٹھانا بدعت ہے۔ اس لئے حجر اسود کے استقبال کے بعد تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھاتے۔ (۳) جب دوگانہ طواف پڑھے تو مونڈھے ڈھانک کر پڑھے اضطباع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔ (۴) اکثر مطوفین حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں کھڑے ہو کر نیت کراتے ہیں یہ مکروہ ہے بلکہ طواف کی نیت اس طرح کھڑے ہو کر کرنی چاہیے کہ داہنا کندھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو

ارکان طواف: طواف کے تین رکن ہیں (۱) طواف کے اکثر چکر پورے کرنا، (۲) بیت اللہ کے باہر مسجد کے اندر کرنا (۳) خود طواف کرنا گو کسی چیز پر سوار ہو کر کرے مگر بے ہوش اس سے مستثنیٰ ہے اسکی طرف سے دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

شرائط طواف: طواف کی چھ شرطیں ہیں، تین تو صرف حج کے طوافوں کے لئے ہیں۔ اور تین سب طوافوں کے واسطے۔ خاص وقت اور طواف سے پہلے احرام اور وقوف عرفہ کا ہونا حج کے طوافوں کے لئے شرط ہے اور اسلام نیت اور مسجد کے اندر طواف کا ہونا سب طوافوں کے لئے شرط ہے

مسئلہ: طواف کیلئے نیت شرط ہے۔ بلا نیت کے اگر کوئی شخص بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگائیگا تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کو بیت اللہ کی خبر نہیں تھی کہ بیت اللہ ہے اور سات چکر لگا لئے تو یہ طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ صرف طواف کی نیت صحت طواف کیلئے کافی ہے خاص طور سے متعین کرنا کہ فلاں طواف کرتا ہوں شرط نہیں تعین کرنا صرف مستحب یا مسنون ہے۔ پس اگر کسی

شخص پر خاص وقت میں کوئی طواف واجب تھا اور اس نے اس کی تعیین کر کے یا بلا تعیین کے اس وقت میں طواف کر لیا تو وہ طواف کافی ہو جائے گا۔

واجبات طواف: طواف کے واجبات آٹھ ہیں (۱) طہارت یعنی حدث اصغر اور اکبر[1] دونوں سے پاک ہونا (۲) ستر عورت (۳) جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیادہ طواف کرنا (۴) داہنی طرف[2] سے طواف شروع کرنا (۵) حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا (۶) حجر اسود[3] سے طواف کی ابتداء کرنا مگر اس میں اختلاف ہے۔ عامہ مشائخ کے نزدیک سنت ہے اور ظاہر الروایۃ بھی یہی ہے (۷) پورا طواف کرنا یعنی اکثر طواف تو رکن ہے اور اکثر سے زیادہ واجب ہے (۸) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا بعض نے اسکو علیحدہ شمار کیا ہے

واجبات کا حکم: واجب کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی واجب کو ترک کریگا تو طواف کا اعادہ واجب ہوگا۔ اگر اعادہ نہ کیا تو اس کی جزا واجب ہوگی جس کا بیان جنایات میں آئیگا۔

سنن طواف: حجر اسود کا استلام۔ اضطباع۔ اوّل کے تین چکروں میں رمل۔ باقی میں رمل نہ کرنا بلکہ اطمینان سے چلنا۔ سعی اور طواف کے درمیان استلام کرنا (یہ اس کے لئے ہے جو طواف کے بعد سعی کرے) حجر اسود کے مقابل کھڑے ہو کر تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے اٹھانا۔ حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا (یہ اکثر کے نزدیک سنت ہے اور بعض واجب کہتے ہیں) ابتدائے طواف میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا۔ تمام چکر پے در پے کرنا۔ بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا۔

---

[1] یعنی بے وضو نہ ہو اور حیض و نفاس اور جنابت سے پاک ہو۔ ۱۲ منہ

[2] اپنی داہنی جانب سے یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف کو چلنا۔ ۱۲ س

[3] جزم بالوجوب فی البحر والنهر والتنوير والدرر ومراقی الفلاح حتی قال فی الدرر ولو ابتداء من غير الحجر اعاده مادام بمكة فلو رجع فعليه دم اه فتامل وظاهر الرواية انه سنة يكره تركها وعليه عامة المشائخ وصححه فی اللباب فلو افتتحه من غيره كره ولا شیء عليه غنية الناسک ۱۲ س۔

مستحبات طواف (۱) طواف کو حجر اسود کی داہنی جانب[۱] سے اس طرح شروع کرنا کہ طواف کرنے والے کا پورا بدن حجر اسود کے سامنے گزرتے ہوئے محاذی ہو کر گذرے (۲) حجر اسود پر تین مرتبہ بوسہ دینا اور تین مرتبہ اس پر سجدہ کرنا (۳) طواف کرتے ہوئے ماثورہ دُعاؤں کا پڑھنا (۴) مرد کو بیت اللہ کے قریب ہو کر طواف کرنا بشرطیکہ ہجوم اور کسی کو تکلیف نہ ہو (۵) عورت کو رات میں طواف کرنا (۶) طواف میں شاذ روان (بیت اللہ کا پشتہ) کو شامل کرنا (۷) اگر طواف بیچ میں چھوڑ دیا ہو یا طریق مکروہ پر کیا ہو تو اس کو شروع سے کرنا (۸) مباح گفتگو کا ترک کرنا (۹) جو چیز خشوع میں مخل ہو اسکو نہ کرنا (۱۰) دُعا اور اذکار کو طواف میں آہستہ پڑھنا (۱۱) رکن یمانی (مغربی جنوبی گوشہ کا استلام کرنا (۱۲) جو چیزیں دل کو مشغول کرنیوالی ہوں ان سے نظر بچانا۔

مباحات طواف : طواف میں یہ چیزیں مباح ہیں۔ سلام کرنا۔ چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا، مسائل شرعیہ بتانا اور دریافت کرنا کسی ضرورت سے کلام کرنا، کچھ پینا، دعاؤں کا ترک کرنا، اچھا شعر پڑھنا اور کہنا۔ پاک جوتے وغیرہ پہن کر طواف کرنا۔ کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔ دل دل میں قرآن پڑھنا۔

محرمات طواف : یہ چیزیں طواف کرنے والے کے لئے حرام ہیں، جنابت (ناپاکی) یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا۔ بلا عذر کسی کے اوپر چڑھ کر اور سوار ہو کر طواف کرنا بے وضو طواف کرنا۔ بلا عذر گھٹنوں کے بل یا الٹا ہو کر طواف کرنا۔ طواف کرتے ہوئے حطیم کے بیچ میں کو نکلنا۔ طواف کا کوئی چکر یا اس سے کم چھوڑ دینا۔ حجر اسود کے علاوہ اور کسی جگہ سے طواف

---

[۱] حجر اسود کی داہنی جانب سے مراد اس کی شرقی جانب سے ہے جو بیت اللہ کے دروازہ کی طرف ہے اس کی غربی جانب نہیں ہے۔ واخذ الطواف عن یمین الحجر ای باعتبار الوضع فانہ یلی یمین الباب لا باعتبار مستقبلہ شرح لباب ص۷۹ فاندفع ما اعترض علینا بعض العلماء بان یمین الحجر یلی الرکن الیمانی ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ

شروع کرنا۔ طواف میں بیت اللہ کی طرف منہ کرنا۔ البتہ شروع طواف میں حجر اسود کے استقبال کے وقت جائز ہے طواف میں جو چیزیں واجب ہیں انمیں سے کسی کو ترک کرنا۔

مکروہاتِ طواف: یہ چیزیں طواف میں مکروہ ہیں۔ فضول اور بے فائدہ بات چیت کرنا۔ خرید وفروخت کرنا یا اس کی گفتگو کرنا کوئی ایسا شعر پڑھنا جو حمد وثنا سے خالی ہو۔ اور بعض نے مطلقاً شعر پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔ دُعا یا قرآن بلند آواز سے پڑھنا جس سے طواف کرنے والوں، اور نمازیوں کو تشویش ہو، ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا، رَمل اور اضطباع کو بلا عذر ترک کرنا (یعنی جس طواف میں اضطباع اور رمل مسنون ہو) حجر اسود کا استلام چھوڑنا طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ کرنا۔ دو طواف اس طرح اکٹھے کرنا کہ دوگانہ طواف بیچ میں نہ پڑھے۔ لیکن اگر نماز پڑھنی اسوقت مکروہ ہو تو جائز ہے۔ دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر کے اٹھانا۔ خطبہ اور فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جانے کے وقت طواف کرنا۔ طواف کے درمیان کھانا کھانا۔ بعض نے پینے کو بھی مکروہ کہا ہے۔ پیشاب یا خانہ کے تقاضے کے وقت طواف کرنا۔ اسی طرح بھوک اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔ طواف کرتے ہوئے نماز کی طرح ہاتھ باندھنا یا کوکھے اور گردن پر ہاتھ رکھنا۔

طواف کے اقسام

طواف کی سات قسمیں ہیں

(۱) طوافِ قدوم یعنی آنے کے وقت کا طواف اس کو طواف تحیۃ اور طواف اللقاء اور طواف الورود بھی کہتے ہیں۔ یہ اس آفاقی کے لئے سنّت ہے جو صرف حج یا قران کرے اور تمتع اور عمرہ کرنے والے کے لئے سنّت نہیں گو آفاقی ہو۔ اسی طرح اہل مکہ مکرمہ کے لئے بھی نہیں ہے ہاں اگر کوئی مکی میقات سے باہر جا کر افراد یا قران کا احرام باندھ کر حج کرے تو

اس کے لئے بھی مسنون ہے اور اس کا اوّل وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونیکا وقت ہے۔
(۲) **طوافِ زیارت**: اس کو طوافِ رکن اور طوافِ حج اور طوافِ فرض بھی کہتے ہیں یہ حج کا رکن ہے بلا اس کئے حج پورا نہیں ہوتا اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ایامِ نحر یعنی دسویں سے بارھویں تک کرنا واجب ہے اس میں رمل ہوتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اگر احرام کھول کر پہن لئے تو اضطباع نہیں ہوتا۔ اور اگر احرام کے کپڑے نہیں اتارے تو پھر اضطباع کرنا چاہیئے اس کے بعد سعی بھی ہوتی ہے لیکن اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے تو پھر رمل اور سعی نہ کرے۔
(۳) **طوافِ صدر**: یعنی بیت اللہ سے واپسی کا طواف اسکو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں۔ یہ آفاقی پر واجب ہے مکی پر یا جو آفاقی مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لئے وطن بنائے اس پر واجب نہیں۔ اس طواف میں رمل و اضطباع نہیں کیا جاتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے یہ تینوں طواف حج کے ساتھ مخصوص ہیں۔
(۴) **طوافِ عمرہ**۔ یہ عمرہ میں رکن اور فرض ہے اس میں اضطباع اور رمل کرے اور بعد میں سعی کرے۔
(۵) **طوافِ نذر**۔ یہ نذر ماننے والے پر واجب ہوتا ہے۔
(۶) **طوافِ تحیۃ**۔ یہ مسجدِ حرام میں داخل ہونیوالے کیلئے مستحب ہے لیکن اگر کوئی دوسرا طواف کر لیا تو وہ اس کے قائم مقام ہو جائے گا۔
(۷) **طوافِ نفل**: یہ جس وقت جی چاہے کیا جا سکتا ہے۔

مسائلِ طواف (مسائلِ استلام)

مسئلہ: استلام[۱] ہجوم کیوجہ سے اگر نہ ہو سکتا ہو تو طواف شروع کر دے اور اشارہ استلام کا کر لے یعنی ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے۔

[۱] حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا۔

مسئلہ: حجر اسود کو ہاتھ لگانا اور چومنا اس وقت مسنون ہے جب کسی کو تکلیف نہ ہو کسی مسلمان کو سنت کیوجہ سے تکلیف دینا حرام ہے اس لئے دھکے دیکر استلام نہ کرے۔ بلکہ ایسے وقت صرف دونوں ہاتھ حجر اسود کو لگائے اور ہاتھوں کو چوم لے اور اگر ایک ہاتھ لگائے تو داہنا ہاتھ لگائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی لکڑی وغیرہ سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ پشت ہتھیلیوں کی اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ: حجر اسود پر اگر خوشبو[1] لگی ہو اور طواف کرنے والا محرم ہو تو اس کا استلام جائز نہیں بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ: حجر اسود پر چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے استلام کے وقت اس کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ بہت سے ناواقف استلام کے وقت اس کو ہاتھ لگاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ حجر اسود اور بیت اللہ کی چوکھٹ یعنی دہلیز کے علاوہ بیت اللہ کے اور کسی گوشہ یا دیوار کو بوسہ دینا منع ہے صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے اور اگر ہاتھ نہ لگا سکے تو اس کی طرف اشارہ نہ کرے۔

مسئلہ: طواف کرتے ہوئے علاوہ استلام کے وقت کے بیت اللہ کی طرف منہ کرنا منع ہے اور استلام کے وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کر کے پھر سیدھا کھڑا ہو کر طواف کرنا چاہیئے۔ عام طور پر لوگ استلام کر کے پیچھے کو ہٹتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو جانا کافی ہے۔

---

[1] حج کے زمانہ میں بعض لوگ اس پر خوشبو لگا دیتے ہیں ۱۲ منہ

مسائل نماز و طواف

مسئلہ: ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور یہ نماز مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب اور افضل ہے۔ اس کے بعد اس کے قریب، اس کے بعد کعبہ کے اندر، اس کے بعد حطیم میں میزاب رحمت (پرنالہ بیت اللہ) کے نیچے اس کے بعد باقی حطیم میں۔ اس کے بعد بیت اللہ کے قریب مقام جبرئیل ملتزم وغیرہ میں۔ اس کے بعد مسجد حرام میں۔ اسکے بعد حرم میں ان مقامات کے علاوہ پڑھنا اور تاخیر کرنا برا اور مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں یہ نماز نہ پڑھی تو اس کو ادا کرنا واجب ہے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔ تمام عمر میں ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: یہ نماز وقت مکروہ میں نہ پڑھے مثلاً اگر عصر کے بعد طواف کیا ہے تو مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھے۔ اگر وقت میں گنجائش ہو تو مغرب کی سنتوں سے طواف کی نماز کو پہلے پڑھے ورنہ پہلے مغرب کی سنتیں پڑھے۔

مسئلہ: دوگانہ طواف مکروہ وقت میں پڑھنا مکروہ ہے اور اعادہ بہتر ہے

مسئلہ: عین طلوع آفتاب یا زوال یا غروب کے وقت اگر طواف کی نماز کسی نے شروع کی تو اس کا اعتبار نہیں پھر پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی دوگانہ طواف پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کر دے تو اگر ایک چکر پورا کرنے سے پہلے یاد آجائے تو طواف کو چھوڑ کر نماز پڑھے اور اگر ایک چکر پورا کرنے کے بعد یاد آیا ہو تو طواف کو نہ چھوڑے۔ طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: طواف کی نماز کا طواف کے بعد متصل پڑھنا مسنون ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گذرنے کے بعد پڑھے۔

مسائل رمل

مسئلہ: جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے اس میں اوّل کے تین چکروں میں رمل بھی ہوتا ہے اور جس کے بعد سعی نہیں اس میں رمل نہیں ہوتا۔ رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی سے چلے اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک رکھے اور مونڈھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا چلے۔

مسئلہ: اگر زیادہ ہجوم ہے کہ رمل نہیں کر سکے گا تو ہجوم کم ہونے تک طواف کو مؤخر کرے۔ جب ہجوم کم ہو جائے اس کے بعد طواف رمل کے ساتھ کرے۔

مسئلہ اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد آنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل موقوف کر دے اور طواف پورا کرے۔

مسئلہ: اگر رمل کرنا بھول گیا اور ایک چکر کے بعد یاد آیا تو صرف دو میں رمل کرے اور اگر اول کے تینوں چکر کے بعد یاد آئے تو پھر رمل نہ کرے کیونکہ جس طرح اوّل کے تین چکروں میں رمل سنّت ہے اسی طرح اخیر کے چار میں رمل نہ کرنا بھی سنّت ہے۔

مسئلہ: سارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کر سکتا تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: رمل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کے قریب چلنا افضل ہے لیکن اگر قریب ہو کر رمل نہ کر سکتا ہو تو پھر فاصلہ سے رمل کے ساتھ طواف کرنا افضل ہے محض قریب کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو تکلیف دینا گناہ ہے اسی طرح بلا رمل کبھی مرد کو بیت اللہ کے قریب طواف کرنا افضل ہے لیکن اگر قریب ہونے میں دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو تو پھر افضل نہیں۔

طواف کے پھیروں میں کمی زیادتی کے مسائل

مسئلہ: اگر قصداً کسی نے آٹھواں چکر بھی کرلیا تو پھر چھ چکر اور ملاکر پورا طواف کرنا واجب ہے۔ گویا اب دو طواف ہو جائیں گے۔

مسئلہ: ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر کرلیا تب بھی اُس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر آٹھواں چکر کیا اور گمان یہ تھا کہ یہ ساتواں ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آٹھواں ہے تو پھر دوسرا طواف لازم نہیں۔

مسئلہ. اگر طوافِ رکن[1] میں شک ہو جائے تو اس کا اعادہ کرے اور اگر طواف فرض و واجب کے پھیروں کی تعداد میں شبہ ہو جائے تو جس پھیرے[2] میں شک ہوا اسکا اعادہ کرلے۔

مسئلہ: طواف سنت اور نفل میں اگر شک ہو تو غلبہ ظن کا اعتبار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عادل شخص طواف کرنیوالے کے ساتھ ہو اور وہ تعداد پھیروں کی کم بتائے تو اس کے قول پر احتیاطاً عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو عادل شخص بتادیں تو ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

آبِ زمزم پینے کا طریقہ: آبِ زمزم بر نماز طواف کے بعد آئے اور اگر بسہولت

---

[1] یعنی رکن ۱۲ منہ۔

[2] ہذا ماذکرہ فی اللباب وردہ فی الغنیۃ حیث قال ولو شک فی طواف الرکن اعادہ ولو شک فی عدد اشواطہ اعاد الشوط الذی شک فیہ الی ان قال و مافی اللباب لو شک فی اعداد اشواط الرکن اعادہ اھ قال فی التحریر المختار ای اعاد الشوط الذی شک فیہ ولیس المراد ان یعید الطواف کلہ کما یظہر اھ وکذا ما فی البحر و لو شک فی ارکان الحج قال عامۃ المشائخ یؤدی ثانیا اھ ای یؤدی ما شک فیہ طوافا کان او شوطاً منہ فلا یخالف ظاہر الروایۃ ۱۲ اھ واخترنا ما فی اللباب لانہ احوط ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ۔

ممکن ہو تو خود پانی کھینچے اور بسم اللہ پڑھ کر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھ کر پیئے اور خوب ڈٹ کر پیئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

اے اللہ میں آپ سے علم نافع اور رزقِ واسع اور شفاء کامل کا طلبگار ہوں۔

اور تین مرتبہ سانس لے کر پیئے اور پھر خدا کی حمد کرے اور سر اور مُنہ کو بھی پانی ملے اور باقی بدن پر بھی ڈالے اور باقی پانی اگر بچے تو کنوئیں میں ڈال دے یا بدن پر ڈال لے

تنبیہہ: مریض اور بیہوش کے طواف کا حکم بیہوش کے احرام میں گزر چکا ہے وہاں دیکھو!

مسائل متفرقہ

مسئلہ: مریض معذور کو طواف کرانے کے لیے اجرت پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر اٹھانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور معذور بیہوش نہیں تھا اُس نے خود طواف کی نیت کر لی تو طواف ہو گیا اور اگر بے ہوش تھا تو طواف نہیں ہوا۔

مسئلہ: طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہو جائے تو طواف فاسد نہیں ہوتا نہ مرد کا نہ عورت کا۔

مسئلہ: معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا یا کوئی زخم جاری ہے اُس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک رہتا ہے نماز کا وقت نکلنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے اس لیے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کر لے اور اگر چار چکروں سے کم کیے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کر سکتا ہے لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: طواف کی جگہ بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد کے اندر اندر ہے چاہے بیت اللہ سے قریب ہو یا بعید اور چاہے ستون اور زمزم وغیرہ کو درمیان میں لے کر طواف

کرے طواف ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی مسجد کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے، اگرچہ بیت اللہ سے اونچا ہو جائے تب بھی طواف ہو جائے گا۔

مسئلہ مسجد حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کریگا تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی طواف میں حطیم کی دیوار پر چڑھ کر طواف کرے تو طواف ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ: طواف میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: طواف میں دعا[1] پڑھنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ: طواف میں ناجائز امور سے نہایت اہتمام سے بچنا چاہیئے، لڑکوں اور عورتوں کی طرف نہ دیکھے اور فضول بات بھی نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی کسی مسئلہ سے ناواقف ہو تو اس کو حقیر مت سمجھو اس کو نرمی سے مسئلہ بتادو

مسئلہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرنا اور خوب دھکم دھکا کرنا جیسا کہ اکثر عورتیں آجکل کرتی ہیں حرام ہے۔ عورتوں کو رات یا دن کو ایسے وقت طواف کرنا چاہیئے کہ مردوں[2] کا ہجوم نہ ہو اور طواف میں مردوں سے جہاں تک ہو سکے علیحدہ رہنا چاہیئے۔

مسئلہ: بادشاہ، امراء اور بڑے لوگ جب طواف کے لئے آتے ہیں تو اُن کے خدام اور ملازمین عام مسلمانوں کو روکتے ہیں اور مطاف سے باہر نکال دیتے ہیں یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

---

[1] لیکن دعا میں ہاتھ نہ اٹھاوے۔ ۱۲ شیر محمد

[2] اگر کسی ضرورت کیوجہ سے ہجوم میں طواف کرنیکی ضرورت پیش آجائے مثلاً اگر طواف زیارت یا اور کسی طواف میں عورت تاخیر کرتی ہے تو حیض آنیکا اندیشہ ہے یا کہیں ضروری جانا ہے تو ایسے وقت میں مستحب پر عمل کرنا واجب ہو جائیگا یعنی مطاف کے کنارے پر سے طواف کرے۔ ۱۲ شیر محمد

طواف کی دُعائیں: طواف کی نیت دل میں کرے اور زبان سے یہ پڑھے:-
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ
اے اللہ میں آپ کے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں اس کو سہل فرما اور قبول فرما۔
جس وقت ملتزم کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:-
اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اے اللہ میں آپ کے حکم کی تعمیل آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے عہد کا ایفا اور آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لیے اس پتھر کو چھوتا اور چومتا ہوں۔
اور جب[1] مقام ابراہیم کے برابر آئے تو یہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ[2] مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اور جب رکن شامی (شمال مشرقی گوشہ) کے برابر آئے تو یہ پڑھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ۔
اے اللہ میں آپ کی ذات کی پناہ لیتا ہوں دین میں شرک اور شک کرنے اور نفاق سے اور مخالفت دین اور بُرے اخلاق سے اور مال اور اہل و عیال کے برباد ہونے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔
اور جب میزاب رحمت (یعنی بیت اللہ کے پرنالے) کی برابر آئے تو یہ پڑھیے۔
اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً لَا اَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا اور جب رکن یمانی سے نکل جائے تو یہ

---

[1] یعنی حجر اسود سے آگے بڑھے اور دروازے کے سامنے آئے۔ ۱۲ سعید احمد

[2] اراد بالمقام ہذا المکان ولم یقصد بہ مقام ابراہیم علیہ السلام کذا فی شرح اللباب ۱۲ سعید احمد

پڑھے: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور طواف میں یہ دعا بھی آئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

یہ سب دعائیں سلف سے مروی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص دعا ثابت نہیں ہے۔ طواف کرتے ہوئے تلبیہ نہ کہے۔ اگر کوئی دعا یاد ہو تو وہ پڑھے اور جو ذکر چاہے کرتا رہے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا الآیۃ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی طواف میں پڑھنا ثابت ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ اور رکن یمانی پر یہ تکبیر پڑھنا بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَاقَةِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اور ملتزم پر کھڑا ہو کر جو دعا چاہے مانگے اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَبَارِكْ لَنَا فِیْمَآ اَعْطَیْتَنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَكْرَمِ وَفْدِكَ عَلَیْكَ اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَائِكَ وَاَفْضَلُ صَلَاتِكَ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَائِكَ وَجَمِیْعِ رُسُلِكَ وَاَصْفِیَائِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَائِكَ

طوافِ قدوم کے احکام

مسئلہ: طواف قدوم آفاقی کے لئے جو مفرد یا قارن ہو سنت ہے اور تمتع کرنے والے آفاقی کے لئے سنت نہیں ہے۔ مکی میقاتی اور حلی کے لئے بھی مسنون نہیں ہے البتہ کی

وغیرہ اگر میقات سے باہر جاکر مکہ مکرمہ آئے تو اس کے لئے بھی مسنون ہے[۱]

مسئلہ: طوافِ قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوف عرفہ تک ہے اگر وقوفِ عرفہ کر لیا اور طواف نہیں کیا تو اس کا وقت ختم ہوگیا اور اس کے بعد طوافِ قدوم ساقط ہوگیا۔

مسئلہ: آفاقی شخص اگر سیدھا عرفات چلا جائے اور مکہ مکرمہ میں دسویں تاریخ کو یا نویں کو وقوف عرفہ کے بعد آئے تو اس سے طوافِ قدوم ساقط ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس کا وقت وقوف سے پہلے پہلے ہے۔

مسئلہ: کوئی شخص باوجود قدرت اور وقت کے طوافِ قدوم کو چھوڑ کر عرفات چلا گیا اس کے بعد خیال آیا کہ طوافِ قدوم مکہ مکرمہ واپس آکر کرے تو اگر وقوفِ عرفہ کے وقت یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے پہلے واپس آکر طواف کر لیا تو سنت ادا ہوگئی ورنہ نہیں۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کے بعد اگر صفا مروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو تو اس طواف میں اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرے ورنہ اضطباع اور رمل نہ کرے

مسئلہ: مفرد کے لئے سعی طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے اور قارن کے لئے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے اور جو شخص طوافِ زیارت سے پہلے حج کی سعی کرلے وہ طوافِ زیارت کے بعد سعی نہ کرے۔

مسئلہ:

وقوف سے پہلے اگر کسی نے نفل طواف کر لیا اور طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی تو بھی طوافِ قدوم ہوگیا۔ طوافِ قدوم کی خاص طور سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

---

[۱] جب کہ صرف حج کا احرام ہو عمرہ کرنے والے پر طوافِ قدوم نہیں ہے ۱۲ سعید احمد

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

صفا مروہ، یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔ پہلے یہاں سے بیت اللہ نظر نہیں آتا تھا اب سعودی حکومت نے ایسے طرز پر بنا دیا ہے کہ سعی کرتے وقت بیت اللہ نظر آتا رہا ہے۔ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں جو مسجد حرام سے متصل ہیں۔

سعی کے معنی دوڑنا۔ احکام حج میں صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانے کا نام سعی ہے۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کا فاصلہ بعض علماء نے سات سو پچاس اور بعض نے سات سو چھیاسٹھ ذراع لکھا ہے۔

سعی کرنے کا طریقہ: جب طواف کے بعد سعی ہو تو چاہیئے کہ طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام کرے جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے اور یہ نواں استلام سعی کرنیوالے کے لئے مستحب ہے۔ استلام کرکے باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر جائے اور صفا کے قریب پڑھے:

اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ جس سے اللہ نے ابتداء کی میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں۔

اور صفا کی سیڑھیوں پر چڑھے پھر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو، اور بیت اللہ پر نظر رہے، اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف مونڈھوں تک اٹھائے جیسے دعا میں اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد تین مرتبہ خدا کی حمد و ثنا کرے اور تکبیر و تہلیل بھی بلند آواز سے تین مرتبہ کہے اور آہستہ سے درود شریف پڑھے پھر خوب خشوع سے اپنے لئے اور دوسروں کیلئے دعا مانگے۔ یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے اس طرح تکبیر و تہلیل کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا لِهٰذَا

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَأَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّآ إِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْإِسْلَامِ أَسْئَلُكَ أَنْ لَا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَأَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَشَائِخِيْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ أَجْمَعِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اے اللہ جیسا کہ تو نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے میں مرتے دم تک مسلمان ہی رہوں اور مسلمان ہی مروں۔ اے اللہ مجھ کو اور میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے (اور مؤلف و ناشر کو بھی اپنی رحمت کے صدقہ سے بخش دیجیے)۔ آمین بحرمۃ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے دعا مانگے اور تلبیہ بھی کہتا رہے اور دیر تک ٹھہرا رہے تقریباً پچیس آیت کی مقدار ٹھہرے اور پھر اپنی رفتار سے ذکر کرتا ہوا دعا مانگتا ہوا مروہ کی طرف چلے اور درمیان صفا و مروہ کے یہ دعا ماثورہ پڑھے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ اے اللہ بخش دے آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے پڑھے یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے اور جب سبز میل (جو کہ مسجد کے کونے پر لگا ہے) چھ ہاتھ کے فاصلے پر رہ جائے تو ذکر چلے مگر

متوسط طریق سے دوڑے جب دونوں میلوں سے نکل جائے تو پھر اپنی چال سے چلنے لگے۔ یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے۔ اور کشادہ جگہ پر رُک جائے۔ ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر خوب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور پھر جس طرح صفا پر ذکر اور دُعا کی تھی یہاں بھی کرے۔ یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ یہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہو گیا اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑ کر چلے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کرے جیسے شروع میں کیا تھا۔ یہ مروہ سے صفا تک دو پھیرے ہو گئے۔ اسی طرح سات پھیرے کرے۔ پھر سعی کے سات پھیرے پورے کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد حرام میں پڑھے اور مطاف (یعنی جس جگہ طواف کرتے ہیں) کے کنارے پر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: سعی ہمارے نزدیک واجب ہے طواف کے بعد متصل کرنا سنت ہے فوراً کرنا واجب نہیں۔ اگر کسی عذر یا تکان کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں۔ بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر طواف اور سعی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہو جائے تب بھی کوئی جزا واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کے بعد کسی نے سعی نہیں کی اور وقوفِ عرفہ کر لیا تو اب طوافِ زیارت سے پہلے وقوف کے بعد سعی کرنا جائز نہیں بلکہ طوافِ زیارت کر کے سعی کرے۔

مسئلہ: سعی کے لئے باب الصفا سے نکلنا مستحب ہے اگر کسی دوسرے دروازے سے نکلے تو بھی جائز ہے

مسئلہ: سعی کے شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا استلام مسنون ہے۔

لہ یہ سبز میل حضرت عباس کے گھر کے مقابل ہے پہلے یہاں آپ کا مکان تھا۔

مسئلہ : جس وقت سعی کے لئے مسجد سے نکلے تو یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ۔ اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ اے میرے رب میرے گناہ بخشدیجئے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دیجئے۔

اور پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اور جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ پڑھنا مستحب ہے اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۔

مسئلہ : صفا پر اتنا چڑھے کہ دروازۂ مسجد یعنی باب الصفاء میں سے بیت اللہ نظر آنے لگے۔ اس سے زیادہ اوپر چڑھنا جیسا کہ جاہل لوگ بالکل دیوار تک چڑھ جاتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے طریقہ کے خلاف ہے۔ صفا کی بہت سی سیڑھیاں نیچے دب گئی ہیں۔ پہلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر بھی بیت اللہ دروازے میں سے نظر آنے لگتا ہے۔

مسئلہ صفا اور مروہ پر چڑھنا مسنون ہے اگرچہ بلا چڑھے بیت اللہ نظر آئے

مسئلہ : صفا پر چڑھ کر قبلہ رو ہو کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے جس طرح دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اکثر ناواقف حجاج سے جاہل معلّم کانوں تک تین مرتبہ مثلِ تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھواتے ہیں یہ خلافِ سنّت ہے۔

مسئلہ : میلین اخضرین کے درمیان زیادہ تیز دوڑنا مسنون نہیں بلکہ متوسط طریق سے اتنا تیز چلنا چاہیئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔

مسئلہ : مروہ پر بھی زیادہ اوپر چڑھنا منع ہے۔

مسئلہ : سعی کے سات چکر ہیں اور صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دوسرا۔ اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔

مسئلہ : سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: میلین کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔

مسئلہ: میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا یا تمام سعی میں جھپٹ کر چلنا برا ہے لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: حج کی سعی اگر طوافِ قدوم کے بعد طواف زیارت سے پہلے کرے تو سعی میں تلبیہ پڑھے اور عمرہ کی سعی میں تلبیہ نہ پڑھے۔ تمتع کرنے والا بھی تلبیہ نہ پڑھے کیونکہ عمرہ کرنیوالے اور تمتع کرنیوالے کا تلبیہ طواف شروع کرنیکے وقت ختم ہوجاتا ہے اور حج کرنیوالے کا رمی شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: اگر ہجوم کیوجہ سے ملین کے درمیان تیزی سے نہ چل سکتا ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار[1] کرے ورنہ مثل تیز چلنے والوں کے حرکت کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی جانور پر سوار ہو کر سعی کرے تو میلین کے درمیان اس کو بھی تیز چلائے بشرطیکہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ: اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں کچھ شک ہو تو کم کا اعتبار کر کے پورا کرے۔ اور اگر کوئی ثقہ اور عادل شخص تعداد کم بتاتا ہے اور اس کے سچا ہونے میں شک ہے تو اس کے قول پر عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو ثقہ عادل شخص کم بتاتے ہیں اور ان کے سچا ہونے میں شک ہے تو ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

رکن سعی: سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان ہونا رکن ہے اگر ان دونوں کے درمیان میں سعی نہیں کی بلکہ ادھر ادھر کی تو سعی نہ ہوگی۔

شرائط سعی: سعی کی ۶ شرطیں ہیں۔ **اوّل**: خود سعی کرنا اگرچہ کسی کے اوپر چڑھ کے یا کسی جانور کے اوپر یا کسی سواری پر سوار ہو کر کرے۔ سعی میں نیابت جائز نہیں

---

[1] اگر سعی شروع نہ کی ہو شروع کرنیکے بعد اگر اژدہام کیوجہ سے دوڑنے میں دوسروں کو یا اپنے نفس کو تکلیف ہو تو دوڑنا سنت نہیں ہے جہاں موقع پائے دوڑے بیچ میں توقف نہ کرے ۱۲ شیر محمد

مگر یہ کہ احرام سے پہلے کوئی شخص بیہوش ہوگیا تو اس کی طرف سے دوسرا شخص سعی کرسکتا ہے بشرطیکہ سعی کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ سعی پورا طواف یا اکثر طواف کرنے کے بعد ہو خواہ طواف نفل ہی ہو اور خواہ طواف[۱] بحالت پاکی کیا ہو یا ناپاکی اگر کوئی شخص طواف سے پہلے یا چار پھیرے کرنے سے قبل سعی کرے گا تو سعی نہ ہوگی۔ اور اگر طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد کریگا تو صحیح ہو جائے گی۔

تیسری شرط: احرام حج یا عمرہ کا سعی پر مقدم ہونا۔ اگر کوئی شخص احرام سے پہلے سعی کرے گا تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ طواف کے بعد ہو اور احرام کا باقی رہنا سعی تک ضروری نہیں بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حج کی سعی کرتا ہے (خواہ قارن ہو یا متمتع یا مفرد) اور وقوفِ عرفہ سے پہلے کرتا ہے تو احرام کا ہونا سعی کے وقت شرط ہے اور اگر وقوف کے بعد سعی کرتا ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں بلکہ احرام کا نہ ہونا مسنون ہے اور اگر سعی عمرہ کی ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں مگر واجب ہے اگر طواف کے بعد حلق کر کے سعی کرے تو دم واجب ہوگا اور سعی صحیح ہو جائے گی۔

چوتھی شرط: صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا ہے۔ اگر مروہ سے کسی نے ابتدا کی تو یہ پھیرا شمار نہ ہوگا بلکہ صفا سے لوٹ کر آئے گا تو سعی شروع ہوگی اور سات چکر اس پھیرے کے علاوہ کرنے ہوں گے جو مروہ سے شروع کیا تھا۔

پانچویں شرط: اکثر حصہ[۲] سعی کا کرنا (یعنی سات پھیروں میں سے اکثر پھیرے کرنا) اگر اکثر

---

[۱] صاحب اللباب عد من الشرائط کون السعی بعد طواف علی طہارۃ عن الجنابۃ والحیض وکذا صاحب البدائع واشکل فیہ علی القاری وصاحب الغنیۃ والعلامۃ ابن عابدین ایضا لم یشترط الصحۃ السعی کون الطواف علی طہارۃ فلہذا ترکنا ما فی اللباب ۱۲ سعید احمد عفی عنہ۔

[۲] عدہ صاحب اللباب صاحب الغنیۃ من الشرائط وقال القاری الظاہر ان الاکثر ہو رکنہ لا شرطہ ۱۲ سعید احمد غفرلہ

حصّہ نہیں کیا تو سعی نہ ہوگی۔

چھٹی شرط: سعی کے وقت میں سعی کرنا۔ یہ حج کی سعی کی شرط ہے۔ عمرہ کی سعی کی شرط نہیں البتہ قارن یا متمتع عمرہ کرے تو اس کے عمرہ کی سعی کے لئے بھی یہ وقت شرط ہے اور حج کی سعی کا وقت حج کے مہینوں کا شروع ہو جانا ہے۔ حج کے مہینوں کے اندر سعی کرنا شرط نہیں البتہ سعی کو حج کے مہینوں سے مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور حج کے مہینوں سے پہلے سعی کرلی تو سعی صحیح نہ ہوگی کیونکہ ابھی حج کے مہینے شروع نہیں ہوئے اور اگر حج کے مہینوں کے ختم ہونے کے بعد کی مثلاً ایام نحر گذر گئے پر طوافِ زیارت کے بعد سعی کی تو صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ: سعی کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط نہیں اور نہ سعی کے چکروں میں آپس میں اتصال اور پے در پے ہونا شرط ہے بلکہ سنت ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے متفرق طور سے سعی کی مثلاً ایک چکر روز کرلیا اور سات روز میں سعی پوری کرلی تو سعی ہو جائے گی لیکن اگر بلا عذر ایسا کیا تو از سرِ نو کرنا مستحب ہے۔

واجباتِ سعی (۱) سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو جنابت اور حیض سے پاک ہونے کی حالت میں کیا ہو۔

(۲) سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

(۳) پیدل سعی کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔ اگر بلا عذر کے کوئی شخص سوار ہو کر سعی کرلیگا تو دم واجب ہوگا۔

(۴) سات پھیرے پورے کرنا یعنی چار پھیری تو فرض ہیں اور اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں۔ اگر کسی نے تین پھیرے چھوڑ دیئے تو سعی ہو جائے گی لیکن ہر پھیرے کے بدلہ میں نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت مثل صدقۂ فطر، صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) عمرہ کی سعی میں عمرہ کا احرام اخیر سعی تک باقی رہنا۔

(۹) صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی یعنی صفا سے بالکل ایڑی[لہ] ملا کر یا اس کے اوپر چڑھ کر شروع کرنا اور مروہ پر جا کر پیر کی انگلیوں کو ملا دینا یا اوپر چڑھ جانا۔

مسئلہ: سعی کے لئے جنابت اور حیض سے پاک ہونا شرط اور واجب نہیں ہے خواہ حج کی سعی ہو یا عمرہ کی البتہ مستحب ہے۔

مسئلہ آجکل اکثر امراء اور جنٹلمین لوگ موٹر میں سوار ہو کر بلا عذر سعی کرتے ہیں ان پر دم واجب ہے اور قصداً بلا عذر ایسا کرنا گناہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے سعی کرنیوالوں کو موٹر وغیرہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ علیحدہ ہے۔

سنن سعی: ۱۔ حجر اسود کا استلام کر کے سعی کے لئے مسجد سے نکلنا۔

(۲) طواف کے بعد فوراً سعی کرنا۔

(۳) صفا اور مروہ پر چڑھنا۔

(۴) صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو ہونا۔

(۵) سعی کے پھیروں کو پے در پے کرنا۔

(۶) جنابت اور حیض سے پاک ہونا۔

(۷) سعی کا ایسے معتد بہ طواف کے بعد ہونا کہ جو پاکی کی حالت میں کیا ہو اور کپڑوں اور بدن اور طواف کی جگہ پر بھی کوئی نجاست نہ ہو اور با وضو بھی کیا ہو

(۸) میلین کے درمیان جھپٹ کر چلنا۔

لہ بیان کیا جاتا ہے اب صفا اور مروہ کا کافی حصہ سڑک میں دب گیا ہے مقصد یہ ہے کہ جہاں تک صفا اور مروہ کے اوپر چڑھ کر اسوقت بیت اللہ نظر آسکتا تھا اتنا اس پر چڑھنا چاہئے زیادہ نہیں اگرچہ اس وقت مکانات (حرم شریف کی عمارت) کے حائل ہونے کی وجہ سے نظر نہ آتا ہو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی مسافت بعض علماء نے سات سو پچاس ذراع لکھی ہے اور بعض نے سات سو چھیاسٹھ اور عرض کی مقدار پینتیس ذراع لکھی ہے ۱۲ سعید احمد غفرلہ۔

(۹) ستر عورت کا ہونا گو ہر حال میں ستر ڈھانکنا فرض ہے مگر یہاں اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔

مستحباتِ سعی (۱) نیت کرنا (۲) صفا اور مروہ پر دیر تک ٹھہرنا (۳) خشوع اور خضوع سے ذکر اور دعائیں تین تین مرتبہ پڑھنا (۴) سعی کے پھیروں میں اگر بلا عذر زیادہ فاصلہ ہو جائے یا کسی پھیرے میں کچھ وقفہ ہو جائے تو از سر نو کرنا لیکن سعی کو شروع سے کرنا اس وقت مستحب ہے جبکہ اکثر پھیرے نہ ہوئے ہوں (۵) سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں آکر دو رکعت نفل پڑھنا۔

مسئلہ: مروہ پر ان نفلوں کا پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی کو چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور پھر باقی پھیرے پورے کرلے اسی طرح اگر کوئی اور عذر پیش آجائے تو باقی پھیرے پھر پورے کر سکتا ہے۔

مباحاتِ سعی: جائز کلام کرنا جو مشغول کرنے والا اور خشوع کے منافی نہ ہو اور ایسا کھانا پینا جو سعی کے چکروں میں موجبِ فصل نہ ہو مباح ہے۔

مکروہاتِ سعی خرید و فروخت اور بات چیت ایسے طور سے کرنا کہ حضور قلب نہ رہے۔ اور دعا وغیرہ نہ پڑھ سکے یا سعی کے پھیرے پے در پے نہ کر سکے مکروہ ہے اور صفا اور مروہ پر نہ چڑھنا اور سعی کو بلا عذر طواف سے موخر کرنا یا ایام نحر سے موخر کرنا اور ستر کھولنا بھی مکروہ ہے میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا یا پھیروں میں بہت فاصلہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

سعی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کے قیام میں کیا کرنا چاہیئے

مفرد اور قارن جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو جائے تو اس کو احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں رہنا چاہیئے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے

اور متمتع جس[1] وقت عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے تو حلق (بال منڈانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کرائے بس اس کے بعد وہ حلال ہوگیا۔ جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس کے لئے منع ہوگئی تھیں اب وہ حلال ہوگئیں اور جب تک دوبارہ احرام نہ باندھیگا حلال رہیگی۔ اور حج کے لئے آٹھویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہوگا جس کا بیان آگے آتا ہے۔ مفرد اور قارن اور متمتع کو مکہ مکرمہ کے قیام کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اس میں جس قدر ہو سکے نفل طواف کرتا رہے۔

مسئلہ: مفرد اور قارن طوافِ قدوم اور عمرہ سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس وقت چاہے نفل طواف کرے لیکن نفل طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہوتا اور اس کے بعد نفل سعی بھی نہیں لیکن نفلی طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: مفرد اور قارن طوافِ قدوم اور عمرہ کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے البتہ طواف کرتے ہوئے نہ پڑھے۔ مفرد اور قارن کا تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت ختم ہوتا ہے۔

مسئلہ: سعی نفلی نہیں ہوتی۔

مسئلہ: باہر کے رہنے والوں کے لئے نفلی طواف نفل نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔

بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا

مسئلہ: بیت اللہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ سہولت سے داخل ہونیکا موقع میسر ہو۔ خود تکلیف اٹھا کر یا دوسرے کو تکلیف دے کر داخل ہونے سے بچنا

---

[1] متمتع کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو اپنے ساتھ ہدی لیجائے اسکو عمرہ کے بعد احرام کھولنا جائز نہیں بلکہ مثل مفرد اور قارن کے محرم رہتا ہے اور چونکہ ہندوستانی و پاکستانی لوگ عام طور پر ہدی نہیں لیجاتے اس لئے اس کے احکام بیان کرنیکی ضرورت نہیں جو متمتع ہدی ساتھ نہ لیجائے اس کو عمرہ کے بعد حلال ہونا جائز ہے ۱۲ سعید احمد غفرلہ

چاہیئے دوسرے کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اکثر لوگ شوق میں آکر ایسے بیہوش ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کی تکلیف کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا شوق کہ جس سے حرام کا ارتکاب ہو موجب ناراضگی باری تعالیٰ ہے نہ کہ موجب ثواب۔

مسئلہ: بیت اللہ میں کنجی بردار کو کچھ دیکر داخل ہونا حرام ہے آجکل عام طور سے دربان بیت اللہ بلا کچھ لئے داخل نہیں ہونے دیتا۔ یہ دینا اور لینا حرام ہے کیونکہ رشوت[۱] ہے۔

مسئلہ: بیت اللہ میں اگر داخل ہونے کا موقع مل جائے تو مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور دعا مانگے اور ننگے پیر داخل ہو۔ پہلے سیدھا پیر رکھے اور نہایت خشوع وخضوع سے داخل ہو۔ چھت کی طرف کو نظر نہ اٹھائے اور اِدھر اُدھر بھی نہ دیکھے یہ بے ادبی ہے اور جس جگہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی ہو سکے تو اس جگہ نفل پڑھے۔ یعنی دروازے سے داخل ہو کر سیدھا چلا جائے جب مغربی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو اسی جگہ دو یا چار نفل پڑھ کر اپنے رخسار کو دیوار پر رکھے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور تہلیل و تکبیر اور درود کے بعد[۲] دعا مانگے۔

مسئلہ حطیم بھی بیت اللہ کا حصہ ہے اگر کسی شخص کو بیت اللہ میں داخل ہونیکا موقع نہ ملے

---

[۱] دربان داخلے کے وقت رشوت کا نام نہیں لیتے بلکہ بخشش کہتے ہیں یہ بھی رشوت ہے یوں سمجھیے شراب کہنہ در جام نو۔

[۲] مسلہ کعبہ میں دو ستونوں کے درمیان سبز بلاط (سبز پتھر کا فرش) ہے عوام اسکو مصلی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے ۱۲۔ مسلہ کعبہ کے ہر ستون کے نزدیک بھی دعا مانگے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے کما رواہ الامام احمد فی مسندہ۔ البتہ ستون سے معانقہ کرنا ثابت نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ کعبہ کے ستونوں کا معانقہ نہ کیا جائے چونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ میں داخل ہوئے تو میں نے نہیں سنا کہ آپ نے ستونوں کا معانقہ کیا ہو۔ کذا ذکر العز بن جماعۃ ۱۲ شیر محمد۔

تو حطیم میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ: وسطِ کعبہ میں ایک میخ ہے اس کو عوام سرۃ الدنیا (دنیا کی ناف) کہتے ہیں اور اس پر اپنی ناف رکھتے ہیں یا سامنے کی دیوار میں ایک کڑہ ہے اس کو عروۃ الوثقیٰ کہتے ہیں یہ سب عوام کی خود ساختہ باتیں ہیں ایسا ہرگز نہ کرے۔

خطباتِ حج

حج میں تین خطبے مسنون ہیں ایک سات ذی الحجہ کو ظہر کے بعد۔ دوسرا نویں ذی الحجہ کو مسجد نمرہ میں عرفات میں زوال کے بعد ظہر اور عصر کی نماز اکٹھا پڑھنے سے پہلے۔ تیسرا منیٰ میں گیارہویں ذی الحجہ کو مسجد خیف میں ظہر کے بعد۔ اگر امام یہ خطبے پڑھے تو اُن کو سُننا چاہیئے۔ عرفات کے خطبہ کے درمیان مثل جمعہ کے امام بیٹھتا ہے اور باقی دو میں نہیں بیٹھتا۔ اِن خطبوں میں احکام حج بیان کئے جاتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے منیٰ جانا

آٹھویں ذی الحجہ کو متمتع اور اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام باندھنا چاہیئے۔ اِس سے پہلے بھی باندھنا جائز ہے۔ جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو غسل وغیرہ کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر احرام کی نیت کرے۔ احرام باندھنے کا طریقہ احرام کے بیان میں مفصل مذکور ہو چکا ہے وہاں دیکھیں۔

مسئلہ: متمتع اور مکی کو حج کا احرام آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام میں باندھنا مستحب ہے، اور دوسری جگہ بھی حدودِ حرم کے اندر باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ: قارن کو جدید احرام کی ضرورت نہیں اس کا پہلا احرام باقی ہے۔

مسئلہ: آٹھویں کو احرام باندھنے والا اگر حج کی سعی طوافِ زیارت سے پہلے کرنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ ایک نفل طواف اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے اور اس کے بعد سعی کرے یہ حج کی سعی ہو جائے گی اور پھر دسویں تاریخ کو سعی نہ ہو گی مگر افضل یہ ہے کہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کرے۔

مسئلہ : آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کو چلے اور رات کو منیٰ میں قیام کرے۔ اگر آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ سے زوال کے بعد چلا اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھ لی تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ : منیٰ میں آٹھویں تاریخ کو جاکر ظہر، عصر، مغرب، عشا، فجر پانچ نمازیں پڑھنی مستحب ہیں اور رات کو منیٰ ہی میں ٹھہرنا چاہیئے مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ ٹھہرنا خلاف سنّت ہے۔

مسئلہ : اگر آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ کو جانا جائز ہے اور اگر زوال تک نہ گیا تو زوال کے بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے پھر نماز جمعہ سے قبل جانا منع ہے۔ مسئلہ منیٰ میں بھی جمعہ کے ایام میں جائز ہے۔ مسئلہ منیٰ کو جاتے ہوئے اور وہاں کے قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے۔

مسئلہ : منیٰ میں مسجد خیف کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے۔ یہ بہت بڑی مسجد ہے۔ منیٰ کے جنوبی جانب میں پہاڑ کے متصل واقع ہے۔

تنبیہ : آٹھویں تاریخ کے قیام میں منیٰ میں کوئی خاص حکم نہیں ہے۔ صرف قیام اور پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں۔

فائدہ : منیٰ مکہ مکرمہ سے تین میل مشرق کی جانب ہے۔ اگر کوئی دقت نہ ہو تو پیدل جانے میں سہولت رہتی ہے۔ یہاں پر مکانات پختہ بنے ہوئے ہیں لیکن صرف حج ہی کے زمانہ میں کارآمد ہوتے ہیں ہمیشہ آباد نہیں رہتے۔ آجکل ٹھہرنے کا انتظام معلم ہی کے ذریعہ ہوتا ہے اگر معلم سے کہہ کر ایک خیمہ کا انتظام کرلیا جائے تو آسانی رہتی ہے۔

منیٰ سے عرفات کو جانا

مسئلہ : نویں ذی الحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اسفار یعنی خوب اجالے میں پڑھے اور جب سورج نکل آئے اور دھوپ جبل ثبیر پر پھیل جائے تو عرفات کو چلے۔

تنبیہ: بہت سے معلم حاجیوں کو صبح صادق سے قبل عرفات بھیجنا شروع کر دیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ: ضب کے راستہ سے جانا مستحب ہے۔ ضب ایک پہاڑی ہے جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے تلبیہ پڑھتا ہوا اور دعا درود ذکر کرتا ہوا نہایت وقار اور خشوع سے عرفات کو جائے اور جبلِ رحمت (میدانِ عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو تسبیح وتہلیل وتکبیر کہے اور دعا مانگے اور یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ترجمہ: یا اللہ میں محض آپ کی رضا کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ یا اللہ میری توبہ قبول فرمایئے اور میری مراد پوری فرما دیجئے اور میرے لئے ہر طرف سے خیر مقرر کر دیجئے۔ یا اللہ آپ ہر برائی سے پاک ہیں، تمام تعریفوں کے مستحق ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں یا اللہ آپ ہی سب سے بڑے ہیں۔

اس کے بعد تلبیہ پڑھتا ہوا عرفات میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ سے پیشتر یا سورج نکلنے سے پہلے عرفات کو جانا خلاف سنت ہے۔

عرفات کے احکام

عرفات مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل ایک میدان ہے۔ نویں تاریخ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا گو ایک لحظہ ہی ہو حج کا رکنِ اعظم ہے[1]۔

---

[1] گویا اس میدان میں نویں تاریخ کو جو شخص ایک لحظہ کے لئے پہونچ گیا اس کا حج ہو گیا۔

مسئلہ: عرفات میں جس جگہ چاہے ٹھہرے لیکن راستہ میں نہ ٹھہرے اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ میں ٹھہرنا یا راستہ میں ٹھہرنا مکروہ ہے۔ جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔

مسئلہ: عرفات کا میدان سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے اس میں جس جگہ جی چاہے ٹھہرے لیکن بطن عرنہ میں ٹھہرنا جائز نہیں۔ بطن عرنہ[1] ایک وادی ہے۔ مسجد عرفات سی مغرب کی جانب بالکل متصل ہے کہ اگر مسجد کی غربی دیوار گرے تو اسی میں جا کر پڑے اس میں اختلاف ہے کہ یہ عرفات کا ٹکڑا ہے یا حرم کا۔ یا دونوں سے خارج تینوں قول ہیں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ اول زوال تک مسجد نمرہ کے قریب ٹھہرے اور ظہر و عصر کی نماز پڑھ کر پھر جبل رحمت کے قریب جا کر ٹھہرے۔

مسئلہ: عرفات میں پہنچکر تلبیہ، دعا اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے جب زوال ہو جائے وضو کرے غسل افضل ہے ضروریات کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہو جائے اور بالکل اطمینان و سکونِ قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور زوال ہوتے ہی یا اس سے پہلے مسجد نمرہ میں پہونچ جائے[2]۔

ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھنا۔ عرفات میں نویں تاریخ کو ظہر اور عصر ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور اس کے جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں خواہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہو یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہو۔

مسئلہ: جب امام منبر پر بیٹھ جائے موذن اذان دے اس کے بعد امام مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے جن میں احکام حج بیان کرے خطبے سے فارغ ہو کر جب ممبر سے اتر آئے تو موذن

---

[1] یہ وادی باتفاق ائمہ اربعہ عرفات سے خارج ہے البتہ اوائل مسجد نمرہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک عرفات سے خارج ہے اس میں وقوف احتیاطاً جائز نہیں ۱۲ شیر محمد

[2] اگر مسجد نمرہ نہ پہونچ سکے تو جہاں قیام ہو وہیں ذکر و اذکار استغفار کرتا رہے۔

تکبیر کہے اور ظہر کی نماز پڑھائے۔ اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کے بعد عصر کی نماز پڑھائے دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے زور سے نہ پڑھے۔

مسئلہ: ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہہ لے لیکن ظہر کی سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ: امام اور مقتدی کو دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنت یا نوافل پڑھنا یا اور کوئی کام کرنا کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے البتہ اگر امام عصر کی نماز میں تاخیر کرے تو پھر مقتدیوں کو ظہر کی سنت یا نوافل پڑھنا مکروہ نہیں اگر دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل ہو جائے تو پھر عصر کے لئے بھی اذان دی جائے۔

مسئلہ: اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں خواہ مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہیں وہ پوری پڑھیں۔

مسئلہ: مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام اور اگر مقیم امام[1] ہو اور قصر

---

[1] مسئلہ اگر امام مالکی یا حنبلی وغیرہ ہو اور مقیم ہو اور قصر کرے تو حنفی کو اسکی اقتدا جائز نہیں جیسا کہ آجکل امام مقیم نماز پڑھاتا ہے اور قصر کرتا ہے۔ ایسی صورت میں حنفیوں کو اسکی اقتداء کرنی جائز نہیں بلکہ اپنے اپنے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی چاہیئے جمع نہ کرنی چاہیئے۔ امام مالک وغیرہ کے نزدیک مقیم کو بھی عرفات میں قصر کرنا جائز ہے لیکن حنفی کو اسکی اقتدا کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر تین روز کی مسافت سے سفر کر کے آیا ہو تو اقتدا جائز ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ احناف کے مذہب کی بھی رعایت کرے اور امام کو موٹر میں سوار کر کے تین روز کی مسافت پر بھیجدیا کرے تاکہ بالاتفاق سب کے نزدیک صحیح ہو جائے۔ واطلق الامام فشمل المقیم والمسافر لکن لو کان مقیما کامام مکۃ صلی بہم صلاۃ المقیمین ولا یجوز لہ القصر ولا للحاج الاقتداء بہ قال الامام الحلوانی کان الامام النسفی یقول العجب من اہل الموقف یتابعون امام مکۃ فی القصر فانی یستجاب لہم اویرجی لہم الخیر وصلاتہم غیر جائزۃ قال شمس الائمۃ کنت مع اہل الموقف فاعتزلت وصلیت کل صلوۃ فی وقتہا و

کرے تو اس کی اقتدا نہ مسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو۔ اگر کوئی امام مقیم قصر کریگا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: عرفات میں جمعہ جائز نہیں۔

مسئلہ: جو حاجی مسافر مکہ مکرمہ میں ایسے وقت آئے کہ آٹھویں تاریخ تک پندرہ روز سے کم ہیں اور وہ مکہ مکرمہ میں پندرہ روز یا زیادہ اقامت کی نیت کرے تو اسکی نیتِ اقامت صحیح نہ ہوگی وہ مسافر رہے گا۔ کیونکہ آٹھویں تاریخ کو وہ منیٰ اور نویں کو عرفات ضرور جائے گا اس لئے ایسے شخص کو قصر کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: خطبہ ان نمازوں سے پہلے صرف سنت ہے شرط نہیں ہے اگر امام خطبہ نہ پڑھے یا زوال سے پہلے خطبہ پڑھے تو یہ خلافِ سنت ہے لیکن دونوں نمازوں کو جمع کرنا صحیح ہوگا۔

ظہر و عصر کو جمع کرنیکے شرائط

مسئلہ: ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنے کیلئے چند شرائط ہیں:۔

(۱) عرفات میں یا اس کے قریب ہونا (۲) نویں ذی الحجہ کا ہونا (۳) امام وقت یا اس کے نائب کا ہونا (۴) دونوں نمازوں میں حج کا احرام ہونا (۵) ظہر کا عصر سے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) او صیت بذلک اصحابی وقد سمعنا انہ تیکلف ویخرج مسیرۃ سفر ثم یاتی عرفات فلو کان ہکذا فالقصر جائز والا فیجب الاتمام الاحتیاط ملخصا من التتارخانیۃ عن المحیط (رد المحتار صفحہ ۲۸۲ ج ۲)، وفی شرح اللباب صفحہ ۱۰۱ ولا یجوز للمقیم ای ولو کان اماما ان یقصر الصلوٰۃ ای لاختصاص القصر بالمسافر اجماعا وانما الخلاف فی کون الجمع للنسک او السفر ولا للمسافر ان یقتدی بہ ای بالمقیم ان قصر لعدم صحۃ صلاتہ بالقصر ۱۲ سعید احمد غفرلہ

مقدم ہونا (۶) جماعت[1] کا ہونا۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائیگی تو دونوں نمازوں کو جمع کرنا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہوگا۔

کیفیت وقوفِ عرفہ

جب نماز پڑھ چکے تو مسجد سے نکل کر موقف (ٹھہرنے کی جگہ) پر جائے اور نماز کے بعد تاخیر نہ کرے تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ امام کو سوار ہو کر اور لوگوں کو پیادہ کھڑا ہونا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اوروں کو بھی سوار ہونا اولیٰ ہے۔ جہاں تک ہو سکے جبل رحمت کے قریب امام کے پاس قبلہ رخ ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر کھڑا ہونا افضل ہے جبلِ رحمت کے اوپر نہ چڑھے۔ جبلِ رحمت کے اوپر چڑھنا بدعت ہے۔

مسئلہ: وقوفِ عرفہ کے لئے نیت شرط نہیں۔ اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائیگا۔

مسئلہ: جبل رحمت کے قریب ذرا اونچے پر جس جگہ بڑے بڑے سیاہ پتھر کا فرش ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے۔ اگر سہولت سے ممکن ہو تو یہاں کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے۔ بیٹھ کر لیٹ کر جس طرح ہو سکے سوتے جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد و ثنا۔ درود و دعا اذکار تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خوب الحاح کے ساتھ دعا کریں اپنے لئے اور اپنے عزیز و اقارب مؤلف و ناشر اور انکے جملہ اہل و عیال اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کریں اور قبولیت کی امید قوی رکھیں اور دعا درود۔ تکبیر تہلیل وغیرہ تین تین مرتبہ پڑھیں۔ دعا کے شروع میں تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل تکبیر درود پڑھیں اور ختم پر بھی پڑھیں۔

---

[1] جماعت سے مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک ایک رکعت یا پہلی سے ایک رکعت اور دوسری سے کچھ جزو نماز یا دونوں میں سے کچھ جزو ملے ہاں اگر ایک سے جزو ملے دوسری سے کچھ نہ ملے تو جمع جائز نہیں ۱۲ فیضہ شیر محمد

مسئلہ: نماز کے بعد سے وقوف شروع کر کے غروب تک دعا وغیرہ کرتا رہے اور دعا کے درمیان میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے۔

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ کھڑا ہونے میں ہجوم اور تشویش کی وجہ سے حضورِ قلب اور خشوع نہ ہو اور تنہائی میں خشوع حاصل ہو تو تنہا کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ کھڑا ہونا اور ان میں مخلوط ہونا منع ہے۔

مسئلہ: وقوف کے وقت جس قدر ذکر و دعا ہو سکے اس میں کمی نہ کرو یہ وقت ملنا مشکل ہے اس وقت کے لئے کوئی خاص دعا معین نہیں۔ سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَإِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ فِي الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی ان کا شریک نہیں ان ہی کے لئے سلطنت ان ہی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یا اللہ آپ ہی کے لئے ایسی تعریفیں ہیں جیسی آپ نے اپنی تعریفیں کی ہیں اس سے بہتر جیسی ہم کرتے ہیں۔ اے اللہ آپ ہی کے لئے میری نماز ہے اور آپ ہی کے لئے میرا حج اور میری زندگی اور موت ہے اور آپ ہی کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میرا مال بھی آپ ہی کا ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عذابِ

قبر سے اور دل کے وسوسہ اور کاموں کی پراگندگی سے۔ یا اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں اس خیر کو جو ہوائیں لے آتی ہیں اور پناہ مانگتا ہوں اُس شر سے جو ہوائیں لے آئیں۔ یا اللہ میرے دل میں میرے کانوں میں میری آنکھوں میں نور بھر دے یا اللہ میرا سینہ کھول دیجئے۔ میرا کام آسان کر دیجئے اور پناہ لیتا ہوں میں آپ سے سینہ کے وسوسوں سے اور کام کی پراگندگی سے اور عذابِ قبر سے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رُخ ہو کر سو۱۰۰ مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ پھر سو۱۰۰ مرتبہ پوری سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پھر سو۱۰۰ مرتبہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ پڑھے تو باری تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو کیا جزا ہے میرے اس بندہ کی کہ اس نے میری تسبیح و تہلیل کی اور بڑائی اور عظمت بیان کی۔ اور ثنا کی اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا میں نے اس کو بخشدیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف کی بھی شفاعت کریگا تو قبول کروں گا اور جو دعا چاہے مانگے۔ میدان عرفات میں اس کتاب کے مؤلف ناشر اور ان کی اولاد کیلئے بھی مغفرت کی دُعا فرمادیں۔ **مسئلہ:** اگر ہو سکے تو وقوف کے وقت سایہ میں کھڑا نہ ہو لیکن اگر اندیشہ تکلیف کا ہو تو سایہ میں کھڑا ہو جائے اور غروب آفتاب تک خوب رو رو کر دُعا کرے اور توبہ و استغفار کرے۔

شرائط وقوف: وقوف کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں (۱) اسلام کافر کا وقوف صحیح نہیں ہوگا (۲) حج صحیح کا احرام ہونا اگر عمرہ کا احرام باندھ کر یا حج فاسد کا احرام باندھ کر یا بلا احرام کے وقوف کریگا تو صحیح نہ ہوگا (۳) مکان یعنی عرفات میں

وقوف کا ہونا۔ اگر عرفات سے باہر وقوف کیا گو قصداً نہ ہو تو وقوف نہ ہوگا (۴) وقوف کا وقت ہونا یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت وقوف کرنا۔

رُکنِ وقوف: وقوف کا عرفہ میں ہونا رکن ہے اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو خواہ کسی طرح سے ہو نیت ہو یا نہ ہو اور عرفات کا علم ہو یا نہ ہو۔ سوتے ہو یا جاگتے ہو۔ بیہوش ہونے کی حالت میں یا افاقہ کی حالت میں ہو راضی سے ہو یا زبردستی سے یا دوڑتا ہوا گذر جائے وقوف کے وقت میں اگر ایک لحظہ کے لئے بھی عرفات میں داخل نہیں ہوا تو وقوف نہیں ہوا۔

مسئلہ: وقوف کے لئے حیض و نفاس جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہوگا۔ لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس آجائیگا تو دم ساقط ہو جائیگا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئیگا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

سننِ وقوف: وقوف میں یہ چیزیں مسنون ہیں۔ وقوف کے لئے غسل کرنا۔ امام کو زوال کے بعد دونوں نمازوں سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنا۔ نماز کے بعد فوراً وقوف کرنا۔ عرفات سے امام کے ساتھ چلنا۔ اگر ازدحام کے خوف سے غروب کے بعد امام سے پہلے چل دیئے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اسی طرح اگر غروب سے پہلے چل دیئے لیکن حدود عرفات سے غروب کے بعد نکلے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مستحباتِ وقوف: یہ چیزیں وقوف میں مستحب ہیں۔ کثرت سے تلبیہ، تکبیر، تہلیل، دعا، استغفار، قرآن، درود پڑھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ[۱] کھڑا ہونا۔ خشوع و خضوع۔ امام کے پیچھے اور قریب کھڑا ہونا قبلہ رخ کھڑا ہونا سوار ہو کر کھڑا ہونا۔ زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا۔ وقوف کی نیت کرنا۔ دعا

---

[۱] یعنی مسجد صخرات میں ۱۲ س عـہ ہجوم۔

کے لیئے ہاتھ اٹھانا۔ تین مرتبہ دُعا پڑھنا۔ حمد و صلوٰۃ سے دُعا شروع کرنا اور ختم کرنا۔ پاک ہونا۔ جو روزہ رکھ سکے اس کو روزہ رکھنا اور جو نہ رکھ سکے اس کو نہ رکھنا اور بعضوں نے روزہ کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے ضعف ہو جائے گا اور اچھی طرح افعال ادا نہ کر سکے گا۔ اس لیئے نہ رکھنا بہتر ہے۔ دھوپ میں کھڑا ہونا مگر یہ کہ عذر ہو جھگڑا نہ کرنا۔ اچھے اعمال کرنا جیسے صدقہ وغیرہ۔

مکروہات وقوف: نماز ظہر و عصر کے جمع کرنے کے بعد وقوف میں تاخیر کرنا۔ راستہ پر ٹھہرنا۔ وقوف کے وقت بلا عذر لیٹنا۔ زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا۔ غفلت کے ساتھ وقوف کرنا۔ غروب کے بعد عرفات سے چلنے میں دیر کرنا۔ آفتاب غروب ہونے سے پہلے چلنا۔ مغرب اور عشاء کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا۔ اس قدر جلدی چلنا کہ جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔ آجکل اکثر لوگ اسی طرح چلتے ہیں جس سے اکثر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور چوٹیں لگتی ہیں یہ حرام ہے۔

وقوفِ عرفہ میں اشتباہ اور غلطی واقع ہونا

مسئلہ: وقوف کے بعد اگر ایک جماعت یا دو عادل شخص گواہی دیں کہ آج آٹھ ذی الحجہ ہے تو نہیں ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی اور دوسرے روز وقوف پھر کرنا ہوگا اور اگر یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے یا گیارہویں ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور حج ہو جائیگا اور اگر آٹھ ذی الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج نویں ہے اور عرفہ کا روز ہے اور اتنا وقت ہے کہ امام اکثر لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کر سکتا ہے تو انکی گواہی قبول کر لی جائے اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو اگلے روز وقوف کریں۔ خلاصہ یہ کہ جس صورت میں انکی گواہی تسلیم کرنے سے اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو تو اُن کی گواہی نہ مانی جائے گی اگرچہ بہت بڑی جماعت گواہی دے اور اگر تھوڑے آدمیوں کا حج

فوت ہوتا ہو تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔

فائدہ: جمعہ کے روز اگر وقوفِ عرفہ (حج) ہو تو اس کی فضیلت اور دن کے وقوف سے ستر درجہ زیادہ ہے۔

عرفات سے مزدلفہ کو واپسی۔ مسئلہ: جب سورج غروب ہو جائے تو نہایت متانت اور وقار سے مازمین کے راستہ (یعنی جو راستہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے) سے مزدلفہ کو واپس آنا مستحب ہے۔ اگر کسی دوسرے راستہ سے آوے تو جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے۔ مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان میں ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل اور عرفات سے بھی تین میل ہے۔

مسئلہ: اگر راستہ فراخ ہو اور ہجوم نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے ورنہ احتیاط سے چلے کسی کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔

مسئلہ: امام سے پہلے عرفات سے نہ چلے لیکن اگر رات ہونے لگے اور امام چلنے میں تاخیر کرے تو امام کے چلنے کا انتظار نہ کرے کہ وہ سنت کے خلاف کرنیوالا ہے مگر کثرت حجاج کیوجہ سے یہ معلوم ہونا ہی مشکل ہے کہ امام چلا یا نہیں اس لئے امام کے انتظار میں نہ رہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام سے پہلے یا غروب سے پہلے ہجوم کی وجہ سے چلدیا لیکن حدِ عرفات سے پہلے نہیں نکلا بلکہ آگے آکر ٹھہر گیا تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: امام کے چلنے کے بعد ہجوم یا اور کسی عذر کی وجہ سے تھوڑی دیر ٹھہرنے کا مضائقہ نہیں البتہ بلا عذر دیر کرنا خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ کے راستہ میں تلبیہ۔ تکبیر۔ دُعا۔ درود کثرت سے پڑھے۔

لہ تاریخ کی تحقیق کے لیے حکومت سعودی عربیہ خود انتظام کرتی ہے وہی حج کے دن کا بھی اعلان کرتی ہے لہٰذا حاجی حضرات اپنی عبادت میں مصروف رہیں۔

مسئلہ: مغرب اور عشاء کی نماز عرفات میں یا راستہ میں نہ پڑھے بلکہ مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت میں دونوں کو پڑھے جیسا کہ آئندہ اس کا بیان آتا ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر جائے۔ پیادہ پا ہو کر مزدلفہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں داخل ہونے کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں جبل قزح کے قریب راستہ کے داہنی جانب یا بائیں جانب ٹھہرے راستہ میں اور لوگوں سے علیحدہ نہ ٹھہرے۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور مزدلفہ میں پہنچکر نمازمیں جلدی کرنا مستحب ہے حتیٰ کہ سواری پر سے اسباب بھی بعد میں اتارے اگر کوئی دقت نہ ہو۔

مسئلہ: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اول مغرب کی نماز پڑھے اسکے بعد عشاء کی عشاء کی نماز کیلئے اذان و تکبیر نہ کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت اور نفل بھی نہ پڑھے بلکہ مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھے۔ اسی طرح اور کوئی کام بھی بلا ضرورت درمیان میں نہ کرے۔ اگر دونوں نمازوں کے بیچ میں زیادہ فاصلہ ہو جائے تو اذان اور تکبیر کہنا چاہیئے۔

مسئلہ: مغرب کی ادا کی نیت کرے قضا کی نیت نہ کرے گو قضا کی نیت سے بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں۔ خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا دونوں کو اکٹھا پڑھے لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی یہ شرطیں ہیں۔

اوّل:۔ حج کا احرام ہونا۔ جو شخص حج کا احرام باندھے ہوئے نہ ہو اس کو جمع کرنا جائز نہیں۔

دوسرے: وقوف عرفہ پہلے کرنا۔ اگر کوئی پہلے مزدلفہ میں ٹھہرے اور مغرب عشار جمع کر لے اور پھر عرفات جائے تو پہلے جمع جائز نہ ہوگی۔

تیسرے: دسویں ذی الحجہ کی رات ہونا۔ دسویں کی صبح تک جمع کر سکتا ہے۔

چوتھے: مزدلفہ میں جمع کرنا۔ مزدلفہ سے پہلے یا نکل کر جمع کرنا جائز نہیں۔

پانچویں: عشار کا وقت ہونا، اگر مزدلفہ میں عشار کے وقت سے پہلے پہنچ جائے تو جب تک عشار کا وقت نہ ہو مغرب نہ پڑھے۔

چھٹے: دونوں نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا۔ اگر پہلے عشار کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی تو عشار کی نماز پھر پڑھے۔

مسئلہ: اگر مغرب یا عشار عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو اس کو مزدلفہ آکر پھر پڑھنا چاہیئے۔ اگر پھر نہ پڑھی اور فجر ہوگئی تو وہی نماز ہو جائے گی قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر راستہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہونچنے تک فجر ہو جائے گی تو راستہ میں مغرب اور عشار پڑھنا جائز ہے لیکن ہر ایک کو اس کے وقت میں پڑھے۔

مسئلہ: اگر عرفات سے واپسی میں راستہ بھول گیا اور مزدلفہ نہیں پہنچا تو نماز کو مؤخر کرے جب صبح صادق قریب ہو اُس وقت پڑھے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے بخلاف ظہر و عصر کے عرفہ میں کہ ان کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لئے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی ہوتی ہے۔

کیفیتِ وقوفِ مزدلفہ

مسئلہ :- مغرب وعشار کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے اور مزدلفہ میں صبح صادق تک ٹھہرنا سنّت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ : اس شب میں جاگنا اور تلاوت ونوافل دُعا وغیرہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ : جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں خلیفہ کے ساتھ نماز پڑھے۔ اگر ممکن ہو ورنہ خود جماعت کرے اور تنہا بھی جائز ہے مگر جماعت افضل ہے اور فجر کی نماز کے بعد خلیفہ کے پاس جبلِ قزح پر آکر اگر ممکن ہو ورنہ اس کے قریب مثلِ عرفہ کے وقوف کرے۔

مسئلہ : صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ : اگر نماز سے پہلے وقوف کرلے اور پھر خوب اُجالا کر کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن اولیٰ نماز کے بعد ہے۔

مسئلہ : اس وقوف میں بھی درود شریف تکبیر تہلیل۔ استغفار، تلبیہ، اذکار خوب پڑھے اور ہاتھ دعا میں دعا کی طرح اٹھائے۔

مسئلہ : مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر وادیٔ محسّر میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ : مزدلفہ کا وقوف صحیح ہونے کے لئے وقوف سے پہلے احرام کا ہونا اور وقوف عرفہ کرنا اور زمانہ اور مکان اور وقت شرط ہے یعنی جو شرائط دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔ وقت یہاں کے وقوف کا صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔ اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے مزدلفہ کا وقوف کرے گا تو وقوف صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ : اس وقت وقوف کرنا واجب ہے گو ذرا سی دیر ہو۔ اگر راستہ چلتے بھی اس وقت میں مزدلفہ میں کو گذر جائیگا تو وقوف ہو جائے گا۔ خواہ سوتے جاگتے بیہوشی

یا کسی حال میں ہو مزدلفہ کا علم ہو یا نہ ہو جیسے وقوفِ عرفہ کا حکم ہے کہ ہر حال میں صحیح ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر مزدلفہ میں اس وقت وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا۔ البتہ اگر عذر کی وجہ سے نہیں ٹھہرا مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا۔ اور اگر مرد ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے گا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا کیونکہ مقدار واجب وقوف ہو گیا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عرفات میں بالکل اخیر وقت یعنی صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ میں نہ آسکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی اور کنکریاں اٹھانا

مسئلہ: جب سورج نکلنے میں دو رکعت کی برابر وقت رہے تو منیٰ کو نہایت سکون اور وقار سے چلے اور راستہ میں تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا چلے۔ جب بطنِ محسّر کے کنارے پر پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور اگر سوار ہو تو سواری کو تیز چلائے۔ جب پانچسو پینتالیس گز کے قریب نکل جائے تو پھر آہستہ آہستہ چلنے لگے وادی محسّر[2]

---

[1] آجکل موٹر والے حاجیوں کو زبردستی صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑھا کر منیٰ لے جاتے ہیں اس وقت ذرا سختی سے کام لیں اور جانے سے انکار کردیں ورنہ دم واجب ہوگا۔

[2] یہ کچھ تھوڑا سا نشیب ہے مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان۔ نہ منیٰ میں داخل ہے اور نہ مزدلفہ میں۔ دونوں کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ ۱۲- سعید احمد غفرلہٗ

کی پیمائش اسی قدر ہے سعودی حکومت نے نشان بھی لگادئے ہیں۔

مسئلہ: مزدلفہ سے ستر کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبیئے کے دانے کی برابر اٹھا نا رمی کرنے کے لئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے مگر جمرہ (جس جگہ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں) کے پاس سے نہ اٹھائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا۔ اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں۔ لہذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے۔ اگر کوئی ان کو اٹھا کر ماریگا تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: مسجد خیف یا اور کسی مسجد سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے مسجد سے کنکریاں لے کر ماریں تو بکراہت تنزیہی رمی جائز ہوگئی۔

مسئلہ: ناپاک جگہ کی کنکریوں سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: سات کنکریاں جمرۃ العقبیٰ پر دسویں تاریخ کو ماری جاتی ہیں اور باقی گیارھویں سے تیرھویں تک روزانہ اکیس کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کو مزدلفہ سے اٹھانا جائز ہے مستحب نہیں۔ اختیار ہے جہاں سے چاہے اٹھالے البتہ جمرات کے پاس سے یا مسجد اور ناپاک جگہ سے نہ اٹھائے۔

مسئلہ اگر بڑے بڑے پتھر مارے یا کنکریاں ماریں تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے اگرچہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں۔

دسویں تاریخ سے تیرھویں تک کے احکام

دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو چلے اور جمرۂ اُخریٰ کی رمی کرے

اس کے بعد قربانی کرے۔ اس کے بعد بال منڈواکر یا بال کترواکر احرام کھول دے۔ اس کے بعد طوافِ زیارت کرے۔ پھر منیٰ میں بارھویں یا تیرھویں تک قیام کرے اور گیارھویں بارھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے اور تیرھویں کو بھی اگر منیٰ میں ٹھہرے تو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے۔

فائدہ: جمار اور جمرات جمرہ کی جمع ہے۔ جمرہ کنکری کو کہتے ہیں چونکہ ان مقامات پر کنکریاں ماری جاتی ہیں اس لئے ان کو جمار یا جمرات کہتے ہیں۔ اصل میں جمرہ ان ستونوں کے نیچے اور ان کے پاس کی وہ جگہ ہے جس پر نشان لگا ہوا ہے یہ ستون جمرہ نہیں ہے، جیساکہ عام لوگ کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے آئے تو شیطان جمرۃ الاُخریٰ کی جگہ نظر آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا۔ وہاں بھی سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر گھس گیا پھر جمرہ اولیٰ کی جگہ نظر آیا پھر اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں گھس گیا حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلتے ہو۔

رمی یعنی کنکریاں مارنا

منیٰ کے بیچ میں راستہ میں تین جگہ ہیں اُن پر پتھر کے تین ستون قدآدم اونچے بنے ہوئے ہیں۔

ان تینوں جگہوں کو جمرات اور جمار کہتے ہیں، اور ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف کا ہے اس کو جمرۃ العقبیٰ اور جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ کہتے ہیں اور تیسرا جو مسجد خیف کے قریب ہے اسکو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ اُخریٰ کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی نہیں ہوتی۔ دسویں کو جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی بدعت ہے۔

مسئلہ رمی کرنا واجب ہے، رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارھویں کی صبح صادق تک ہے اگر صبح صادق ہوگئی اور رمی نہ کی تو دم واجب ہوگا اور دسویں کی صبح صادق سے پہلے رمی جائز نہیں ہے اگر کریگا تو صحیح نہ ہوگی۔ مسنون وقت دسویں تاریخ کی رمی کا سورج نکلنے سے زوال تک ہے۔ زوال سے غروب تک وقت مباح ہے۔ غروب کے بعد مکروہ ہے اور دسویں کو صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ اگر ہجوم کے خوف سے سویرے آکر کرلیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جب منی میں آئے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر سیدھا تیسرے جمرہ پر آئے اور مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں داخل ہوکر سب کاموں سے پہلے رمی کرے اس کے بعد کوئی کام کرے۔

مسئلہ: رمی کے وقت جمرۂ عقبہ کے پاس نشیب میں اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ دائیں جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر اور دعا اس طرح پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا

اس اللہ کا نام لیکر جو سب سے بڑا اور اعلیٰ ہے اسکے نام کی برکت اور حکم کی بجا آوری کے لئے شیطان کے کنکر مارتا ہوں اے اللہ میرا حج اور دوڑ دھوپ قبول فرما اور گناہ معاف کر۔

تکبیر کے بجائے سُبحَانَ اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن بالکل ذکر کو چھوڑنا بُرا ہے۔

مسئلہ کنکری کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر مارنا مستحب ہے اسی کو اصح اور معتاد لکھا ہے اور جس طرح چاہے پکڑ کر کنکری مارے جائز ہے۔

مسئلہ: رمی کا یہ طریقہ صرف مستحب ہے ورنہ جس طرح اور جس طرف سے چاہے رمی کرسکتا ہے۔ جمرۂ عقبہ کی اوپر کی جانب بھی رمی جائز ہے لیکن بلاعذر مکروہ ہے۔

مسئلہ جمرۂ اخریٰ کی رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے بشرطیکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اور دوسرے جمرات کی رمی پیدل کرنا افضل ہے۔

مسئلہ رمی کرنیوالا جمرہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اس سے کم فاصلہ مکروہ ہے زیادہ کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ سیدھے ہاتھ سے رمی کرنا مستحب ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے اور سفیدی بغل کی نظر آنے لگے۔

تلبیہ پڑھنا کب موقوف کرے

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جمرۂ اخریٰ پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ تلبیہ موقوف کردے اور اس کے بعد تلبیہ نہ پڑھے خواہ مفرد ہو یا قارن یا متمتع حج صحیح ہو یا فاسد۔

مسئلہ اگر کسی نے رمی سے پہلے سر منڈایا یا طواف زیارت، رمی اور سر منڈانے اور ذبح سے پہلے کرلیا تو بھی تلبیہ موقوف کردے اور اگر کسی نے زوال تک رمی نہ کی تو جب تک رمی نہ کرے تلبیہ موقوف نہ کرے البتہ اگر رمی نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا تو تلبیہ موقوف کردے۔

مسئلہ: اگر رمی سے پہلے ذبح کیا تو مفرد تلبیہ موقوف نہ کرے اور قارن متمتع

کردے۔

مسئلہ: جمرۂ اُخریٰ کی رمی کے بعد جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے بلکہ اپنے مقام پر آجائے۔

ذبح کے احکام

مسئلہ۔ جمرۂ اُخریٰ کی رمی سے فارغ ہوکر اپنے ٹھکانے پر آئے۔ کسی کام میں راستہ میں مشغول نہ ہو۔ اس کے بعد شکریہ حج کی قربانی کرے اور یہ قربانی مفرد کے لئے مستحب ہے اور قارن و متمتع کے لئے واجب ہے۔ مفرد نے اگر قربانی سے پہلے حجامت بنوالی اور اس کے بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں البتہ رمی ذبح سے پہلے اور ذبح حجامت سے پہلے کرنا مستحب ہے اور قارن و متمتع پر ذبح حجامت سے پہلے واجب ہے۔

مسئلہ جو شخص خود ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اور اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو ذبح کے وقت قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے اور ذبح سے پہلے یا بعد میں یہ دعا پڑھے ذبح کے درمیان نہ پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ھٰذَا النُّسُکَ وَاجْعَلْہُ قُرْبَانًا لِوَجْھِکَ وَعَظِّمْ اَجْرِیْ عَلَیْھَا۔

ترجمہ:۔ مجھے محض آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے خدا کی رضامندی مطلوب ہے، کہ جس کی عنایت سے میں توحید پر قائم ہوں اور مجھے مشرکوں سے بڑی نفرت ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری نماز حج قربانی اپنی زندگی اور موت سب کچھ اس کے حکم کے مطابق اس کی ذات پر قربان کرتا ہوں جو ساری مخلوق کی اکیلا خبرگیری کرتا ہے اور میں ہر وقت ہر طرح اس کا فرمانبردار غلام ہوں۔ اے اللہ قبول فرما میری یہ قربانی اور خالص اپنے لئے کردے

اور بڑا اجر کردے۔

مسئلہ - اس قربانی کے احکام مثل عیدالاضحیٰ کی قربانی کے ہیں جو جانور وہاں جائز ہے یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ گائے، بھینس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں یہاں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ اونٹ اور گائے میں سات آدمیوں سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ جانور اندھا، کانا نہ ہو۔ اگر اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا تہائی سے زیادہ دُم کٹ گئی یا لنگڑا ہے اور صرف تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں زمین پر نہیں ٹیکتا تو ایسے جانور کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ اگر کچھ دانت گر گئے لیکن زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ جس جانور کے پیدائش ہی کے وقت سے کان نہ ہوں اسکی قربانی بھی درست نہیں۔ اگر کان تو ہیں لیکن پیدائشی چھوٹے ہیں، کٹے ہوئے نہیں ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ ٹوٹ گیا اور مغز نکل آیا تو اس کی بھی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر تھوڑا سا ٹوٹا ہے مغز تک نہیں ٹوٹا تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ خصی یعنی بدھیا کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ جو جانور بالکل دُبلا ہو گیا کہ اس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) بالکل نہ رہا ہو اس کی قربانی بھی درست نہیں ہے۔

تنبیہ۔ منیٰ میں چونکہ عید الاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی اس لئے وہاں ہدی اور قربانی کے ذبح کے لئے نماز عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ۔ ذبح سے پہلے جانور کے دونوں ہاتھ اور ایک پیر باندھ دیا جائے اور قبلہ رُخ کر دیا جائے اور چھری خوب تیز کرے لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور خون کے لئے گڑھا کھود دیا جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور داہنے ہاتھ میں چھری لے کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر ذبح کرے اور چھری تیزی سے چلائے۔ ذبح کے بعد پیر ہاتھ کھول دے اور قبول ہونے کی دُعا کرے اور اپنی قربانی سے گوشت کھانا مسنون ہے گو تھوڑا سا ہو۔

مسئلہ۔ جو حاجی مسافر ہو مکہ مکرمہ میں مقیم نہ ہو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں۔ اگر مقیم ہے اور صاحبِ نصاب ہے تو واجب ہے۔

حلق و قصر یعنی بال منڈانا یا کتروانا

مسئلہ ذبح سے فارغ ہونے کے بعد سَر کے بال منڈائے یا کتروائے اور قبلہ رُخ بیٹھ کر اپنی داہنی جانب سے سر منڈانا یا کتروانا شروع کرائے چوتھائی سر کے بال منڈانا یا کتروانا واجب ہے بلا اس کے احرام نہیں کھل سکتا۔ تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا مستحب ہے اور منڈانا کٹانے سے افضل ہے۔ اگر بال کتروائے تو ایک انگل سے کچھ زیادہ کٹائے اس سے کم نہ کٹائے کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔ اگر کم لیگا تو چھوٹے بال نہ کٹیں گے اور زیادہ لینے کی صورت میں چھوٹے بڑے سب کٹ جائیں گے اور سر کے بال منڈانے یا کٹانے کے بعد لبیں اور ناخن وبغل وغیرہ کے بال بھی دُور کر لے[1]۔ اگر سر منڈانے یا کٹانے سے پہلے

---

[1] لیکن باقتداء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناخن ولبیں وبغل کے بال دور نہ کرے۔ (حیات القلوب ولباب بشیر محمد-۱۲-)

لبیں اور ناخن وغیرہ کٹائے گا تو جزا واجب ہو گی۔ اس سے پہلے کٹانا منع ہے۔
مسئلہ۔ عورت کو سر منڈانا حرام ہے۔ صرف چوتھائی سر کے بال بقدر ایک انگل کتروانے کافی ہیں[1]۔ لیکن ایک انگل سے زیادہ لے تاکہ سب بال آجائیں کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔
مسئلہ سنت تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا ہے۔ صرف چوتھائی سر کے بالوں پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے۔
مسئلہ حجامت کے وقت اور بعد میں تکبیر کہے اور یہ دُعا پڑھے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃً وَّامْحُ بِھَا عَنِّیْ سَیِّئَۃً وَّارْفَعْ لِیْ بِھَا دَرَجَۃً۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ۔ اٰمین۔
تعریف۔ ہے خاص اس خدا کی جس نے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت کی اور ہم پر انعام فرمایا۔ اے میرے اللہ یہ میری پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے پس قبول فرما لیجئے اور مغفرت کر دیجئے میرے گناہوں کی۔ اے میرے اللہ لکھ دیجئے عوض میں ہر بال کے نیکی اور مٹا دیجئے عوض میں ہر بال کے گناہ اور بلند فرما دیجئے مرتبہ اے میرے اللہ میری اور سر منڈوانے والوں کی اور بال کتروانے والوں کی مغفرت فرما دیجئے۔ آپ بڑے وسیع مغفرت کرنیوالے ہیں۔
اور حجامت کے بالوں اور ناخن کو دفن کرنا مستحب ہے۔ پھینکنے کا بھی مضائقہ نہیں لیکن غسل خانہ پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے اور حجامت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا ط
خدا ہی کی تعریف ہے جس نے ہم سے حج پورا کرا دیا اے اللہ ایمان اور یقین زیادہ فرما

[1] لیکن عورت کو بھی سنت ہے کہ سارے سر کے بالوں سے بقدر ایک انگل یعنی انملہ کے کتروائے ۱۲ اشیر محمد

اپنے لئے اور اپنے والدین اور سب مسلمانوں اور مؤلف وناشر اور اُن کے اہل وعیال کے لئے بھی للّٰہ دعا فرما دیجیے۔

مسئلہ۔ اگر سر منڈانے سے کوئی عذر ہے مثلاً استرہ نہیں یا کوئی مونڈنے والا نہیں یا سر میں زخم وغیرہ ہو تو بال کتروانا ہی واجب ہوگا اور اگر کتروا نہیں سکتا مثلاً بال بہت چھوٹے ہیں اور سر میں زخم بھی نہیں ہے تو منڈانا ہی واجب ہوگا۔ اور اگر زخم ہے اس کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر بال اکھاڑ دئے یا نورہ یا بال صفا وغیرہ سے اڑا دیئے یا لڑتے ہوئے اکھڑ جائیں تو بھی کافی ہے خواہ اپنے فعل سے اکھڑے ہوں یا کسی دوسرے نے اکھاڑ دئے ہوں۔

مسئلہ اگر کوئی گنجہ ہے اور اس کے سر پر بالکل بال نہیں ہیں یا سر میں زخم ہیں تو صرف سر پر استرہ پھیرنا واجب ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے اور بلا حجامت مثل منڈوا لینے والے کے حلال ہو جائیگا لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔

مسئلہ اگر جنگل یا کسی ایسی جگہ میں چلا گیا ہو کہ وہاں استرہ یا قینچی نہیں ہے تو یہ عذر معتبر نہیں۔ جب تک سر منڈا دے یا کتروائے گا نہیں حلال نہ ہوگا

مسئلہ حلال ہونے کے وقت[1] محرم کو اپنا یا کسی دوسرے شخص کا خواہ محرم ہو سر مونڈنا یا کترنا جائز ہے اس سے جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ حجامت کرانے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایام نحر میں یعنی دسویں سے بارہویں تک کرائے خواہ منیٰ میں یا زیارات میں اور حرم میں ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اس مذکورہ وقت اور حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو حلال ہو جائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔

مسئلہ حجامت کا وقت احرام حج میں دسویں کی صبح صادق کے بعد سے

[1] یعنی جب سب ارکان ادا کر چکا ہو اور سر منڈانے کا وقت آگیا ہو۔ ١٢ سعید احمد غفرلہٗ

شروع ہوتا ہے اور بارھویں کے غروبِ آفتاب تک ہے۔ اس وقت میں حجامت بنوانا واجب[1] ہے۔

مسئلہ احرامِ عمرہ میں سعی کے بعد حجامت کرانی چاہیئے اگرچہ حجامت کا وقت طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے[2]۔

مسئلہ حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع ہیں وہ سب جائز ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو لگانا۔ سلا ہوا کپڑا پہننا۔ شکار وغیرہ۔ البتہ عورت سے صحبت اور لپٹنا بوسہ وغیرہ جائز نہیں ہوتا بلکہ یہ طوافِ زیارت کے بعد جائز ہوتا ہے۔

طوافِ زیارت

مسئلہ۔ رمی۔ ذبح حجامت سے فارغ ہونے کے بعد طواف بیت اللہ کرے۔ یہ طواف رُکن اور فرض ہے اور اس کو طوافِ زیارۃ بھی کہتے ہیں اور یہ دسویں کو کرنا افضل ہے اور جائز بارھویں کے آفتاب غروب ہونے تک ہے اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے طواف کرنے کا طریقہ طواف کے بیان میں دیکھو۔

مسئلہ۔ طوافِ زیارت کا اوّل وقت دسویں کی صبح صادق ہے اس سے پہلے جائز نہیں اور آخر وقت باعتبار وجوب کے ایام نحر ہیں۔ اس کے بعد اگر کیا جائیگا تو صحیح ہو جائے گا لیکن دام واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کر چکا ہے تو طوافِ زیارۃ میں رمل اور اضطباع نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے اور اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہ

---

[1] رمی جمرۃ العقبیٰ کے بعد اور جس پر ذبح واجب ہے ذبح کے بعد بھی حجامت کرائے ورنہ دم واجب ہوگا ۱۲ شیر محمد

[2] یعنی طواف عمرہ کے بعد اور سعی سے قبل حجامت کا وقت صحت حلت ہے لیکن وقت واجب بعد سعی ہے۔ سعی سے قبل موجبِ دم ہے۔ ۱۲ شیر محمد

کی ہو تو اس کے اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اور نمازِ طواف پڑھ کر استلام کر کے باب الصفا سے نکلے اور سعی کرے اور اضطباع طواف زیارۃ میں اگر کپڑے سلے ہوئے پہن لے تو نہیں ہوتا ورنہ ہوتا ہے[۱]۔ اور اگر طوافِ قدوم میں سعی کر لی تھی لیکن رمل اور اضطباع کو قصداً یا بھول کر چھوڑ دیا تھا تو بھی رمل و اضطباع نہ کرے۔

مسئلہ اگر کسی نے طوافِ قدوم جنابت کی حالت میں کیا اور اس میں رمل کیا اور سعی بھی کی تو دوبارہ[۲] سعی کرنا واجب[۳] ہے اور رمل کا اعادہ سنت ہے اور اگر بے وضو کیا ہو تو سعی کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے طوافِ قدوم احرام حج باندھ کر کیا اور سعی بھی کر لی تو طوافِ قدوم[۴] ہو گیا لیکن مکروہِ تحریمی ہوا اور سعی دوبارہ کرنی واجب ہے۔

شرائطِ طوافِ زیارۃ

طواف زیارت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں۔ (۱) اسلام (۲) عقل (۳) تمیز (۴) حج کا احرام طواف سے پہلے باندھنا۔ (۵) وقوف عرفہ پہلے کرنا (۶) طواف کی نیت کرنا (۷) طواف کا زمانہ اور وقت ہونا (۸) مکان یعنی مسجد کے اندر بیت اللہ کے چاروں طرف کرنا۔ (۹) خود طواف کرنا گو کسی کے اوپر چڑھ کر کرے۔ البتہ جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہو گیا ہو اور طواف کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا کر سکتا ہے۔

---

[۱] کذا فی شرح اللباب ۱۲ منہ [۲] طوافِ زیارت کے بعد ۱۲ شبیر محمد [۳] اگر اعادہ سعی کا نہ کیا تو دم لازم ہوگا ہاں اگر خود طوافِ قدوم کا طہارت سے اعادہ کر لیا تو پھر سعی کا اعادہ لازم نہ ہوگا اور دم دینا بھی نہ پڑیگا۔ ۱۲ شبیر محمد [۴] بعض محققین کے نزدیک یہ طواف نفل سے محسوب ہوگا اور بعد اشہر حج اس پر اعادہ طوافِ قدوم سنت موکدہ ہے۔ حیات القلوب ص ۱۵۰ شبیر محمد

واجبات - طوافِ زیارت میں یہ چیزیں واجب ہیں: (۱) پیادہ طواف کرنا بشرطیکہ چلنے پر قادر ہو - ۲ - داہنی طرف سے شروع کرنا (۳) سات پھیرے پورے کرنا - (۴) حدث سے پاک ہونا (یعنی باوضو ہو اور جنبی نہ ہو) (۵) سترِ عورت ایامِ نحر میں طواف کرنا مسئلہ: طوافِ زیارت کو رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے

مسئلہ: یہ طواف کسی چیز سے فاسد نہیں ہوتا اور فوت بھی نہیں ہوتا یعنی تمام عمر میں ہو سکتا ہے البتہ ایام نحر میں کرنا واجب ہے اس کے بعد دم واجب ہوتا ہے اور یہ طواف لازمی ہے اس کا بدل کچھ نہیں ہو سکتا - سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طواف سے پہلے مر جائے اور حج کے پورا کرنے کی وصیت کر جائے کہ میرا حج پورا کرا دینا تو ایک گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا - اور حج پورا[^1] ہو جائے گا اور وقوف مزدلفہ و رمی و سعی کے ترک سے کوئی دم اس پر واجب نہ ہوگا - مسئلہ طوافِ زیارت کو رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت واجب نہیں ہے -

مسئلہ یہ طواف آخر عمر تک چونکہ صحیح ہے اس لئے اگر بدون طواف کئے مر جائے تو وصیت واجب ہوگی اور بلا عذر تاخیر کا گناہ ذمہ رہے گا -

مسئلہ طوافِ زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہو جاتی ہے اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لئے عورت سے صحبت وغیرہ حلال نہ ہوگی

---

[^1]: یہ اتمام اس وقت واجب ہے جبکہ حج کے واجب ہونیکے بعد دوسرے یا تیسرے سال حج کو آیا ہو اگر پہلے ہی سال حج واجب ہوتے ہی حج کو آیا تو اتمام واجب نہ ہوگا بسبب نہ پائے جانے وقت کے اگرچہ وقوف کے بعد مرا ہو بقولہ علیہ السلام من وقف بعرفۃ فقد تم حجہ بخلاف اس شخص کے جو حج فرض ہونے کے بعد دوسرے تیسرے سال تاخیر کر کے حج کو آیا ہو اس کو قبل یا بعد وقوف کے مرنے کے وقت وصیت اتمام واجب ہوگی - ۱۲ فقیر محمد

اگرچہ سالہا سال گذر جائیں طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی حجامت سے پہلے طوافِ زیارت کرے تو کوئی چیز بھی ممنوعاتِ احرام سے حلال نہ ہوگی۔ حلال حجامت سے ہوتا ہے طواف سے حلال نہیں ہوتا

مسئلہ عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جاکر پورا طواف یا صرف چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے گی تو دم واجب نہ ہوگا پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے لیکن نہیں کیا اور حیض آگیا۔ پھر ایام نحر گذرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت کے بعد منیٰ کو واپسی

دسویں تاریخ کو طوافِ زیارت کر کے پھر مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس آجائے اور ظہر کی نماز منیٰ میں آکر پڑھنا مسنون [۱] ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں ہی پڑھنا مسنون ہے ملا علی قاری نے مسجد حرام میں نماز ظہر پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔ رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے۔ منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات کو رہنا مکروہ ہے خواہ مکہ مکرمہ میں رہے یا راستہ میں اسی طرح اکثر حصہ رات کا کسی دوسری جگہ گذارنا بھی مکروہ ہے لیکن اس سے دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: منیٰ میں مسجد خیف میں جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے [۲] اور مسجد

---

[۱] ہکذا فی اللباب وہو ظاہر الہدایہ وقال القاری فی شرح اللباب بفعلہا بمکۃ اظہر لفقا وعقلا ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ [۲] بشرطیکہ امام مقیم قصر نہ کرتا ہو اور نہ ہی نمازوں کو جمع کرتا ہو۔

کے بیچ میں جو قبہ ہے اس کے محراب میں خاص طور سے نماز پڑھے۔ یہ جگہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی ہے۔

گیارھویں بارھویں تیرھویں کو رمی یعنی کنکریاں مارنا

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے۔ رمی کے چار دن ہیں۔ دسویں گیارھویں۔ بارھویں تیرھویں۔ دسویں کو صرف جمرہ اُخریٰ کی رمی ہوتی ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا اور باقی ایام میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔

مسئلہ۔ گیارھویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے۔ اوّل جمرۂ اولیٰ (جو مسجد خیف کے قریب ہے[۱]) کی رمی کرے اور یہ جمرہ چونکہ ذرا اونچائی پر ہے اس لئے جمرہ کے قریب اوپر کو چڑھ کر پانچ ہاتھ یا زیادہ فاصلہ پر قبلہ رُخ اس طرح کھڑا ہو کہ جمرہ کے بالکل بالمقابل نہ ہو بلکہ داہنی جانب جمرہ کا زیادہ حصہ ہو اور بائیں جانب کم۔ اس کے بعد سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا پڑھے اور جمرۂ اولیٰ کی رمی کے بعد ذرا آگے کو ہٹ کر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور تسبیح و تکبیر پڑھے اپنے اور مؤلف و ناشر نیز سب مسلمانوں کے لئے دعا مانگے۔ رمی کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ جتنی دیر میں سورۂ بقرہ یا تین پاؤ پارہ یا بیس آیت پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ یعنی بیچ والے جمرہ پر آئے اور مثل جمرۂ اولیٰ کے رمی کرے اور ذرا بائیں جانب کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر مثل جمرۂ اولیٰ کے تسبیح تہلیل تکبیر، دعا وغیرہ کرے۔ اس کے بعد جمرۂ اخریٰ کی

---

[۱] وبدأ بالجمرة الاولى اى وجوبًا وهو الاحوط او سنة وعليه الاكثر ۱۲ شرح لباب ۱۲ اس

رمی کرے اور اس کی رمی کے بعد ٹھہر کر دُعا وغیرہ نہ کرے۔ یہ صرف جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد سنت ہے۔ جمرۂ اخریٰ کی رمی سے فارغ ہوکر اپنی قیام گاہ پر واپس آجائے اور رات کو منیٰ میں رہے۔ پھر بارہویں کو زوال کے بعد اسی طرح جمرات کی رمی کرے اور سب امور مذکورہ کا خیال رکھے۔

اس کے بعد تیرھویں کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے۔

مسئلہ بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کرکے منیٰ سے مکہ مکرمہ چلا آنا بلاکراہت جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرھویں کو رمی کے بعد آئے۔

مسئلہ جو شخص بارھویں کو رمی کے بعد مکہ مکرمہ آگیا اس پر تیرہویں کی رمی واجب نہیں رہتی۔

مسئلہ اگر بارہویں تاریخ کو مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے۔ غروب کے بعد تیرہویں کو بلا رمی کئے جانا مکروہ ہے۔ گو تیرھویں کی رمی واجب نہ ہوگی۔ لیکن اگر تیرھویں کی صبح صادق منیٰ میں ہوگئی تو تیرھویں کی رمی واجب ہوجائیگی۔ اگر بلا رمی کئے آئے گا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ گیارہویں بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی جائز نہیں اور زوال سے غروب آفتاب تک وقت مسنون ہے۔ اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے۔ اگر گیارھویں کو رمی نہیں کی اور بارھویں کی صبح ہوگئی تو گیارھویں کی رمی فوت ہوگئی اور اس کا وقت نکل گیا۔ اس کو بارھویں کی رمی کے ساتھ قضا کرلے۔ اسی طرح بارھویں کی رمی اگر تیرھویں کی صبح تک نہ کی تو اس کا بھی وقت نکل گیا اور قضا واجب ہوگئی۔

مسئلہ۔ اگر کسی روز کی رمی اس کے وقت معین میں نہ ہوسکی تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت نکل گیا

تب بھی ایک ہی دم واجب ہو گا۔

مسئلہ رمی کی قضا کا وقت تیرھویں کے غروب تک ہے۔ غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا صرف دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: تیرھویں کی رمی کا وقت گو صبح صادق سے غروب تک ہے لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ ہے اور بعد میں وقت مسنون ہے اور غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ تیرھویں کی رمی کی بھی اس کے بعد قضا نہیں ہو سکتی دم واجب ہو گا۔

مسئلہ اگر کسی نے دسویں یا گیارھویں یا بارھویں کو رمی نہیں کی تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کر سکتا ہے مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی تو دسویں اور گیارھویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے کیونکہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار کی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان تاریخوں سے پہلی رات میں دن کی رمی کریگا تو رمی صحیح نہ ہو گی

مسئلہ تیرھویں کے بعد والی رات تیرھویں کے تابع شمار نہیں کی جاتی۔

مسئلہ گیارھویں بارھویں۔ تیرھویں کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے اگر جمرۂ وسطیٰ یا جمرۂ اُخریٰ کی رمی پہلے کی اور اول کی بعد میں تو وسطیٰ اور اُخریٰ کی رمی پھر کرے تاکہ ترتیب مسنون کے مطابق ہو جائے۔

مسئلہ رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے تاخیر اور فاصلہ کنکریوں میں مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں علاوہ دعا کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ رمی کرنے کے لئے کوئی خاص حالت اور ہیئت شرط نہیں بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہو کر رمی کرے گا صحیح ہو جائے گی۔ البتہ امورِ مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔

شرائط رمی۔ رمی کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں۔

(۱) کنکر کا پھینکنا ضروری ہے، جمرہ کے اوپر رکھ دینا کافی نہیں۔ البتہ اس طرح یعنی کنکر جمرہ پر ڈال دینا کافی ہے لیکن بوجہ خلاف سنت ہونیکے مکروہ ہے۔

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگی۔

(۳) کنکری کا جمرہ کے قریب گرنا اگر دور گرے گی تو رمی نہ ہوگی۔ تین[۱] ہاتھ کا فاصلہ دور ہے اور اس سے کم قریب ہے۔

(۴) کنکری کا پھینکنے والے کے فعل سے گرنا۔ اگر کنکری کسی آدمی کی پشت یا سواری پر جا کر ٹھہر گئی اور دوسرے شخص نے اس کو گرایا یا آدمی اور جانور کی حرکت سے گر گئی تو رمی نہ ہوگی اور اس کنکری کا اعادہ واجب ہوگا۔ اسی طرح جس شخص کے اوپر کنکری جا پڑی تھی اگر وہ اس کو اٹھا کر رمی کرے یا جمرہ پر رکھ دے تو بھی رمی نہ ہوگی۔ البتہ بلا اس شخص کے حرکت کے کہ جس کی کمر پر کنکری جا کر پڑی ہے خود بخود لڑھک کر جمرہ کے قریب گر پڑے تو رمی ہو جائے گی اور اگر دور گرے تو نہ ہوگی۔ اور اگر شک ہے کہ خود گری یا آدمی کی حرکت یا جانور کی حرکت سے گری تو احتیاطاً اعادہ کر لے۔

(۵) سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا۔ اگر ایک سے زیادہ یا ساتوں ایک دفعہ مارے تو ایک شمار ہوگی۔ اگرچہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں، اور باقی پوری کرنی ضروری ہوں گی۔

(۶) خود رمی کرنا۔ کسی دوسرے سے باوجود قادر ہونے کے بلا عذر رمی کرانی جائز نہیں۔ البتہ اگر مریض کسی دوسرے کو حکم کر دے یا کوئی مجنون و بے ہوش ہو یا بچہ ہو اور

---

[۱] وقدر القریب بثلاثة ذراع والبعید بما فوقها کذا فی اللباب فی الجوهرة ثلاثة اذرع بعید وما دونه قریب وهذا حکاه فی اللباب بقیل لکن جزم به فی الدرر وذکر فی الفتح القریب بقدر ذراع ونحوه ومنهم من لم یقدره اعتماداً علی القرب والبعد عرفاً وما یقال فیه عرفاً لیس بقریب ولا بعید فالظاهر انه لا یجزی (غنیة) قلت فالاحوط ما جزم به صاحب الدر واختاره الشیخ البجنوبی فی مناسکه ۱۲ سعید احمد عفرلہ

دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کرے تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکری اُس شخص کے ہاتھ پر رکھ دی جائے اور اس کو وہ خود پھینک دے یا اس کا ساتھی پھینک دے۔ مریض کی طرف سے رمی کے لئے اس کا حکم شرط ہے اور بے ہوش وغیرہ کیلئے حکم شرط نہیں۔

مسئلہ رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائیگا کہ جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ اگر سوار ہو کر جمرات تک آسکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے، تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سواری یا کوئی شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

مسئلہ جو شخص دوسرے کی طرف سے رمی کرے اوّل اس کو اپنی سات کنکریاں پوری کرنی چاہئیں۔ اس کے بعد دوسرے کی طرف سے مارے۔ اگر اس طرح رمی کی کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری اور اس کے بعد دوسری دوسرے کی طرف سے تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے، اور گیارھویں بارھویں تیرھویں کو اوّل تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے۔ اس کے بعد تینوں کی رمی دوسرے کی طرف سے کرے۔

مسئلہ۔ اگر معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے وقت میں زائل ہوگیا تو دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ مَعتُوہ (کم عقل) مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں۔ البتہ اگر مریض رمی نہ کریگا تو ترکِ رمی کی جزا واجب ہوگی۔

(۷) کنکری کا جنسِ زمین سے ہونا شرط ہے خواہ پتھر ہو یا اور کچھ ہو جنسِ زمین کے علاوہ کسی اور چیز سے رمی جائز نہیں۔

مسئلہ پتھر، مٹی کی ڈلی۔ گارے کی گولی، گیرو، چونہ، ہڑتال، سُرمہ، پہاڑی نمک

گندھک، مُردار سنگھ، ریت سے رمی جائز ہے لیکن ریت کی ایک مٹھی ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔

مسئلہ پتھر سے رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ سونا چاندی، لوہا، عنبر۔ موتی۔ مونگا۔ جواہر۔ لکڑی مینگنی وغیرہ سے رمی جائز نہیں۔ **مسئلہ** یاقوت اور فیروزہ سے رمی میں اختلاف ہے، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس سے رمی نہ کرے۔

(۸) وقت رمی کا ہونا اور وقت کا بیان پہلے گذر چکا۔

(۹) اکثر عدد رمی کا کرنا۔ اگر چار کنکریاں، دیں اور تین چھوڑ دیں تو جزا واجب ہوگی جیساکہ جنایات میں مفصل آئے گا۔ اور اگر چار یا چار سے زیادہ چھوڑ دیں تو دم واجب ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ رمی بالکل نہیں کی۔

(۱۰) ترتیب وار تینوں جمرات کی رمی کرنا، یہ بعض کے نزدیک شرط ہے اور اکثر کے نزدیک سنّت ہے۔

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ عورت اور مرد کے لئے رمی کے احکام برابر ہیں کوئی فرق نہیں البتہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔ **مسئلہ**۔ عورت کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بنکر ہجوم کی وجہ سے رمی کرنا جائز نہیں۔ اگر ہجوم کے خوف سے عورت نے رمی نہیں کی

لہ عده صاحب اللباب والغنية من الشرائط وقال القاري وفيه ان هذا ركن الرمي لا شرط، وعد صاحب الغنية من الشرائط الحصى مما يكون الرمي به استهانة ايضاً والظاهر انه داخل في الشرط السابع اى كون الحصى من جنس الارض فلا حاجة الى عده مستقلاً وكذا عد في اللباب من الشرائط القضاء في ايامه ولا حاجة اليه بعد عد الوقت من الشرائط كما نبه عليه القاري ۱۲ سعيد احمد غفرله

تو فدیہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں بارہویں کو سورج غروب ہونیکے بعد رات میں ہجوم کے خوف سے رمی کرے تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح ضعیف اور کمزور کا حکم ہے۔ ان کے علاوہ اور لوگوں کے لئے مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ کنکری کے وقت ستون میں نہ مارے بلکہ نیچے جہاں کنکری اکٹھی ہوتی ہیں وہاں مارے۔ اگر ستون میں لگ کر نیچے گر گئی یا اس کے اطراف پر گر گئی تو رمی ہو جائے[1] گی۔

مسئلہ - ہر جمرہ پر سات کنکر سے زیادہ قصداً مارنا مکروہ ہے۔ شک ہو جانے کی وجہ سے ...... زیادہ مارے تو حرج نہیں۔

مسئلہ۔ ایک کنکری کو سات بار مارنا جائز ہے مگر ایسا کرنا خلافِ سنّت ہے۔

مسئلہ۔ منیٰ کے ایام میں اسباب پہلے مکہ مکرمہ بھیجنا اور خود منیٰ میں رہنا۔ اسی طرح اسباب منیٰ میں چھوڑ کر عرفات کو جانا مکروہ ہے لیکن اگر اسباب کی طرف سے اطمینان ہو اور مکہ مکرمہ بھیجنے اور منیٰ میں چھوڑنے سے تشویش نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو روانگی

رمی سے فارغ ہو کر بارھویں کو یا تیرھویں کو مکہ مکرمہ آئے اور محصب میں تھوڑی سی دیر ٹھہر کر دعا کرے خواہ نیچے اتر کر خواہ سواری کے اوپر ہی سواری کو ٹھہرا کر یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ اعلیٰ درجہ اور پوری سنت یہ ہے کہ بارھویں یا تیرھویں کو رمی کے بعد۔ ظہر۔ عصر مغرب۔ عشاء محصب میں پڑھے۔ اور پھر ذرا سو جائے یا لیٹ جائے اور پھر

---

[1] اگر ستون پر ٹھہر گئی اور ٹھہرنے کی جگہ جڑ ستون سے تین ہاتھ فاصلے سے کم پر ٹھہری ہے تو جائز ہے اور اگر تین ہاتھ زیادہ پر ٹھہری ہے تو ناجائز ہے ۱۲ شیر محمد

مکہ مکرمہ میں آئے۔ محصّب فنائے مکہ مکرمہ میں ہے جس میں سنگریزے بہت ہیں قبرستان مکہ مکرمہ کے متصل جو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دو پہاڑ ہیں۔ ان کے درمیان میں ہے اور طول اس کا مکہ مکرمہ کے دروازے سے جبل عبرہ تک ہے اور قبرستان محصّب سے خارج ہے اس کو ابطح اور بطحاء اور حصباء بھی کہتے ہیں۔ اب اس میں آبادی بھی ہوگئی ہے۔ آجکل اس کو معابدہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: محصّب میں تھوڑی دیر اترنا یا ٹھہرنا سنت ہے اس کا ترک بُرا ہے۔

تنبیہ: اب حج پورا ہوگیا۔ اگر طوافِ زیارت پورا کرلیا ہو تو عورت بھی حلال ہوگئی۔ جب تک بھی مکہ معظمہ میں قیام رہے غنیمت اور سعادت سمجھو اور حرم شریف میں نماز دل اور نفل طواف کو خدا کی طرف سے انعام سمجھو! اپنے والدین اور عزیز واقارب کو نفلِ طواف کر کے ثواب پہونچاتے رہو۔ پھر جب مکہ مکرمہ سے رخصت کا وقت آئے تو رخصتی طواف کرو جس کا نام طوافِ صدر اور طوافِ وداع ہے۔ ایام تشریق یعنی تیرھویں کے بعد عمرہ کرو اپنی طرف سے اور والدین واقارب کی طرف سے اور جس کی طرف سے چاہو کرو۔ عمرہ کا بھی بہت ثواب ہے جیسا عمرہ کے بیان میں آئے گا۔

اور نماز وروزہ صدقہ اور اعمالِ خیر کثرت سے کرو۔ حرم میں ایک قرآن ختم کرنا بھی مستحب ہے۔ اہل مکہ مکرمہ کو بُری نظر سے مت دیکھو۔ ان کے حالات پر بلا فائدہ نکتہ چینی مت کرو۔ ان کی تعظیم کرو اور جہاں تک ہوسکے ان کیساتھ سلوک کرو

طوافِ وداع[1]

طوافِ وداع کا طریقہ: حج سے فارغ ہوکر جب مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرے اور اس

---

[1] اس کو طوافِ صدر اور طوافِ واجب اور طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ طوافِ وداع اس واسطے کہتے ہیں کہ اس طواف کے بعد آفاقی یعنی باہر کا رہنے والا رخصت ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

میں رمل نہ کرے اور اس کے بعد سعی نہ کرے۔ طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر قبلہ رُخ کھڑا ہوکر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آبِ زمزم پیئے! اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے اور زمزم چہرہ۔ سر اور بدن کو ملے اور اپنے اوپر بھی ڈالے۔ پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے ابھری ہوئی ہے بوسہ دے۔ پھر ملتزم سے لپٹے سینہ اور داہنا رخسارہ ملتزم کو لگا کر داہنا ہاتھ اوپر کو اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے جیسا کہ کوئی غلام اور خادم اپنے آقا کا دامن پکڑتا ہے اگر پردہ تک ہاتھ نہ پہنچے تو دونوں ہاتھ سر کے اوپر کو اٹھا کر دیوار پر سیدھے کھڑے کر کے پھیلادے۔ غرض جس طرح ہوسکے اس وقت خوب روئے۔ گڑگڑائے۔ آہ وزاری کرے، اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت بنالے اور بیت اللہ کی جدائی پر اظہار افسوس دل سے کرے۔ پھر حجر اسود کا استلام کرے اور اگر سہولت ہو تو اُلٹے پاؤں[1] باب الوداع سے بیت اللہ کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا اور روتا ہوا مسجد سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہوکر دُعا مانگے اور یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ اِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَهٗ اٰخِرَ الْعَهْدِ فَعَوِّضْنِيْ عَنْهُ الْجَنَّةَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

---

[1] الٹے پاؤں چلنا اور بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے منقول نہیں لیکن علماء مشائخ نے اس کو بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے مستحسن سمجھا ہے کذا فی الغنیۃ ص۱۰۳ وشرح اللباب ص۱۳۷ وردہ صاحب المدخل ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ۔

ترجمہ ۔ تمام پاک بابرکت وافر اور کفایت کرنے والی تعریفیں سب اللہ کے لئے ہیں۔ اے اللہ مجھ کو (حج سے) واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما اور اے ذوالجلال والاکرام مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنا لے۔ اے اللہ تو بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنا اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو اے ارحم الراحمین تو مجھے اس کے عوض جنت عطا فرما اور رحمت کاملہ نازل فرما بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام آل و اصحاب پر۔

حیض اور نفاس والی عورت طواف نہ کرے بلکہ باب الوداع پر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے۔

مسائل طواف وداع

مسئلہ: طوافِ وداع باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے خواہ حج افراد کیا ہو یا قِران یا تمتع بشرطیکہ عاقل بالغ ہو معذور نہ ہو۔ اہل حرم، اہل حل اہل میقات اور حائض۔ نفساء مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں اور فائت الحج یعنی جس شخص کا حج فوت ہو گیا یا محصر یعنی جو حج سے روک لیا گیا اس پر بھی واجب نہیں اور صرف عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں۔

مسئلہ طوافِ وداع مکی حلی اور میقاتی کے لئے مستحب ہے۔

مسئلہ جو شخص مکہ مکرمہ یا حوالی مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنا لے تو اس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے بشرطیکہ بارھویں ذالحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے اگر بارھویں کے بعد اقامت کی نیت کی تو یہ طواف ساقط نہ ہو گا۔

مسئلہ اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنیکا ارادہ ہو گیا تو بھی طواف وداع واجب نہ ہو گا۔ جیسے مکہ مکرمہ والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو

طوافِ وداع ساقط نہ ہوگا۔ اگرچہ سالہا سال رہے۔

مسئلہ: اوّل وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد ہے اگر مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہے۔ اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور اس لئے طوافِ وداع کر لیا اور اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو طوافِ وداع ادا ہو گیا اور آخر وقت اس کا معین نہیں جب وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد کریگا تب بھی ادا ہوگا قضا نہ ہوگا۔ البتہ مستحب ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر طواف کرے اور اس کے بعد فوراً سفر شروع کرے۔

مسئلہ: طوافِ وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہو گیا تو پھر چلنے کے وقت دوبارہ طوافِ وداع مستحب ہے۔

مسئلہ: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گذرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہوگا۔

بلا طوافِ وداع کے میقات سے تجاوز کرنا

مسئلہ: جو شخص بلا طوافِ وداع کے مکہ مکرمہ سے چلدیا ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے احرام کی ضرورت نہیں اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیجدے اور یہ بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے اور چاہے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کرے اس

لہ یعنی مکہ مکرمہ کو وطن نہ بنایا ہو اپنے وطن جانے کا ارادہ ہے اگرچہ کتنی ہی مدت کے بعد ہو ۱۲ منہ

کے بعد طوافِ وداع کرے پھر چلا آئے اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں لیکن بلا وجہ ایسا کرنا بُرا ہے۔ میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے بلا احرام آنا منع ہے۔

مسئلہ: تنعیم وغیرہ جانیوالے کے لئے طوافِ وداع واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ زیارت کے لئے اس طرح خاص طور سے نیت کرنا شرط نہیں ہے کہ فلاں طواف کرتا ہوں بلکہ ہر طواف کے وقت میں مطلق طواف کی نیت کافی ہے مثلاً مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت اگر طواف کیا تو طواف قدوم ادا ہوجائے گا۔ اسی طرح ایام نحر میں طواف کرنے سے طواف زیارت ادا ہوجائیگا اور چلتے وقت طواف کرنے سے طوافِ وداع ادا ہوجائے گا۔ گو طوافِ وداع کی نیت نہ کی ہو۔ چلتے وقت طواف کرنا افضل ہے۔ طوافِ زیارت کے بعد اگر نفل طواف کرچکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجائے گا۔

حج کرنے کا طریقہ

یہاں تک بفضلہ تعالیٰ افعالِ حج کا مفصل بیان ترتیب وار شروع سے آخر تک ہوچکا۔ حاجی کو چاہیئے کہ وہ شروع سے آخر تک ان تمام احکام کو کئی مرتبہ غور سے مطالعہ کرے اور جس چیز کا وقت ہو اس وقت خاص طور سے اس کے بیان کو بھی اچھی طرح دیکھ لے شروع میں بیان ہوچکا ہے کہ حج تین طرح کیا جاتا ہے، افراد، قران تمتع۔ احکام مذکورہ اکثر تینوں قسم میں مشترک ہیں اور جو احکام کسی قسم کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو اسکے مقام پر ذکر کردیا گیا ہے اور آئندہ بھی مختصر طور سے انشاء اللہ بیان کیا جائیگا۔ اب مختصر طریق سے تینوں قسم کے حج کرنے کی کیفیت اور طریقہ بیان کیا جاتا ہے جو حقیقت میں احکام سابقہ کا خلاصہ ہے۔

افراد یعنی صرف حج کرنیکا مختصر اور مسنون طریقہ

افراد کے معنیٰ اکیلا کرنا اور اصطلاح میں صرف حج کرنا۔ اس کے ساتھ عمرہ، قران یا تمتع کی طرح نہ کرنا۔ جو شخص صرف حج کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ میقات پر پہنچکر حجامت بنوائے۔ زیر ناف کے بال دور کرے۔ بیوی ساتھ ہو اور کوئی مانع نہو تو اس سے صحبت بھی کرے۔ اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے اور غسل نہ کرسکے تو وضو کرلے۔ یہ غسل صرف صفائی کے لئے ہے اس لئے حیض نفاس والی عورت اور بچہ کے لئے بھی مسنون ہے اسی لئے اس کے بجائے تیمم مشروع نہیں۔ غسل کے بعد سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکالدے ایک تہ بند باندھ لے اور ایک چادر اوڑھ لے۔ اگر دو کپڑے نہ ہوں تو ایک بھی کافی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دونوں کپڑے سفید نئے یا دھلے ہوئے ہوں چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہو تو مضائقہ نہیں۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ بالکل سلائی نہ ہو اس کے بعد بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگائے۔ مرد کے لئے بے رنگ کی خوشبو افضل ہے اور عورت کے لئے رنگ دار لیکن کپڑوں میں ایسی خوشبو نہ لگائے جس کا جسم لگانے کے بعد باقی رہے۔ پھر دو رکعت نماز نفل پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کرلے تو بھی کافی ہے۔ احرام کی نماز میں اوّل رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری میں قُل ھُوَ اللہ پڑھے اور یہ نماز سر ڈھانک کر بلا اضطباع کے پڑھے۔ سلام کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر احرام کی نیت دل سے کرے کھڑے ہو کر یا سواری میں بیٹھ کر بھی جائز ہے اور زبان سے کہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے

اس کے بعد تلبیہ یعنی

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

تین دفعہ پڑھنا مستحب ہے۔ مرد بلند آواز سے پڑھے اور عورت آہستہ۔ بس احرام بندھ گیا۔ اب کثرت سے تلبیہ پڑھتا رہے۔ بالخصوص حالات بدلنے کے وقت مثلاً سوار ہوتے ہوئے، سواری سے اترتے ہوئے، اونچی جگہ چڑھتے ہوئے، نیچے میں اترتے ہوئے صبح کے وقت، رات کو جب آنکھ کھلے، کسی سے ملاقات کے وقت، ہر نماز کے بعد احرام باندھنے کے بعد، ممنوعاتِ احرام اور واجبات و مستحبات کا خیال رکھے۔ اس کے سوا اور کوئی خاص فعل حرم میں داخل ہونے تک کرنا نہیں ہوگا۔ جب حدِ حرم میں داخل ہو۔ (جو جدہ کی طرف سے جانے والے کے لئے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر شروع ہوتی ہے اور وہاں دو سفید منارے بنے ہوئے ہیں) تو سواری سے اتر کر ننگے پاؤں[1] چلے۔ اگر زیادہ نہ چل سکے تو تھوڑی دور چلے اور نہایت خشوع و خضوع سے حرم میں داخل ہو اور تلبیہ تکبیر تہلیل کثرت سے کرے جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور قبرستانِ مکہ مکرمہ باب المعلّٰی کی طرف سے داخل ہو اور یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ بِهَا حَلَالًا

اور مدعی یہ دعا مانگے پھر اگر سامان کی طرف سے اطمینان ہو تو سیدھا مسجد حرام میں جائے ورنہ سامان کا انتظام کر کے مسجد حرام میں جائے اور مسجد میں باب السّلام سے

---

[1] اس وقت چونکہ لوگ عام طور سے موٹر سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور موٹر والے ہر جگہ موٹر نہیں روکتے اس لئے اگر موٹر نہ رکے تو حاجیوں کو پریشان نہ ہونا چاہیے۔ داخلہ بھی موٹروں کا باب المعلّٰی کی طرف سے نہیں ہوتا غسل وغیرہ اب جدہ ہی سے کرلیا جائے راستہ میں دقت ہوتی ہے۔ ۱۲ س۔

داخل ہو۔ اول داہنا پاؤں رکھے اور نہایت عاجزی سے داخل ہو اور لَبَّیْکَ پڑھ کر اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ پڑھے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور دعا مانگے۔ اُس وقت یہ دعا مسنون ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا[1] تلبیہ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے اور طوافِ قدوم کرے بشرطیکہ نماز فرض یا جماعت یا وتر یا سنتِ مؤکدہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو اگر خوف ہو تو پہلے اسے ادا کرے۔

طواف کے لئے حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود دائیں طرف رہے پھر طواف کی نیت کرے۔ نیت کرنا فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ
سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

اس کے بعد داہنی طرف ذرا سا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے پھر حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہے

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا
بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کا استلام کرے یعنی بوسہ دے اور دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھے اور منہ اپنا دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر نرمی سے بوسہ دے چٹاخہ نہ بھرے اور بعض کے نزدیک حجر اسود پر سر رکھنا تین مرتبہ مستحب ہے اگر ہجوم کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو چھوڑ دے لوگوں کو تکلیف نہ دے صرف دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر ہاتھوں

[1] سابقہ مطبوعہ نسخوں میں یہ دعا مختصر ہے ۱۲ محمد الیاس غفرلہٗ

کو بوسہ دے اگر ہاتھ بھی نہ رکھ سکے تو کسی لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر لکڑی کو بوسہ دے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ پشت ہاتھوں کی چہرہ کی طرف ہو اور یہ خیال کرے کہ ہاتھ حجر اسود پر رکھے ہیں اور یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِنَا الْمُصْطَفٰى صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر ہاتھوں کو بوسہ دے اگر اس طواف کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہو تو طواف شروع کرنے سے ذرا پہلے اضطباع کرے یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور اول کے تین پھیروں میں رمل بھی کرے یعنی ذرا اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے اور قریب قریب قدم رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح ذرا جلدی جلدی چلے اور اگر اس کے بعد سعی کا ارادہ نہ ہو تو رمل اور اضطباع نہ کرے طواف شروع کرنے کے بعد تلبیہ نہ پڑھے اور حجر اسود کے استلام کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف یعنی اپنے داہنی جانب کو چلے اور طواف میں حطیم کو شامل کرے جب رکن یمانی (یعنی بیت اللہ کا مغربی جنوبی کونہ) پر پہنچے تو اس کو صرف دونوں ہاتھ یا داہنا ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے اور ہجوم کے وقت یہاں اشارہ بھی نہ کرے۔ پھر جب حجر اسود تک پہنچ گیا تو ایک چکر پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات چکر پورے کرے۔ ساتویں چکر کے ختم پر آٹھویں مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دے بس طواف پورا ہو گیا پھر مقام ابراہیم (جو بیت اللہ کے مشرق کی جانب مطاف کے کنارے پر ہے) کی طرف وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پڑھتا ہوا چلے اور مقام ابراہیم کو بیت اللہ اور اپنے بیچ میں لے کر دو رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کٰفِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَلْحَمْدُ کے بعد پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ مل سکے تو بیت اللہ کے اندر یا حطیم میں یا اور جس جگہ ممکن ہو پڑھے۔

نمازِ طواف کے بعد ملتزم کے پاس آئے اور اس سے لپٹ جائے اور داہنا رخسارہ کبھی بایاں رخسارہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر خشوع و خضوع سے دُعا کرے پھر چاہِ زمزم پر آئے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر خوب سیر ہو کر تین سانس میں آبِ زمزم پئے اور اپنے اوپر بھی ڈالے اور یہ دُعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ -

مفرد کے لئے سعی طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے لیکن اگر سعی کرنے کا ارادہ بھی ہو تو زمزم پینے کے بعد حجرِ اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکلے اور پہلے بایاں قدم باہر نکالے اور

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

پڑھے اور صفا کے قریب یہ پڑھے:

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ

اور صفا پر ایک تہائی چڑھائی چڑھے۔ زیادہ اوپر نہ چڑھے۔ قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے جیسے دُعا کے لئے اٹھاتے ہیں اور تکبیر تہلیل حمد تین تین مرتبہ پڑھے اور جو دُعائیں سعی کے بیان میں گذریں وہ پڑھے۔ اور اگر وہ یاد نہ ہوں تو خود اپنی زبان میں دُعا مانگے اور بہت دیر تک ٹھیر کر یہاں دُعا کرے۔ پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف اطمینان سے چلے اور جب سبز میل جو مسجد کی دیوار میں لگا ہوا ہے چھ ہاتھ رہ جائے تو وہاں سے دوسرے سبز میل تک دوڑ کر چلے لیکن بہت تیز نہ دوڑے اور صفا و مروہ کے درمیان یہ دعا پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔ اے اللہ بخشئے اور رحم فرمایئے۔ آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

پھر دوسرے میل سے نکل کر اپنی رفتار سے چلے اور مروہ پر پہنچ یا دوسری سیڑھی پر چڑھ کر تھوڑا سا داہنی طرف کو مائل ہو جائے تاکہ روبقبلہ ہو جائے ۱۲ اور یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دُعا وغیرہ دیر تک اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کی تھی۔ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہو گیا اور مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا ہو جائے گا۔ اسی طرح سات پھیرے پورے کرے۔ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے اور ہر شوط میں جو دُعا تسبیح یاد ہو اور جس میں جی لگے پڑھے۔ سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف کے کنارے پر آکر پڑھے

سفر جب طوافِ قدوم اور سعی کر لے تو احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور نفل طواف جس قدر چاہے کرتا رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے عمرہ نہ کرے ساتویں ذی الحجہ کو امام خطبہ پڑھے تو اس کو سُنے اور آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد ایسے وقت منیٰ میں پہنچ جائے کہ ظہر کی نماز مستحب وقت میں وہاں پڑھ سکے۔ رات کو منیٰ میں رہے اور پانچ نمازیں ظہر سے فجر تک وہیں پڑھے۔

نویں تاریخ کی صبح کو نماز فجر کے بعد جب دھوپ پھیل جائے تو عرفات کو ضب کی راہ سے تلبیہ تکبیر کہتے ہوئے چلے جب جبل رحمت (عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو دُعا مانگے۔ تکبیر، تہلیل، استغفار پڑھے۔

مسجد نمرہ (جو عرفات کے کنارے پر مکہ مکرمہ کی طرف ہے) کے قریب ٹھہرے اور کھانے پینے سے فارغ ہو کر زوال سے پہلے غسل کرے اس کے بعد مسجد نمرہ میں جا بیٹھے اور امام کا خطبہ سُنے اور ظہر و عصر دونوں اکٹھی ظہر کے وقت میں پڑھے لیکن ان کے اکٹھے پڑھنے کے کچھ شرائط ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں ان کو دیکھو۔

نماز سے فارغ ہو کر فوراً عرفات میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ جائے اگر جبل رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے جگہ ملے تو وہاں ٹھہرے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ ہے ورنہ جہاں ہو ٹھہر جائے۔ جبل رحمت کا جس قدر قرب ہو

لہ اس کو مسجد صخرہ کہتے ہیں۔ اس پر چھوٹا سا احاطہ بھی دیوار کا لگا ہوا ہے۔ ۱۲ بشیر محمد

بہتر ہے جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے اپنے موقف میں قبلہ رخ کھڑے رہنا بہتر ہے ورنہ لیٹنا بیٹھنا بھی جائز ہے جب امام خطبہ پڑھے تو اس کو خشوع کے ساتھ سنے اور جو دعائیں یاد ہیں ان کو موقف میں شام تک پڑھتا رہے۔ سیر تماشے میں نہ لگے، تھوڑی تھوڑی دیر میں لَبَّیْکَ پڑھتا رہے اور توبہ و استغفار کثرت سے کرے۔

عرفہ کے روز روزہ رکھنا حجاج کو جائز ہے مگر نہ رکھنا افضل ہے بہتر یہ ہے کہ روزہ بھی نہ رکھے اور زیادہ کھائے پیئے بھی نہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو لَبَّیْکَ اور دعا پڑھتا ہوا امام کے ساتھ مزدلفہ کو اس راستہ سے چلے جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور سکون و وقار سے چلے۔ عرفات سے سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا جائز نہیں اگر پہلے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا۔ اگر راستہ کشادہ ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے ورنہ آہستہ چلے کسی کو تکلیف نہ دے جب مزدلفہ آجائے تو غسل یا وضو کرے اور مسجد مشعر حرام کے قریب راستہ سے داہنی طرف اترنا افضل ہے۔ راستہ میں نہ ٹھہرے۔ وادی محسّر کے علاوہ مزدلفہ میں جس جگہ چاہے ٹھہرے۔ وادی محسّر میں ٹھہرنا جائز نہیں۔ اسباب اتارنے سے پہلے مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک تکبیر سے عشاء کے وقت میں پڑھے بیچ میں سنت نفل کچھ نہ پڑھے بلکہ بعد میں پڑھے۔ ان دونوں نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کے شرائط بھی پہلے گذر چکے ہیں۔ نکال کر دیکھ لینے چاہئیں۔ عرفات یا راستہ میں مغرب و عشاء پڑھنا جائز نہیں اگر کوئی پڑھ لے گا تو لوٹانا واجب ہوگا۔ اگر عشاء سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے اس وقت تک مغرب کی نماز بھی نہ پڑھے۔

مزدلفہ میں شب کو جس قدر ہو سکے عبادت کرے۔ یہ شب شب قدر سے بھی افضل ہے جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں اوّل وقت فجر کی

نماز امام کے ساتھ یا تنہا جیسا موقع ہو پڑھ کر مشعر حرام کے پاس قبلہ رو ہو کر لبیک یا تسبیح اور تہلیل پڑھتا رہے اور دُعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دُعا میں مشغول رہے جب سورج نکلنے میں بقدر دو رکعت کے وقت باقی رہ جائے تو منیٰ کو چل دے جب وادیٔ محسّر میں پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور مزدلفہ سے چلتے وقت سّتر کنکریاں چنے کی برابر اٹھالے راستہ یا اور کسی جگہ سے اٹھانا بھی درست ہے جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے جب منیٰ میں آئے تو بیچ کے راستہ سے جمرۃ الاخریٰ کے پاس آکر نشیب میں پانچ ہاتھ یا اس سے زائد فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ داہنی جانب ہو اور مکہ مکرمہ بائیں جانب انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکر پکڑ کر مارے اور تلبیہ پہلی کنکری پر موقوف کر دے اور ہر کنکر پر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ وَرِضًی لِّلرَّحْمٰنِ پڑھے۔ کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے۔ رمی سے فارغ ہو کر وہاں نہ ٹھہرے اپنی جگہ پر آجائے۔

دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے مگر طلوعِ آفتاب سے زوال تک وقت مسنون ہے اس کے بعد سے غروبِ آفتاب تک وقتِ مُباح ہے اور غروب سے فجر تک مکروہ ہے۔

رمی سے فارغ ہو کر قربانی کرے اور اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اپنی قربانی کا گوشت کھانا چونکہ مستحب ہے اس لئے ہو سکے تو تھوڑا سا گوشت یا جس قدر ضرورت ہو لے لے اگر ممکن ہو باقی صدقہ کردے۔

مفرد کے لئے حج کے شکریہ میں قربانی مستحب ہے واجب نہیں قربانی سے فارغ ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر سر منڈائے یا کترائے لیکن منڈانا افضل ہے اور داہنی جانب سے شروع کرائے اور حجامت کے شروع میں اور بعد میں تکبیر کہے عورت کو بال منڈانا چونکہ ناجائز ہے اس لئے ساری چوٹی پکڑ کر ایک انگلی کے ایک پور کے برابر بال ترشوالے یا خود تراش دے نامحرم سے نہ کٹوائے

بال منڈانے یا کتروانے کے بعد مونچھیں کتروائے اور بغل کے بال صاف کرائے سر کے بال کٹانے یا منڈانے سے پہلے ان چیزوں کو کٹانا درست نہیں۔ حجامت کے بعد ناخن بال وغیرہ کو دفن کرنا افضل ہے۔ حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کیوجہ سے منع تھیں وہ سب حلال ہوگئیں صرف عورت حلال نہیں ہوئی یعنی اس سے صحبت اور بوس وکنار کرنا حلال نہیں ہوا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ آکر طوافِ زیارت کرنا چاہیئے۔ دسویں ذی الحجہ کو طوافِ زیارت کرنا افضل ہے۔ ورنہ بارھویں کے سورج غروب ہوتے تک اس طواف کا وقت ہے۔ اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی ہے تو اس طواف میں رَمل بھی کرے اور اگر کپڑے احرام کے اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے ہیں تو اضطباع نہ کرے ورنہ اضطباع بھی کرے۔

طوافِ زیارت کے بعد نمازِ طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کرکے باب الصفاء سے نکل کر سعی کرے اور اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرچکا ہے تو اس طواف میں رمل اضطباع کچھ نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے بلکہ طواف کے بعد منیٰ واپس آجائے۔ اور رات کو منیٰ میں قیام کرے۔ طوافِ زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہوگئی۔

گیارھویں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے۔ سنت یہ ہے کہ پہلے جمرۂ اولیٰ کی (جو مسجد خیف کے قریب ہے) رمی کرے پھر جمرہ وسطیٰ یعنی بیچ والے کی پھر جمرۂ اخریٰ یعنی تیسرے کی رمی کرے۔ جمرۂ اولیٰ کی رمی کرکے ذرا آگے بڑھ کر نرم زمین میں قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھاکر دعا کرے اور اتنی دیر تک دُعا تسبیح۔ تکبیر۔ تہلیل اور استغفار وغیرہ میں مشغول رہے جتنی دیر میں پاؤ پارہ پڑھنے میں لگتی ہے اگر اتنا نہ ہوسکے تو بقدر بیس آیات کے دعا وغیرہ کرے۔ اسی طرح جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد بھی دعا کرے اور جمرۂ اُخریٰ کی رمی کے بعد دعا نہ کرے بلکہ رمی کرکے فوراً اپنے ٹھکانے پر چلا آئے۔ پھر بارھویں تاریخ کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے۔ بارھویں کی رمی کرکے مکہ مکرمہ جاسکتا ہے لیکن

افضل یہ ہے کہ تیرھویں کو زوال کے بعد رمی کرکے مکہ مکرمہ آئے۔

جب منیٰ سے بارہویں یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے تو نہایت عاجزی سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے اور وادی محصب میں جو منیٰ کے راستہ میں مکہ مکرمہ کے قریب ہے ظہر، عصر، مغرب، عشاء پڑھے پھر ذرا لیٹ جائے اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور اگر اتنی دیر نہ ٹھہر سکے تو تھوڑی ہی دیر وہاں ٹھہر جائے، خواہ نیچے اتر کر یا سواری پر۔ بشرط سہولت۔

بس اب حج ہو چکا جب تک جی چاہے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور خوب طواف اور عمرہ کرے مگر عمرہ تیرھویں کے بعد کرے۔ (۹ سے ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا منع ہے۔

جب مکہ سے روانگی کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع (رخصتی کا طواف) کرے۔ یہ طواف واجب ہے۔ اگر بلا کئے چلا جائے گا تو میقات سے نکلنے سے پہلے پہلے لوٹ کر آنا واجب ہوگا اور میقات سے نکل جانے کے بعد اختیار ہے کہ دم دیدے یا احرام باندھ کر اول عمرہ کرے اس کے بعد طوافِ وداع کرے لیکن طوافِ زیارت کے بعد اگر کسی نے کوئی نفل طواف کرلیا تو اس کا طواف وداع ہوگیا۔ گو نیت نہ ہو لیکن افضل یہ ہے کہ عین چلنے کے وقت کرے پھر طوافِ وداع کے بعد دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس پڑھ کر چاہِ زمزم پر آئے اور قبلہ رخ کھڑا ہو کر پانی پیٹ بھر کر تین سانس میں پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف نظر کرے اور پیتے وقت یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور آخری دفعہ یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ

اور باقی پانی سر اور چہرہ اور بدن پر ڈالے پھر ملتزم پر آئے اور اپنا سینہ اور داہنا گال دیوار کعبہ پر رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ کی طرف اٹھائے اور جس طرح غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر اپنی خطائیں بخشواتا ہے اسی طرح کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے استغفار

تسبیح تہلیل ۔ دُعا ر درود میں دیر تک مشغول رہے ۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بنائے ۔ پھر چوکھٹ کو بوسہ دے اور دُعا مانگے پھر حجر اسود کا استلام کرکے کعبہ کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوا اور اُس کی جُدائی پر افسوس کرتا ہوا اُلٹے پاؤں باب الوداع سے نکلے اور مساکین کو صدقہ دے اور دُعا مانگے حیض اور نفاس والی عورت اگر اس وقت پاک نہ ہو تو اس سے طوافِ وداع ساقط ہو جاتا ہے اس کو چاہیئے کہ باب الوداع پر مسجد سے باہر کھڑی ہو کر دُعا مانگ لے مسجد میں نہ جائے ۔

عُمْرَہ

عُمرہ کے معنی لغت[۱] میں مطلق زیارت کے ہیں اور اصطلاح میں میقات یا حِل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مَروہ کی سعی کرنے کے ہیں ۔ عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں ۔ عمرہ تمام عمر میں ایک مرتبہ بشرطِ استطاعت و قدرت سنت مؤکدہ ہے[۲]

عمرہ کرنے کا طریقہ

عمرہ کے لئے میقات سے مثلِ احرامِ حج کے عمرہ کا احرام باندھے اور احرام کے محرمات و مکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں ان ہی آداب کو ملحوظ رکھ کر داخل ہو جو پہلے گذر چکے ہیں اور مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ باب العمرہ سے داخل ہو

---

[۱] العمرۃ الزیارۃ (قاموس) وقال الطحطاوی نقلاً عن المغرب العمرۃ اسم من الاعتمار وہی لغۃ القصد الی مکان عامر ۱۲ منہ [۲] ہذا ما اختارہ صاحب اللباب والغنیۃ والزبدۃ وغیرہم وقال القاری فی الشرح علی قولہ العمرۃ سنۃ مؤکدۃ ای علی المختار وقیل ہی واجبۃ قال المحبوبی وصححہ قاضی خان وبہ جزم صاحب البدائع حیث قال انہا واجبۃ کصدقۃ الفطر والاضحیۃ والوتر ومنہم من قال اطلق اسم السنۃ وہو لاینافی الوجوب وعن بعض اصحابنا انہا فرض کفایۃ منہم محمد بن الفضل من مشائخ بخاری ۱۲ سعید احمد

اور پھر رمل و اضطباع کے ساتھ طواف کرے اور جب اوّل استلام حجر اسود کا کرے تلبیہ موقوف کردے اور طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کرکے باب الصفا سے نکل کر مثل حج کے سعی کرے اور سعی ختم کرکے مَروہ پر حجامت بنوا کر حلال ہوجائے اور سعی کے بعد دو رکعت مطاف کے کنارے پر پڑھے بس عمرہ ہوگیا۔

عُمرہ اور حج میں کیا فرق ہے

مسئلہ: ۔ عمرہؔ کے شرائط مثل شرائط حج کے ہیں اور اس کے احرام کے احکام بھی مثل احرام حج کے ہیں جو چیزیں وہاں حرام و مکروہ اور مسنون و مباح ہیں وہ یہاں بھی ہیں البتہ ان امور میں حج اور عمرہ میں فرق ہے۔ حج کے لئے ایک خاص وقت معین ہے عمرہ تمام سال میں ہوسکتا ہے۔ صرف پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہ تک مکروہ تحریمی ہے حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں۔ حج فوت ہوجاتا ہے عمرہ فوت نہیں ہوتا۔ حج میں وقوفِ عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور نمازوں کو اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے۔ عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں حج میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع ہوتا ہے۔ عمرہ میں دونوں نہیں ہوتے عمرہؔ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں طواف کرنے سے بکری ذبح کرنا کافی ہے اور حج میں کافی نہیں عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حِل ہے بخلاف حج کے کہ اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام حرم سے باندھنا ہوتا ہے۔ البتہ آفاقی شخص جب باہر سے آئے اور عمرہ کا ارادہ ہو تو اپنی میقات سے اِحرام باندھ کر آئے۔ عمرہؔ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے اور حج میں جمرۂ اُخریٰ کی رمی شروع کرنے کے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔

ؔ یعنی سنت یا واجب ہونے کے ۔۱۲

فرائض عمرہ عمرہ میں دو فرض ہیں: ایک احرام دوسرا طواف اور احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں اور طواف کے لئے صرف نیت فرض ہے۔

واجبات عمرہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بال منڈانا یا بالوں کو کٹانا۔

مسائل عمرہ **مسئلہ** - عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے صرف پانچ روز یعنی ۹ر ذی الحجہ سے ۱۳ر تک، میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے[1]۔ اگر ان ایام میں احرام نہیں باندھا بلکہ پہلے سے احرام بندھا ہوا تھا تو پھر مکروہ نہیں مثلاً کوئی شخص پہلے سے احرام باندھ کر آیا اور اس کو حج نہیں ملا اور اس نے ان ایام میں عمرہ کرلیا تو مکروہ نہیں لیکن اس کے لئے بھی مستحب یہ ہے کہ ان پانچ روز کے بعد عمرہ کرے۔

---

[1] فی الدر المختار وکرہت تحریمًا یوم عرفۃ واربعۃ بعدہ ای کرہ انشاؤہا بالاحرام حتی یلزمہ دم وان قضاہا او اداہا فیہا بالاحرام السابق اھ قال الطحطاوی علی قولہ وکرہت ای فی حق المحرم للحج او مرید الحج وہو الظہر وقال العلامۃ ابن عابدین فی رد المحتار وما نقلہ ح عن الشرنبلالیۃ من تقییدہ کراہتہ العمرۃ فی الایام الخمسۃ بقولہ ای فی حق المحرم او مرید الحج یقتضی انہ لا یکرہ فی حق غیرہما ولم ار من صرح بہ فلیراجع وقال صاحب الغنیۃ ومافی الشرنبلالیۃ من تقییدہ الکراہۃ بقولہ ای فی حق المحرم للحج او مرید الحج وہو الاظہر فلیس بظاہر عندنا وانما ہو مذہب مالک والشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہما اھ وفیہا ایضًا وتصح فی کل السنۃ ولکن یکرہ تحریمًا انشاؤہا بالاحرام فی خمسۃ ایام یوم عرفۃ ویوم النحر وایام التشریق للنہی عنہا فیہا ولان ہذہ ایام الحج فتعینت لہ کذا فی الہدایۃ والتبیین وظاہرہ فتعینت لہ وان لم یحج فیہا وکذا ہو ظاہر اطلاق النہی عنہا فشملت الکراہۃ للحاج وغیرہ تعظیمًا لامر الحج لانہ لا ضرورۃ لہ الی فعلہا فی وقت الحج بجوازہا قبلہ وبعدہ فی جمیع السنۃ اھ مختصرًا ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ان پانچ روز میں عمرہ کا احرام باندھ لیا تو احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہو گیا مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے اس پر عمرہ کا ترک کرنا[1] واجب ہے۔ تاکہ گناہ سے بچ جائے اور ان ایام کے گذرنے کے بعد عمرہ کی قضا اور ایک دم واجب ہوگا اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا ان ہی ایام میں کر لیا تو عمرہ ہو گیا۔ لیکن ایک دم[2] ارتکاب مکروہ کی وجہ سے واجب ہوگا اور اگر ان ایام میں احرام تو عمرہ کا باندھا مگر عمرہ کے افعال ان ایام میں نہیں کئے بلکہ ایام تشریق کے بعد کئے تو عمرہ ہو گیا اور دم واجب نہیں ہوگا مگر ایسا کرنا برا ہے۔ کیونکہ احرام کھولنا ایسی صورت میں واجب تھا۔

مسئلہ: رمضان میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے۔ رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے عمرہ کا ثواب اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

مسئلہ شعبان میں عمرہ شروع کیا اور رمضان میں اس کو پورا کیا تو اگر اکثر پھیرے طواف کے رمضان میں کئے تو یہ عمرہ رمضانی شمار ہوگا۔ ورنہ شعبانی ہوگا۔ اسی طرح اگر رمضان میں شروع کیا اور شوال میں ختم کیا تو اگر اکثر پھیرے رمضان میں کئے تو رمضانی ہوگا ورنہ شوالی۔

---

[1] یہ جب ہے کہ حج کی کوئی نسک رہ جائے تو اس وقت احرام عمرہ کا توڑنا واجب ہوگا اور بعد میں قضا کرنا اور دم رفض لازم ہوگا اور اگر کوئی نسک حج نہ رہا ہو تو محض ایام تشریق کیوجہ سے رفض کرنا مختلف فیہ ہے کیونکہ اب اعمال حج کا جامع نہیں ہے اس کی تحقیق غنیۃ الناسک میں ہے اور اس صورت میں رفض کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قبل حلق کے احرام عمرہ باندھا ہے تو حلق حج کے وقت احرام عمرہ کی رفض کی نیت کرے اور بعد حلق کے ادنی محظور احرام مثل خوشبو لگانے یا قلم انفار سے رفض کرے ۱۲ رشید احمد

[2] یہ عبارت طبع دوم میں بڑھائی گئی ہے ۱۲ منہ

مسئلہ: مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے والوں کے لئے عمرہ کے احرام کی میقات حل ہے۔ اس لئے حل میں جاکر جس جگہ چاہے احرام باندھے لیکن افضل تنعیم ہے اور اس کے بعد جعرانہ سے احرام باندھنا ہے۔

مسئلہ: کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ: طواف کثرت سے کرنا بمقابلہ زیادہ عمرہ کرنے کے افضل ہے۔

مسئلہ: آفاقی شخص اگر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے تو اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے۔

فضائلِ عمرہ

عمرہ کی فضیلت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے ہم صرف تین روایتیں ذکر کرتے ہیں۔

۱- عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ رواہ الترمذی وغیرہ

جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ ایک ساتھ کرو کیونکہ وہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ انسان سے ان دونوں کی برکت سے فقر وفاقہ بھی دور ہو جاتا ہے اور ظاہر وباطن دنیا وآخرت کی دولتوں سے حج اور عمرہ کرنے والا مالا مال ہو جاتا ہے،

لیکن اخلاص شرط ہے۔

۲۔ عن ابن عباسؓ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عُمْرَةٌ فِی رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً رواہ الشیخان وفی روایۃ لمسلم حجۃ معی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ (کا ثواب) ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

۳۔ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَہُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَ لَہُمْ رواہ (ابن ماجۃ)

ترجمہ: حج اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو وہ قبول فرماتے ہیں اور اگر خطا معاف کراتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرتے ہیں۔

قِران[1] یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ کرنا

قِران کے معنی لغت میں دو چیزوں کو ملانے کے ہیں اور اصطلاح میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر ایک ساتھ حج اور عمرہ کرنے کو قِران کہتے ہیں کیونکہ اس صورت میں حج اور عمرہ دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

قِران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچکر یا اس سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کے کپڑے پہن کر دو رکعت نماز سر ڈھانک کر پڑھو سلام کے بعد سر کھولو اور قبلہ رخ بیٹھ کر دل میں حج اور عمرہ دونوں کے احرام کی نیت کرو اور زبان سے یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَ

---

[1] القران بکسر القاف مصدر بمعنی المقارنۃ وہو فی اللغۃ الجمع بین الشیئین ۱۲ شرح لباب

تَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ

پھر دوسری دفعہ

لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ الخ پڑھو۔

اور باقی احکام احرام عمرہ کے سب وہی ہیں جو مفرد کے لئے ہیں ہر چیز کو اس کے بیان میں دیکھ لو۔ جو احکام قِران کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو ہم آگے بیان کرینگے۔

جب مکہ مکرمہ میں پہنچو تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب کا لحاظ رکھو اس کے بعد مسجد حرام میں مسجد کے آداب کے مطابق باب السلام سے داخل ہو کر اول عمرہ کا طواف مع اضطباع اور رمل کے کرو طواف سے فارغ ہو کر نماز طواف اور آب زمزم وغیرہ سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل کر عمرہ کی سعی کرو۔ سعی کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہوگئے۔ لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت نہ بنواؤ کیونکہ تم نے حج کا احرام بھی باندھا ہے۔ سعی کے بعد فوراً یا ٹھہر کر مگر جہاں تک ہوسکے طواف قدوم جلدی کرلو ورنہ وقوف عرفہ کے پہلے پہلے طوافِ قدوم سے فارغ ہو جاؤ۔ طوافِ قدوم کے بعد اگر حج کی سعی بھی کرنی ہو تو اس میں رمل اور اضطباع کرو ورنہ مت کرو۔ لیکن طوافِ قدوم کے بعد قارن کو سعی کرنی افضل ہے اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی تو طوافِ زیارۃ کے بعد سعی کرنی ہوگی۔

عمرہ اور طوافِ قدوم سے فارغ ہو کر احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرو اس کے بعد آٹھویں تاریخ کو منیٰ جاؤ اور نویں کو عرفات جاؤ۔ منیٰ۔ عرفات اور مزدلفہ کے احکام میں قران اور افراد میں کچھ فرق نہیں اس لئے سب افعال اسی طرح کرو جس طرح مفرد کرتا ہے پھر دسویں کو منیٰ آکر صرف جمرۂ اخری کی رمی کرو اس کے بعد قران کے شکریہ میں قربانی کرو اس کے بعد سر کے بال منڈاؤ یا کتواؤ بس حجامت کے بعد تم حلال ہوگئے۔ علاوہ عورت سے صحبت و بوس و کنار کے وہ سب چیزیں جو احرام کی

وجہ سے منع تھیں جائز ہو گئیں اس کے بعد اگر ۱۰ ذی الحجہ کو طواف زیارۃ کر سکتے ہو تو مکہ مکرمہ جاکر طوافِ زیارۃ کر دسویں کو کرنا افضل ہے ورنہ ۱۲ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کر لینا ضروری ہے اور طوافِ زیارت کے بعد منیٰ واپس آکر گیارہ بارہ کو تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کرو اور اگر تیرہ کو بھی منیٰ میں ٹھہرنا ہو تو پھر تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کرو اور اگر بارہ کو جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ رمی۔ حجامت اور قربانی کے احکام ہر ایک کے بیان میں مفصل لکھے جا چکے ہیں وہاں دیکھو۔

جب منیٰ سے مکہ آؤ تو راستہ میں وادیٔ محصب میں اگر ہو سکے تو ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء پڑھو اور ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آؤ ورنہ جس قدر ہو سکے گو ایک لحظہ ہی وہاں ٹھہر جاؤ۔ یہاں ٹھہرنا سنت ہے۔ اس کے بعد مثل مفرد کے طوافِ وداع وغیرہ کرو بس حج قران ہو گیا۔

شرائط قران

قرانِ شرعی کے لئے پانچ شرطیں ہیں[1]:-

(۱) عمرہ کا پورا طواف یا اکثر (یعنی چار پھیرے) حج کے مہینوں میں کرنا۔ اگر حج کے مہینوں سے پہلے کر لیا تو قران شرعی نہ ہوگا۔

(۲) عمرہ کا پورا طواف یا اکثر وقوفِ عرفہ سے پہلے کرنا اگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے وقوفِ عرفہ کر لیا تو عمرہ چھوٹ گیا اس کی قضا ایام تشریق کے بعد کرے اور ایک دم دے اور عمرہ چھوٹ جانے کی وجہ سے قران باطل ہو گیا اور دمِ قران بھی ساقط ہو گیا

(۳) حج کا احرام عمرہ کا پورا طواف یا اکثر طواف کرنے سے پہلے باندھنا اگر حج کا احرام

---

[1] ذکر صاحب الغنیۃ ہذہ الشرائط الخمسۃ فقط وذکر فی اللباب بعد ہذہ الخمسۃ شرطاً سادساً وہو ان یکون الحاج آفاقیاً ولو حکماً۔ قال القاری وفیہ ان شرط الآفاقی انما ہو للقران المسنون لا لصحۃ عقد الحج والعمرۃ ثم ذکر شرطاً سابعاً وہو عدم فوات الحج۔ قال القاری وفی عدہ شرطاً لصحۃ القران مسامحۃ فلہذا اخترنا ما فی الغنیۃ ۱۲

طوافِ عمرہ کے اکثر چکر کرنے کے بعد باندھا تو قارن نہ ہوگا متمتع ہو جائے گا بشرطیکہ اکثر حصہ طواف عمرہ کا حج کے مہینوں میں کر لیا ہو اور اگر حج کے مہینوں سے پہلے کیا ہے تو متمتع بھی نہ ہوگا مفرد ہو جائے گا۔

(۴) عمرہ فاسد کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھنا اگر عمرہ فاسد ہونے کے بعد حج کا احرام باندھا تو قران نہ ہوگا بلکہ افراد ہوگا۔

(۵) حج اور عمرہ کو جماع اور ردّۃ (مرتد ہونا) سے فاسد نہ کرنا۔ اگر عمرہ کا اکثر طواف کرنے سے پہلے جماع کر کے عمرہ کو فاسد کر دیا یا وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کر کے حج کو فاسد کر دیا تو قران باطل ہو گیا اور دمِ قران بھی ساقط ہو گیا۔

تتمہ قران کے لئے حج اور عمرہ دونوں کا احرام میقات سے باندھنا شرط نہیں بلکہ میقات پر صرف ایک کا احرام باندھنا ضروری ہے۔ اگر میقات پر عمرہ کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہو گیا تو عمرہ کے طواف کے چار چکر کرنے سے پہلے پہلے حج کا احرام باندھ کر قارن ہو سکتا ہے اسی طرح اگر میقات پر حج کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہو گیا تو وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر قارن ہو سکتا ہے لیکن ایسا کرنا برا ہے، میقات سے دونوں کا احرام باندھنا مسنون ہے

مسئلہ اگر طوافِ عمرہ کے کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا۔ یا وقوفِ عرفہ کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو قارن نہ ہوگا۔

مسئلہ قارن اگر احرام کے بعد یا عمرہ سے فارغ ہو کر بلا احرام کھولے وطن چلا جائے تو قران باطل نہ ہوگا۔ قران کے لئے وطن جانا شرط نہیں ہے۔

مسائل قران

مسئلہ: قارن پر جمرۃ الاخریٰ کی رمی کے بعد ایک دم (قربانی) قران کے شکریہ میں واجب ہے اس کو دمِ قران اور دمِ شکر کہتے ہیں۔

مسئلہ: ایک بکری یا بھیڑ یا دنبہ یا ساتواں حصہ گائے یا اونٹ کا دمِ قران میں

جائز ہے ساتویں حصہ سے کم جائز نہیں۔

مسئلہ: دم قران کے شرائط مثل اضحیہ (قربانی) کے ہیں۔

مسئلہ: دم قران سے قارن کو کھانا جائز ہے اور مستحب ہے کہ مثل قربانی کے ایک تہائی فقراءؔ کو دیدے اور ایک تہائی احباب میں تقسیم کردے۔ اور ایک تہائی خود کام میں لائے یا جیسے موقع ہو ویسا کرے اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ دمِ قران کی نیت کرنا ضروری ہے تاکہ دمِ جنایت سے ممتاز ہوجائے۔ بلانیت کے دم قران ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر چند آدمی ایک اونٹ یا گائے میں شریک ہوں تو ہر ایک کو قربت اور ثواب کی نیت کرنا ضروری ہے اگرچہ قربات مختلف ہوں مثلاً کوئی دمِ قران کا حصہ لے کوئی نذر کا کوئی قربانی کا کوئی نفل کا اگر کسی شریک نے محض گوشت کھانے کو حصہ لیا قربت کی نیت نہیں کی تو کسی کیطرف سے بھی دم ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: دم قران واجب ہونے کے لئے قران کا صحیح ہونا اور جانور یا اس کی قیمت پر قادر ہونا اور حاجی قارن کا عاقل بالغ آزاد ہونا شرط ہے۔ غلام اور نابالغ پر دم واجب نہیں۔ غلام پر اس کے بجائے روزے واجب ہوں گے۔

مسئلہ: دم قران صرف ذبح کرنے سے ادا ہوجاتا ہے! اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اس لئے اگر ذبح کے بعد کسی نے اس کو چرا لیا تو اس کے بجائے دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: دمِ قران کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔ حرم کے علاوہ اگر ذبح کیا جائیگا تو ادا نہ ہوگا۔ اسی طرح ایام نحر (یعنی دس ذی الحجہ سے بارہ تک) میں ذبح کرنا واجب ہے۔ ان ایام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں بعد میں جائز ہے لیکن ترکِ واجب ہوگا۔

مسئلہ: ذبح کا اول وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہے اور وقت مسنون سورج

نکلنے کے بعد ہے اور قارن کے لئے رمی اور حجامت کے درمیان ذبح کرنا واجب ہے۔
مسئلہ مکہ مکرمہ اور حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے لیکن منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے۔[۱]
مسئلہ اگر قارن یا متمتع ہدی کے ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو اس پر ذبح کی وصیت واجب ہے اگر وصیت کر جائے تو تہائی مال سے پوری کی جائے اگر وصیت نہیں کی تو ورثاء پر ذبح کرنا واجب نہیں لیکن اگر ورثاء خود اس کی طرف سے ذبح کریں تو جائز ہے۔ تاکہ میت کے ذمہ سے دم ساقط ہو جائے۔
مسئلہ قارن کے لئے رمی ذبح اور حجامت کو ترتیب وار کرنا واجب ہے اول رمی کرے پھر ذبح پھر حجامت بنوائے۔ طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں اگر ان تینوں سے پہلے یا بعد میں یا بیچ میں کرے تو جائز ہے مگر سنت یہ ہے کہ حجامت کے بعد طواف کرے اور مفرد پر ذبح واجب نہیں ہے لیکن رمی اور حجامت میں اسکے لئے بھی ترتیب واجب ہے
مسئلہ: دم قران یا تمتع کے قائم مقام عید کی قربانی نہ ہوگی اور عید کی قربانی مقیم پر واجب ہے مسافر پر واجب نہیں جو لوگ مکہ مکرمہ میں حج سے پہلے پہنچکر پندرہ روز قیام کی نیت کر چکے ہوں ان پر عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

دم قران اور تمتع کا بدل

مسئلہ اگر قارن یا متمتع کے پاس اتنا خرچ نہیں ہے کہ دم خرید کر گھر تک پہنچنے کے لئے بچ رہے اور جانور بھی اس کے پاس نہیں ہے تو اس کے بدلے دس روزے رکھے تین روزے تو اس میں سے دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھے ان کو متفرق طور سے رکھنا جائز ہے لیکن پے در پے رکھنا افضل ہے اور ساتویں آٹھویں نویں کو رکھنا بہتر ہے لیکن اگر اندیشہ ہو کہ روزہ سے ضعف ہو جائیگا اور وقوف عرفہ میں قصور آئے گا تو نویں سے پہلے ہی فارغ

---

[۱] منیٰ میں اس وقت مسنون ہے جبکہ ایام نحر میں کرے اسکے بعد مکہ مکرمہ میں افضل ہے اور سارے حرم میں جائز ہے ۱۲ اشرف محمد

ہونا افضل ہے بلکہ ایسے شخص کے لئے عرفہ کا روزہ مکروہ ہے اور باقی سات روزے ایام تشریق گذرنے کے بعد جہاں چاہے رکھے خواہ مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ لیکن گھر آکر رکھنا افضل ہے ان کو بھی متفرقاً رکھ سکتا ہے اور پے در پے لگاتار رکھنا افضل ہے لیکن ایام تشریق میں رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ: ان تین روزوں کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) یہ روزے قارن کو احرام حج و عمرہ کے بعد اور متمتع کو احرام عمرہ کے بعد رکھنا چاہئے[۱] احرام سے پہلے رکھنے درست نہیں (۲) یہ روزے حج کے مہینوں میں ہوں۔

(۳) دسویں ذی الحجہ سے پہلے ہوں۔

(۴) ان روزوں کی نیت رات سے ہو۔

(۵) ایام نحر تک قربانی سے عاجز رہنا۔

مسئلہ اگر تین روزے اوّل کے دسویں تک نہ رکھ سکا اور نویں تاریخ گذر گئی تو اب روزے نہیں رکھ سکتا بلکہ دم متعین ہوگیا، اگر دم کی قدرت اس وقت نہ ہو تو حجامت کرا کے حلال ہو جائے[۲] اور دو دم دے۔ ایک قران کا دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کا۔

مسئلہ: کسی نے دم پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے شروع کئے تو اگر ایام نحر سے پہلے یا ایام نحر میں سر منڈانے سے پہلے دم پر قادر ہوگیا تو روزہ کا حکم باطل ہوگیا۔ اب روزہ رکھنا کافی نہیں بلکہ ذبح کرنا واجب ہوگیا اور اگر ایام نحر کے

---

[۱] اگرچہ احرام حج سے پہلے ہوں لیکن دونوں احراموں کے بعد افضل ہے ۱۲ شیر محمد

[۲] اگر ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو تیسرا دم ایام نحر سے موخر کرنیکا بھی لازم ہوگا۔ غنیۃ ۱۲ شیر محمد

بعد یا ایام نحر میں سر منڈا لے کے بعد قادر ہوا تو باقی سات روزے رکھے ذبح واجب نہیں اسی طرح اگر اول تین روزے رکھے اور حلال نہیں ہوا یہاں تک کہ ایام نحر گذر گئے اور پھر دم پر قادر ہو گیا تب بھی دم واجب نہ ہو گا روزے رکھنے کافی ہوں گے۔

مسئلہ: اگر باوجود دم پر قادر ہونے کے اول کے تین روزے رکھے تو اگر دم یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) تک باقی رہے تو دم ہی واجب ہو گا اور اگر ذبح کے وقت سے پہلے دم ہلاک ہو گیا تو یہ تین روزے معتبر ہو جائیں گے، سات روزے ایام تشریق کے بعد اور رکھے۔

مسئلہ: سات روزوں کے صحیح ہونے کے لئے رات سے نیت کرنا اور دس روزوں میں سے تین روزوں کا دسویں سے پہلے ہونا شرط ہے۔

مسئلہ: اہل[۲] مکہ مکرمہ اہل میقات اور اہل حل کے لئے قران کرنا منع ہے اسی طرح جو شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہو اس کے لئے بھی قران جائز نہیں ہاں اگر یہ لوگ حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر کہیں جائیں اور پھر واپسی میں قران کریں تو جائز ہے

مسئلہ: قران تمتع اور افراد سے افضل ہے بشرطیکہ احرام کی طوالت کی وجہ سے ممنوعات احرام کے ارتکاب کا اندیشہ نہ ہو۔

تمتع یعنی اوّل عمرہ اور اُس کے بعد حج کرنا

تمتع کے معنی لغت میں نفع اٹھانا اور شرعاً تمتع یہ ہے کہ عمرہ یا اکثر طواف عمرہ کا

---

[۱] کذا فی رد المحتار ج۲ ص۲۱۵ [۲] مسئلہ جو حاجی مکہ مکرمہ میں شرعی طریقے سے مکیوں کے حکم میں ہو جائیں اور مکہ مکرمہ میں اس پر حج کے مہینے شروع ہو جاویں۔ ان میں مدینہ منورہ جاویں تو وہاں سے واپسی میں حج کو آتے وقت قران نہ کریں اکثر حاجی اس میں غلطی کرتے ہیں۔ ۱۲ شبیر محمد

حج کے مہینوں میں کرکے وطن جانے سے پہلے بغیر احرام کھولے اگر ہدی (دم تمتع) ساتھ لے گیا ہو یا احرام کھول کر اگر ہدی ساتھ نہ ہو حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

اس کو تمتع اس واسطے کہتے ہیں کہ تمتع کرنے والا احرام عمرہ اور حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام کی وجہ سے منع ہیں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بخلاف قارن کے کہ وہ عمرہ سے فارغ ہوکر بھی محرم رہتا ہے اور ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ تمتع قران سے افضل نہیں لیکن افراد سے افضل ہے۔

تمتع کا طریقہ تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے۔ عمرہ سے فارغ ہوکر سر منڈا کر حلال ہوجائے (اگر ہدی تمتع ساتھ نہ ہو) اور حلال ہوکر مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا اور کسی جگہ مگر وطن نہ جائے جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔ آٹھویں کو منیٰ جائے اور ظہر، عصر مغرب۔ عشا۔ فجر۔ منیٰ میں پڑھے رات کو وہیں رہے نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وقوفِ عرفہ زوال سے غروب تک کرے۔ دسویں کی شب میں مزدلفہ رہے۔ دسویں کی صبح کو نماز اول وقت پڑھ کر دعا کرتا رہے اور جب بقدر دو رکعت کے سورج نکلنے میں وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کو چلدے اور ستر کنکری یہاں سے چن لے اور وادی محسر سے دوڑ کر نکل جائے۔ منیٰ میں آکر جمرۂ اُخریٰ کی رمی کرے پھر دم تمتع ذبح کرے اس کے بعد سر منڈائے یا کترائے پھر طوافِ زیارت کرے اور اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اضطباع نہ کرے طواف کے بعد سعی کرے پھر بارہ یا تیرہ ذی الحجہ تک منیٰ میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے پھر منیٰ سے واپسی میں اگر ممکن ہو محصب میں ظہر، عصر، مغرب، عشا پڑھے۔ پھر ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آئے اگر اتنا نہ ہو سکے تو تھوڑی دیر ہی ٹھہر جائے۔ پھر مکہ مکرمہ سے چلتے وقت طواف وداع کرے۔ پوری تفصیل ان سب احکام حج کی حج افراد کے بیان میں اور عمرہ کی

عمرہ کے بیان میں دیکھو۔ سب آداب وسنن کا لحاظ رکھا جائے اور ہر چیز کا بیان اچھی طرح سے دیکھ لیا جائے۔ اگر متمتع کے ساتھ ہدی تمتع بھی ہو تو عمرہ کرلے کے بعد سر نہ منڈائے اسی طرح احرام میں رہے آٹھویں کو حج کا احرام باندھے یعنی حج کی نیت کرے۔ اور عمرہ کے افعال کے بعد کوئی جنایت نہ کرے ورنہ دم واجب ہوگا۔

شرائط تمتع

(۱) تمتع کے لئے آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا) ہونا شرط ہے مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کو تمتع جائز نہیں۔

(۲) پورا عمرہ یا اکثر پھیرے عمرہ کے طواف کے حج کے مہینوں میں کئے ہوں اگرچہ احرام عمرہ حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہو مثلاً تیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور دو تین پھیرے طواف کے کئے تھے کہ سورج غروب ہوگیا اور باقی پھیرے عمرہ کے طواف کے شوال کی پہلی رات میں کئے تو اس صورت میں تمتع صحیح ہوجائیگا اور اگر چار پھیرے کرنے کے بعد سورج غروب ہوا تو تمتع صحیح نہ ہوگا کیونکہ اکثر حصہ طواف کا رمضان میں ہوا حج کے مہینوں میں نہیں ہوا۔

(۳) حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا سارا طواف یا اکثر کرنا اگر پورا طواف یا اکثر پھیرے کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھا تو تمتع نہ ہوگا قران ہوجائیگا۔

(۴) حج اور عمرہ کو ایک ہی سال میں کرنا اگر طواف عمرہ حج کے مہینوں میں ایک سال میں کیا اور حج دوسرے سال میں کیا تو تمتع نہ ہوگا اگرچہ اپنے وطن بھی نہ گیا ہو۔

(۵) حج اور عمرہ دونوں کو ایک سفر میں کرنا اگر عمرہ حج کے مہینوں میں کرکے اور احرام کھول کر وطن چلا گیا اور پھر حج کیا تو تمتع نہ ہوگا اور اگر طواف عمرہ سے پہلے یا طواف عمرہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے وطن چلا گیا اور پھر واپس آکر حج کیا تو تمتع ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر

سر منڈانے کے بعد حرم سے نکل گیا لیکن میقات سے نہیں نکلا اور واپس آکر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔

(۶) عمرہ کو فاسد نہ کرنا۔ اگر عمرہ کو فاسد کر کے عمرہ کے بعد حج کیا تو تمتع نہ ہوگا۔

(۷) حج کو فاسد نہ کرنا اگر عمرہ فاسد نہ کیا لیکن حج کو فاسد کر دیا تو تمتع نہ ہوگا۔

(۸) حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ مکرمہ کو دائمی طور سے مستقل وطن نہ بنانا۔ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں دائمی طور سے رہنے کا ارادہ کر کے وطن بنا لیا اور پھر حج کیا تو تمتع نہ ہوگا اور عارضی طور سے ایک دو ماہ عمرہ کے بعد قیام کیا اور پھر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔

(۹) مکہ مکرمہ یا اس کے آس پاس کسی جگہ قیام کرتے ہوئے حلال ہونے کی حالت میں حج کے مہینے شروع نہ ہونا۔ اسی طرح احرام باندھ کر عمرہ کا طواف حج کے مہینوں سے پہلے کرنے کے بعد بھی حج کے مہینے شروع نہ ہونا۔ اگر مکہ مکرمہ میں حلال ہونے کی حالت میں حج کے مہینے شروع ہو گئے یا احرام کے بعد عمرہ کا اکثر طواف کرنے کے بعد حج کے مہینے شروع ہو گئے اور پھر حج کیا یا دوسرے عمرہ کا احرام باندھا اور اس کے بعد حج کیا تو تمتع نہ ہوگا البتہ اگر وطن چلا گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔

لے ایسا ہی عمرہ کر کے میقات سے بھی باہر مثلاً مدینہ طیبہ چلا گیا پھر وہاں سے اسی کے وقت فقط حج کا احرام باندھ کر آیا اور حج کیا تو تمتع صحیح ہوگا۔ یہ امام صاحبؒ کے نزدیک ہے بخلاف صاحبین کے انکے نزدیک پہلا تمتع باطل ہو گیا ہاں اگر پھر مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آوے اور پھر حج کرے تو انکے نزدیک تمتع ہو جائیگا مگر امام صاحبؒ کے نزدیک ایسا نہ کرے ۱۲ شیر محمد مد یعنی جبکہ کسی مشروع طریق سے آکر وہاں کے حکم میں آچکا ہو جیسے آگے کی صورت میں لکھا ہے ورنہ آفاقی کے حکم میں ہوگا کیونکہ بطریق مشروع آکر لگی نہیں ہوئی ۱۲ میر شیر محمد۔

تمتہ: عمرہ کا احرام تمتع کے لئے میقات سے باندھنا شرط نہیں۔ اگر میقات سے گذر کر یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو تمتع صحیح ہو جائیگا لیکن میقات سے بلا احرام باندھے گذر جانا چونکہ منع ہے اس لئے میقات سے بلا احرام گذرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ اسی طرح حج کا احرام بھی تمتع کرنے والے کیلئے حرم سے باندھنا شرط نہیں اگر حل سے یا عرفہ ہی سے حج کا احرام باندھ لیگا تب بھی تمتع ہو جائیگا لیکن دم اس صورت میں واجب ہوگا کیونکہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھنے والوں کے لئے حرم میقات ہے اور میقات سے بلا احرام گذر جانے سے دم یا پھر میقات پر لوٹ کر آنا واجب ہوتا ہے جیسا کہ میقات کے بیان میں گذر چکا۔

تمتع صحیح ہونے کے لئے عمرہ کا احرام حج کے مہینوں میں باندھنا شرط نہیں بلکہ صرف یہ شرط ہے کہ عمرہ کا اکثر طواف حج کے مہینوں میں واقع ہو اگرچہ احرام پہلے باندھا ہو۔ صحت تمتع کیلئے یہ بھی شرط نہیں کہ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی شخص کی طرف سے ہوں بلکہ اگر ایک چیز اپنی طرف سے اور دوسری کسی دوسرے کی طرف سے کرے تو جائز ہے بلکہ اگر ایک شخص نے عمرہ کے لئے اپنی طرف سے کسی کو حکم دیا اور کسی دوسرے شخص نے اسی شخص کو حج کا حکم کیا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی اور مامور نے تمتع کر لیا تو جائز ہے لیکن دم تمتع مامور کے مال میں ہوگا۔ اگر فقیر ہو تو اس کے بدلے روزے رکھے۔

تمتع کے لئے نیت کرنا شرط نہیں بلکہ بلا نیت بھی اگر حج و عمرہ تمتع کے شرائط کے مطابق حج کے مہینوں میں ہو گئے تو تمتع صحیح ہو جائے گا۔

متمتع کے اقسام

تمتع کرنیوالے کی ۲ دو قسم ہیں ایک متمتع ہدی (یعنی تمتع کی قربانی) کو ساتھ[1] لانے والا دوسرا

[1] پاکستانی و ہندوستانی لوگ چونکہ اکثر ہدی ساتھ نہیں لیجاتے اس لئے اس قسم کے مسائل کو زیادہ تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا

جو ہدی ساتھ نہ لائے ہر دو قسم کے متمتع حج کے مہینوں میں اول عمرہ کریں گے اس کے بعد ہدی ساتھ لانے والا عمرہ کا احرام نہیں کھولے گا اسی طرح احرام میں رہے گا اور حج کے وقت حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال مثل مفرد کے ادا کریگا اور جو ہدی نہیں لایا عمرہ کے بعد سر منڈا کر حلال ہو جائے گا اور پھر حج کے وقت حج کا احرام باندھ کر مثل مفرد کے حج کرے گا۔

مسائلِ تمتع

مسئلہ: متمتع پر مثل قارن کے دم تمتع واجب ہے رمی جمرہ اُخریٰ کے بعد ذبح کرے اگر دم پر قادر نہ ہو تو دس روزہ رکھے جیسا کہ قران کے بیان میں گذر چکا اور دیگر احکام بھی وہاں بیان ہو چکے۔

مسئلہ: متمتع کو ہدی ساتھ لانا افضل ہے اگر ہدی ساتھ لے جانے کا ارادہ ہو تو اول عمرہ کا احرام باندھے پھر ہدی کو ہانکے اور ساتھ لے چلے اور ہدی کو آگے سے رسی پکڑ کر کھینچنا اور چلانا جائز ہے مگر افضل پیچھے سے ہانکنا ہے البتہ اگر پیچھے سے ہانکنے سے نہ چلے تو آگے سے رسی پکڑ کر لے جانے کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر ہدی گائے یا اونٹ ہو تو اُس کے گلے میں قلادہ بھی ڈالے۔ قلادہ سے مراد یہ ہے کہ جوتی یا زنبیل کا ٹکڑا یا درخت کی چھال رسی میں باندھ کر جانور کے گلے میں ڈالدے۔

مسئلہ: اشعار کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اشعار کرنا جانتا ہو ورنہ مکروہ ہے۔ اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان کے نیچے کے حصے میں اتنا ہلکا شگاف دے کہ جس سے صرف کھال چر جائے گوشت اور ہدی تک شگاف نہ پہنچے اور جو خون اُس زخم سے نکلے اس سے جانور کا کوہان رنگ دے۔ اس سے مقصود ہدی پر نشان لگانا ہے کہ دیکھنے والا اس نشان کو دیکھ کر سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور گائے بکری وغیرہ کے اشعار کرنا مکروہ ہے۔

ل غنیۃ ص ۱۲۵ ۱۲ منہ

مسئلہ ہدی ساتھ لانیوالا عمرہ کے بعد سر نہ منڈائے اگر سر منڈالے گا یا اور کوئی فعل ممنوعاتِ احرام سے کرلیگا تو اس کی جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ ہدی ساتھ لانیوالا رمی کے بعد دمِ تمتع ذبح کر کے جب سر منڈائے گا تو دونوں احراموں سے نکلے گا اس سے پہلے دونوں احرام باقی رہیں گے۔

مسئلہ متمتع[1] ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے۔

مسئلہ متمتع آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھے اور اس سے پہلے باندھنا افضل ہے اور حرم میں جس جگہ سے چاہے احرام باندھ سکتا ہے لیکن مسجد حرام اور مسجد حرام سے بھی حطیم میں باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ متمتع اگر آٹھویں تاریخ کو احرام باندھ کر حج کی سعی پہلے ہی کرنی چاہے تو ایک نفلی طواف رمل و اضطباع سے کرنے کے بعد سعی کرے ورنہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے۔

مسئلہ متمتع پر طوافِ قدوم واجب نہیں عمرہ کے بعد جس قدر چاہے نفل طواف کرے۔

نقشہ افعالِ عمرہ اور افعالِ حج

عمرہ اور افراد و تمتع و قران کے جملہ مناسک مختصر طریقے سے فہرست کے طور پر ترتیب وار علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں حاجی کو چاہیے کہ اس فہرست کو عمرہ اور حج کے وقت ساتھ

---

[1] قال فی اللباب ولا یعتمر قبل الحج وقال القاری فی الشرح وہذا بناء علی ان المکی ممنوع من العمرۃ المفردۃ ایضا قد سبق انہ غیر صحیح بل انہ ممنوع من التمتع والقران وہذا المتمتع آفاقی غیر ممنوع من العمرۃ فجاز لہ تکرارہا لانہا عبادۃ مستقلۃ کالطواف اہ ص ۱۵۶ ۱۲ سعید احمد

رکھے اور ہر چیز کے احکام اس کے کرتے وقت اس کے بیان میں دیکھ لے۔ اس فہرست میں طوافِ قدوم کے علاوہ باقی افعال صرف وہ شمار کئے گئے ہیں جو شرط یا رکن یا واجب ہیں باقی سُنن اور مستحبات کو شمار نہیں کیا گیا کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے ان کا ذکر ہر چیز کے بیان میں ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھیں

افعالِ عمرہ

(۱)	احرام عمرہ	شرط
(۲)	طواف معہ رمل[1]	رکن
(۳)	سعی	واجب
(۴)	سر منڈانا یا کتروانا	واجب

تنبیہ (۱) قارن کیلئے سعی طواف قدوم کے بعد افضل ہے اگر اس کے بعد سعی کرنیکا ارادہ ہو تو رمل اور اضطباع بھی نہ کرے اور سعی طواف زیارۃ کے بعد کرے۔ ۲۔ طواف وداع اہل مکہ پر واجب نہیں ۳۔ اکثر ہندوستانی لوگ چونکہ ہدی ساتھ نہیں لیجاتے اسلئے ہم نے تمتع کی اسی صورت کے احکام لکھے ہیں اگر کسی کیساتھ ہدی ہو تو اسکو عمرہ کی سعی کے بعد سر منڈانا نہ ہوگا بلکہ اسی طرح احرام رہیگا۔ اور آٹھویں کو دوسرا احرام حج کا باندھنا ہوگا۔ ۴۔ افراد کرنیوالا اگر سعی طواف قدوم کے بعد کرے تو طوافِ قدوم میں رمل و اضطباع بھی کرے مگر افضل یہ ہے کہ سعی طواف زیارۃ کے بعد کرے

افعالِ حج افراد

(۱)	احرام	شرط
(۲)	طوافِ قدوم	سنت
(۳)	وقوف عرفہ	رکن
(۴)	وقوف مزدلفہ	واجب
(۵)	رمی جمرہ عقبہ	واجب
(۶)	قربانی	اختیاری
(۷)	سر منڈانا	واجب
(۸)	طواف زیارت	رکن
(۹)	سعی	واجب
(۱۰)	رمی جمار	واجب
(۱۱)	طواف وداع	واجب

[1] رمل سنت ہے۔

افعالِ قِران			افعال تمتع جبکہ ہدی ساتھ نہ ہو		
(۱)	احرام حج و عمرہ	شرط	(۱)	احرام عمرہ	شرط
(۲)	طواف عمرہ معہ رمل [۱]	رکن	(۲)	طواف عمرہ معہ رمل	رکن
(۳)	سعی عمرہ	واجب	(۳)	سعی عمرہ	واجب
(۴)	طواف قدوم معہ رمل	سنت	(۴)	سر منڈانا	واجب
(۵)	سعی	واجب	(۵)	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
(۶)	وقوفِ عرفہ	رکن	(۶)	وقوف عرفہ	رکن
(۷)	وقوفِ مزدلفہ	واجب	(۷)	وقوفِ مزدلفہ	واجب
(۸)	رمی جمرہ عقبہ	واجب	(۸)	رمی جمرہ عقبہ	واجب
(۹)	قربانی	واجب	(۹)	قربانی	واجب
(۱۰)	سر منڈانا	واجب	(۱۰)	سر منڈانا	واجب
(۱۱)	طوافِ زیارت	رکن	(۱۱)	طواف زیارت	رکن
(۱۲)	رمی جمار	واجب	(۱۲)	سعی	واجب
(۱۳)	طواف وداع	واجب	(۱۳)	رمی جمار	واجب
			(۱۴)	طوافِ وداع	واجب

[۱] رمل سنت ہے ۱۲ منہ۔

جنایات یعنی ممنوعات احرام و حرم اور اُن کی جزا

جنایات، جنایت کی جمع ہے۔ جنایت لغت میں تقصیر اور خطا کو کہتے ہیں اور حج کے بیان میں ہر اس فعل کا ارتکاب جنایت ہے جس کا کرنا احرام یا حرم کی وجہ سے ممنوع ہو۔ احرام کی جنایات آٹھ ہیں۔

(۱) خوشبو استعمال کرنا (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بال دُور کرنا[1] (۵) ناخن کاٹنا (۶) جماع کرنا (۷) واجبات حج سے کسی واجب کو ترک کرنا (۸) خشکی کے جانور کو شکار کرنا۔

حرم کی جنایات دو ہیں (۱) حرم کے جانور کو چھیڑنا یعنی شکار کرنا اور تکلیف پہنچانا (۲) حرم کا درخت اور گھاس کاٹنا۔

ان سب چیزوں کو ترتیب وار معہ اُن کی جزاء کے انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائیگا

قواعد کلیہ اول چند قاعدے سمجھ لینے چاہئیں۔ جنایات کے بیان میں ان سے بہت مدد ملے گی بلکہ ان کو زبانی یاد رکھنا چاہیئے۔

قاعدہ (۱) جنایات کا ارتکاب اگر بلا عذر کیا جائے اور اس فعل کو کامل طور سے کیا جائے تو دم کا وجوب حتمی طور سے متعین ہے اور اگر بلا عذر ناقص طریق سے کیا جائے تو صدقہ کا وجوب حتمی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ارتکاب کیا اور کامل طور سے کیا تو دم یا روزہ یا صدقہ بطور تخییر واجب ہوتا ہے یعنی تینوں میں سے جو چاہے ادا کر سکتا ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ناقص طور سے کیا ہے تو روزہ یا صدقہ واجب ہوگا اور دونوں میں اختیار ہوگا کہ جو چاہے اختیار کرے۔

قاعدہ (۲) جنایات حرم اور خشکی کے شکار کی جزاء میں اختیار ہے کہ اسکی قیمت کا

[1] اپنے بال سے جوں مارنا یا جدا کرنا ۱۲ شیر محمد

جانور ذبح کردے اگر اتنے میں جانور آسکتا ہو یا اس کی قیمت صدقہ کردے یا اس کی بجائے روزے رکھے۔

قاعدہ ۳: جنایت احرام میں قارن پر عمرہ ادا کرنے سے پہلے دو جزا ہوتی ہیں کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں اور مفرد پر ایک البتہ قارن اگر میقات سے بلا احرام کے گذر جائے تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔

قاعدہ ۴: جس جگہ جزا میں مطلق دم بولا جائے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ یا دنبہ ہوتا ہے اور گائے اور اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور دم میں قربانی کے تمام شرائط کا اعتبار ہے۔

سالم اونٹ یا گائے صرف دو جگہ واجب ہوتی ہے ایک تو جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارۃ کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے عورت سے ہم بستر ہونا۔

قاعدہ ۵: جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو مراد ہوتا ہے اور جس جگہ صدقہ کی مقدار متعین کردی جائے اس سے مراد خاص وہی مقدار ہوتی ہے صاع اسی روپے کے سیر سے ساڑھے تین سیر ہوتا ہے۔

قاعدہ ۶: ممنوعاتِ احرام اگرچہ عذر کی حالت میں کئے جائیں تب بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

قاعدہ ۷: واجباتِ حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزا واجب ہوتی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزا واجب نہیں ہوتی۔

شرائطِ وجوبِ جزاء

جزا واجب ہونے کے لئے اسلام عقل اور بلوغ شرط ہے۔ کافر نابالغ اور مجنون پر جزا واجب نہیں ہوتی اور ان کی طرف سے ان کی ولی پر بھی واجب نہیں ہوتی البتہ

اگر احرام کے بعد مجنون ہوا اور پھر بعد میں ہوش آگیا اگرچہ چند سال کے بعد ہو تو ممنوعات احرام کی جزا واجب ہو گی۔

مسئلہ: جزا جنایات اور کفارات فوراً ادا کرنی واجب نہیں لیکن اخیر عمر میں جب ظنِ غالب فوت ہونے کا ہو تو اس وقت ادا کرنا واجب ہے اگر تاخیر کی تو گناہ ہوگا اور وصیت کرنی واجب ہو گی۔ اگر وارث بلا وصیت کے جزا ادا کریں تو ادا ہو جاتی ہے۔ البتہ وارث کو جزا میں میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ کفارات کو جلد ادا کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: جنایت قصداً کرے یا بھول کر یا خطاءً مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے کرے یا جاگتے نشہ میں ہو یا بیہوش۔ مالدار ہو یا تنگدست خود کرے یا کسی کے کہنے سے معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزا واجب ہو گی۔

مسئلہ: قصداً جنایت کرنا سخت گناہ ہے اور اس کی جزا دینے سے گناہ معاف نہیں ہوتا۔ گناہ کے معاف ہونے کے لئے توبہ کرنی ضروری ہے اور ارتکاب جنایت سے حج مبرور[۲] نہیں ہوتا۔

خوشبو اور تیل استعمال کرنا

خوشبو[۱] ہر وہ چیز ہے کہ جس میں اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں جیسے مشک کافور۔ عنبر۔ صندل۔ گلاب۔ ورس۔ زعفران۔ کسم۔ حنا۔ لوبان۔ بنفشہ۔ چنبیلی۔ بیلا۔ نرگس۔ تِل کا تیل۔ زیتون کا تیل۔ خطمی۔ عود۔ ایسنس اور دیگر عطریات و خوشبودار چیزیں۔

---

[۱] عالمگیری ص ۲۵۵ و غنیۃ ص ۱۳۰ [۲] یعنی حج مبرور کا ثواب نہیں ملتا۔

خوشبو لگانے سے مُراد بدن یا کپڑے پر خوشبو کا اس طرح لگ جاتا ہے کہ بدن اور کپڑے سے خوشبو آنے لگے اگرچہ کوئی جزء خوشبو کا نہ لگے۔[1]

مسئلہ پھول اور خوشبودار پھل سونگھنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی لیکن سونگھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ قصداً خوشبو لگائی جائے یا بھول کر، ارادہ سے یا بلا ارادہ زبردستی سے یا خوشی سے بہر صورت جزاء واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ خوشبو کا استعمال بدن لنگی۔ چادر بستر اور سب کپڑوں میں ممنوع ہے اسی طرح خوشبودار خضاب یا دوا یا تیل لگانا یا کسی خوشبودار چیز سے بدن اور بالوں کو دھونا یا کھانا پینا سب ممنوع ہے۔

مسئلہ۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے خوشبو کا استعمال احرام کی حالت میں ناجائز ہے

مسئلہ۔ عاقل بالغ محرم نے کسی سارے بڑے عضو جیسے۔ سر۔ پنڈلی۔ چہرہ۔ داڑھی

---

[1] یہ عبارت اسکی موہم ہے کہ محض خوشبو بدن یا کپڑے پر سے آنے لگے اگرچہ خوشبو کا الصاق بدن و کپڑے سے نہ ہوا ہو۔ مثلاً کوئی شخص کسی مکان میں جائے جہاں تجمیر ہو رہی ہو تو فقط وہاں جانے سے اس کے بدن و کپڑے سے خوشبو آئے تو بھی ممنوع ہو معلم الحجاج میں غنیۃ کی اس عبارت سے لیا گیا ہے۔ المراد بالالصاق اللصوق والتعلق بحسب الریح لا بالتصاق جزء الطیب مخدوم صاحب محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مُراد بتطییب آن است کہ الصاق کند طیب را بہ بدن خود یا ثوب خود اما اگر شم کرد طیب را جائز باشد مع کراہت و ہمچنیں اگر مس کرد طیب را پس ملتزق نگشت۔ چیزے از طیب ببدن وے یا آنکہ متعلق گشت بوئے رائحہ او فقط بجرم او پس ایں فعل مکروہ است ولیکن لازم نمیشود کفارہ آن آگے غنیہ میں لکھتے ہیں۔ ولہذا لو ربط شوبہ مسکا او نحوہ یجب الجزاء ولو ربط العود لم یجب لوجود الالصاق فی الاول دون الثانی ایضاً ص ۱۳۱ پر ہے وان ربط العود فلاشئی علیہ وان وجد رائحتہ ولو اجمر ثوبہ فعلق بہ کثیر فعلیہ دم او قلیل فصدقۃ وان لم یعلق بہ شئی فلاشئی علیہ مختصراً اھ ۱۳۰ لا فرق بین ان یلتزق بثوبہ عینہ

ران۔ہاتھ۔ہتھیلی وغیرہ پر خوشبو لگائی یا ایک عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہوگیا اگرچہ لگاتے ہی فوراً دور کردی ہو یا دھو دی ہو اور اگر پورے بڑے عضو پر نہیں لگائی بلکہ تھوڑے یا اکثر حصہ پر لگائی یا کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، انگلی، پہنچے[1] وغیرہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ عضو کے چھوٹے بڑے ہونیکا اعتبار اس وقت ہے جب خوشبو تھوڑی ہو اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر اگر بڑے عضو کے تھوڑے حصہ میں یا چھوٹے عضو پر بھی لگائے گا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی اور زیادہ ہونے میں عرف پر مدار ہوگا جس کو عرف میں زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ ہوگی اور جس کو تھوڑا سمجھا جائے وہ تھوڑی ہوگی اگر کوئی عرف ہو ورنہ جس کو دیکھنے والا یا خود لگانے والا زیادہ سمجھے وہ زیادہ ہے اور جس کو وہ کم سمجھے کم ہے۔

مسئلہ احرام کی نیت سے پہلے خوشبو لگائی اور پھر کسی دوسرے عضو پر لگ گئی تو کوئی جزاء واجب نہ ہوگی اور اس کا سونگھنا بھی مکروہ نہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور رائحہ اس سے معلوم ہوا کہ خوشبو کی ذات چپٹ جائے یا رائحہ (یعنی ایسی چیز کی خوشبو جو کہ بدن یا کپڑے میں حلول کرتی ہے جیسے مشک۔ کافور وغیرہ بخلاف عود کے کہ اسکی بو دوسری چیز کو چپٹتی نہیں اگرچہ اس کے الصاق سے کپڑے یا بدن سے خوشبو آنے لگے (ان وجد رائحۃ اور جس کی خوشبو چپٹ جاتی ہے اس میں بھی ذات خوشبو سے الصاق شرط ہے کذا فی البحر ثوبہ بالبخور فتعلق بہ فعلیہ دم لانہ انتفاع بالطیب (بحر) لان الرائحۃ ہہنا متعلقۃ بالعین الخ بخلاف ما اذا دخل بیتاً قد اجمر فیہ فعلق بثیابہ علیہ لانہ غیر منتفع بعینہ لان الرائحۃ ہہنا لیست متعلقۃ بالعین ومجرد الرائحۃ لا یمنع منہ غنیۃ ص۳ امیرے خیال ناقص میں یہ آتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایسی خوشبو کا بدن یا کپڑے کو لگ جانا کہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پر اس کی ریح چپٹ جاوے نہ یہ کہ ایسی قسم کی خوشبو جو بدن اور کپڑے کے ساتھ ملصق تو ہو جائے لیکن اسکی خوشبو مشک اور کافور کی طرح نہ چپٹے فقط بو رائحہ محسوس ہو، عود کی طرح تب بھی جزا لازم ہو ہرگز نہیں

[1] الشارب عضو صغیر وہو بعض اللحیۃ فلا یبلغ ربعہا کما صرح بہ فی مسئلۃ اخذ الشارب فعد فی الاعضاء الکبیرۃ ہہنا کما وقع فی اللباب لا یظہر لہ وجہ اھ غنیۃ ۱۲

مسئلہ: احرام باندھنے سے پہلے عطر لگایا اور احرام کے بعد اس کی خوشبو باقی ہے تو کچھ حرج نہیں چاہے کتنی ہی مدت تک باقی رہے۔

مسئلہ: ایک جگہ بیٹھ کر سارے بدن کو خوشبو لگائی تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر مختلف جگہ لگائی تو ہر جگہ کا مستقل دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: بدن پر متفرق طور سے خوشبو لگائی۔ اگر سب جگہ کو جمع کرنے کے بعد ایک بڑے عضو کے برابر ہو جائے تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ۔

مسئلہ: عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے گی تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: عطر والے کی دوکان پر بیٹھنے کا مضائقہ نہیں البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر ایک محرم دوسرے محرم کے خوشبو لگائے تو لگانے والے پر کوئی جزا نہیں۔ لگوانے والے پر جزا ہے لیکن دوسرے کو بھی لگانا حرام ہے۔

مسئلہ: کپڑے پر خوشبو لگائی یا خوشبو لگا ہوا کپڑا پہن لیا تو اگر ایک بالشت مربع (یعنی ایک بالشت — طول و عرض) میں یا اس سے زیادہ میں خوشبو لگی ہوئی ہے اور اس کو ایک دن کامل یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہوگا اور اگر ایک بالشت سے کم میں لگی ہوئی ہے یا پورا ایک دن یا ایک رات نہیں پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر خوشبو لگا ہوا کپڑا ایسا سلا ہوا تھا جو محرم کو پہننا منع ہے تو اس صورت میں دو جنایت شمار ہونگی ایک خوشبو کی اور ایک سلائی کی اسلئے دو جزا واجب ہونگی

مسئلہ: چادر یا تہبند کے پلہ میں کافور عنبر مشک وغیرہ کوئی خوشبو باندھی اور خوشبو زیادہ تھی تو اگر ایک دن رات باندھے رہا تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی تھی یا ایک پورا دن یا ایک رات پوری نہیں باندھی تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ: زعفران یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات کامل پہنا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ: کپڑے کو دھونی دی اور بہت سی خوشبو کپڑے کو لگ گئی اور ایک دن یا رات اس کو پہنا تو دم دے اور اگر تھوڑی لگی ہو یا پورا دن یا رات نہ پہنا ہو تو صدقہ دے اور اگر خوشبو بالکل نہیں لگی تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ: ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں کسی چیز کی دھونی دی گئی تھی اور کپڑوں میں خوشبو آنے لگی اور خوشبو کپڑوں پر بالکل نہیں لگی تو کچھ واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ: احرام سے پہلے کپڑوں کو دھونی دی اور انکو پہنکر احرام باندھا تو کچھ بھی واجب نہیں

مسئلہ: زعفران یا کسم میں رنگا ہوا تکیہ محرم کو لگانا مکروہ ہے۔

تنبیہ: خوشبو کیوجہ سے جب جزا واجب ہو تو خوشبو کو فوراً بدن اور کپڑے سے دور کرنا واجب ہے اگر اس کا کفارہ دے دیا اور اسکو دور نہیں کیا تو دوسری جزا پھر واجب ہو جائیگی اور اس خوشبو کو اگر کوئی غیر محرم شخص موجود ہو تو اس سے دھلوائے خود نہ دھوئے یا خود پانی بہائے اور اسکو ہاتھ نہ لگائے تاکہ دھوتے ہوئے خوشبو کا استعمال لازم[1] نہ آئے۔

مسئلہ: اگر بہت سی خوشبو کھائی یعنی اتنی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی سی کھائی یعنی منہ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقہ واجب ہے یہ اسوقت ہے جب کہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں اگرچہ خوشبو کی چیز غالب ہو اور اگر پکا ہوا کھانا نہ ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خوشبو کی چیز غالب ہے تو دم واجب ہے اگرچہ خوشبو بھی نہ آتی ہو اور اگر مغلوب ہے تو دم یا

---

[1] اگر کپڑے میں خوشبو لگتے ہی کپڑا بدن سے جدا کر دیا یا دھو ڈالا تو کچھ لازم نہیں بخلاف بدن پر لگنے کے کہ اس پر لگتے ہی جزاء لازم ہوتی ہے۔ ۱۲ شیر محمد۔

صدقہ نہیں اگرچہ خوشبو خوب آتی ہو، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ: دار چینی۔ گرم مصالحہ وغیرہ کھانے میں ڈال کر پکانا اور کھانا جائز ہے۔

مسئلہ: پینے کی چیز میں مثلاً چائے قہوہ وغیرہ میں خوشبو ملائی تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم ہے اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ ہے۔ لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہوگا اور پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانے کی وجہ سے کچھ فرق نہیں آتا پینے کی چیز میں خوشبو ڈال کر خواہ پکایا جائے یا نہ پکایا جائے بہرصورت جزا ہے۔

مسئلہ: لیمن سوڈا یا اور کوئی پانی کی بوتل یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہوئی ہو اگرچہ برائے نام ہو وہ اگر پی جائیگی تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اشنان (ایک گھاس ہے) میں اگر اتنی خوشبو ملی ہو کہ دیکھنے والا اس کو اشنان یا صابون سمجھتا ہے اور کہتا ہے تو صدقہ ہے لیکن اگر کئی مرتبہ اس کو استعمال کیا یا دیکھنے والا اس کو خوشبو کہتا ہے تو دم ہے اور خالص صابون[له] سے دھونے میں کوئی چیز واجب نہیں لیکن محرم کو میل دور کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ خبیص صفر یعنی حلوا مزعفر کھانا جائز ہے۔

مسئلہ: پان میں لونگ الائچی کھانا مکروہ ہے۔ کھانے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا یا ایسی دوائی لگائی جس میں خوشبو غالب ہے اور

له ولو غسل راسه اوبدہ باشنان فیہ الطیب فان کان من راٰہ سماہ اشنانا فعلیہ صدقۃ الا ان یغسل مرارا فدم ولو غسل راسہ بالحرض والصابون لا روایۃ فیہ وقالوا لا شئ فیہ لانہ لیس بطیب ولا یقتل کذا فی الغنیۃ واللباب قلت ولینظر حکم الصابون الذی یلین الشعر ویقتل الھوام وفیہ الطیب الظاھر ما ذکروا ان فیہ صدقۃ ولم اره صریحا ۱۲ اس۔

پکی ہوئی نہیں ہے تو اگر زخم ایک بڑے عضو کی برابر یا اس سے زیادہ نہیں تو صدقہ واجب ہے اور اگر ایک بڑے عضو یا زیادہ کی برابر ہے تو دم واجب ہے۔

مسئلہ: ایک زخم پر کئی مرتبہ خوشبودار دوا لگائی یا اسی جگہ دوسرا زخم اور ہو گیا اور اس پر بھی دوا لگائی یا اور دوسری جگہ زخم ہو گیا اور پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا اور دونوں پر دوا لگائی تو دونوں کے لئے ایک جزا کافی ہے۔ اور اگر پہلا زخم اچھا ہونیکے بعد دوسرا زخم ہوا اور اس پر دوا لگائی تو اس کے لئے دوسری جزا واجب ہو گی۔

مسئلہ: زیتون یا تل کا خالص تیل اگر ایک بڑے عضو یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہے۔ اور اگر اس کو کھا لیا یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ: زیتون یا تل کا تیل زخم پر یا ہاتھ یا پاؤں کی بوائیوں میں لگایا یا ناک کان میں ٹپکایا تو نہ دم نہ صدقہ

مسئلہ: تل کے یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہے جیسے گلاب یا چنبیلی وغیرہ کے پھول ڈالدیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب اور چنبیلی کہتے ہیں یا اور کوئی خوشبودار تیل اگر ایک عضو کامل پر لگایا جائے گا تو دم ہو گا اور اس سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ: چربی۔ گھی۔ روغن بادام کڑوا تیل کھانا لگانا جائز ہے اور مشک و کافور وعنبر جو چیزیں خود خوشبو ہیں انکے استعمال سے جزا واجب ہوتی ہے اگرچہ دوا کے طور پر ہو۔

مسئلہ: بلا خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے اور اگر خوشبودار ہو تو صدقہ ہے لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہو گا۔

مسئلہ: اگر سارے سر یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیا اور مہندی تیلی تیلی لگائی خوب گاڑھی نہیں لگائی تو دم واجب ہے اور اگر گاڑھی گاڑھی لگائی تو دو دم واجب ہوں گے۔ اگر سارے دن یا ساری رات لگائے رکھا اور اگر ایک دن یا رات سے کم لگایا

تو ایک دم اور ایک صدقہ واجب ہوگا ایک دم خوشبو کی وجہ سے اور ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی دم واجب ہوگا کیونکہ اس کے لئے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ ساری داڑھی یا پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوتا ہے

مسئلہ: وسمہ یعنی نیل کا خضاب اگر اتنا گاڑھا کیا کہ سر ڈھک گیا اگر ایک دن یا رات لگا رہا تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا اور اگر تپلا تھا تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔ لیکن صدقہ کر دینا اچھا ہے۔

مسئلہ درد سر کی وجہ سے اگر خضاب کیا تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ احرام سے پہلے سر پر گوند یا اور کوئی چیز اتنی گاڑھی لگائی کہ سر ڈھکنے کے حکم میں ہو گیا تو احرام کی حالت میں اس کو باقی رکھنا جائز نہیں ہاں اتنی تھوڑی سی کوئی چیز تیلی تپلی سر میں ابتدائے احرام کے وقت لگانا جائز ہے جس سے سر نہ ڈھکے اور احرام باندھنے کے بعد اتنی تھوڑی لگانی بھی مکروہ ہے۔

سلا ہوا کپڑا پہننا

مرد کے لئے احرام میں جو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے اس سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو پورے بدن کے برابر یا کسی عضو کی برابر بنایا جائے اور بدن کا یا عضو کا احاطہ کر لے خواہ سلائی کے ذریعہ سے یہ صورت پیدا ہو یا کسی چیز سے چپکا کر یا بنائی کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے۔

مسئلہ مرد نے احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہنا اسی طرح پہنا جس طرح اس کو عام طور سے پہنا جاتا ہے تو اگر ایک دن یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں اگر ایک گھنٹہ پہنا ہو تو نصف صاع صدقہ ہے اور گھنٹہ سے کم میں ایک مٹھی گیہوں دیدے، اور اگر ایک روز سے زیادہ پہنا ہے تب بھی ایک دم

ہے اگرچہ کتنے ہی روز پہنے رہے اور اگر رات کو اس نیت سے نکالا کہ صبح کو پھر پہن لونگا روز اسی طرح رات کو نکالتا اور صبح کو پہنتا رہا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔ جب تک اس نیت سے نہ نکالے کہ اب نہیں پہنوں گا۔ اگر اس نیت سے نکالا کہ اب پھر نہیں پہنوں گا اور اس کے بعد پہن لیا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا۔ پہلا کفارہ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔

مسئلہ: ایک دن یا ایک رات سے مراد ایک دن یا رات کی مقدار ہے چاہے پورا دن یا پوری رات نہ ہو مثلاً اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک پہنا تب بھی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: سارے دن یا رات کپڑا پہن کر دم دے دیا اور کپڑا نکالا نہیں بلکہ پہنے رہا تو دوسرا دم دینا ہوگا۔ اور اگر دم نہیں دیا اور کئی روز پہن کر نکالا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کئی کپڑے مثلاً کرتہ، پاجامہ، عمامہ وغیرہ اگر ایک ہی ضرورت[1] کی وجہ سے یا سارے بلا ضرورت ایک ہی مجلس میں یا کئی مجلسوں میں ایک دن یا ایک رات پہنے تو ایک ہی جزاء واجب ہوگی اور اگر ایک کپڑا ضرورت سے پہنا اور ایک بے ضرورت پہنا تو دو جزا ہوں گی۔

---

[1] ایک ہی ضرورت سے مراد ایک وقت میں ضرورت ہے چاہے مختلف قسم کی ضرورتیں ہوں مثلاً عمامہ درد سر کی وجہ سے باندھا جائے اور کرتہ سردی کی وجہ سے اور موزہ پھنسیوں کی وجہ سے پہنا جائے اور ایک ہی دن میں یہ تینوں چیزیں استعمال کی جائیں تو اس صورت میں ایک ہی جزا واجب ہوگی۔ ہاں اگر ایک ضرورت ختم ہوگئی اور اس کے بعد دوسری ضرورت کے لئے دوسرا کپڑا پہنا جائے گا تو دو جزا واجب ہوں گی۔ ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ

مسئلہ: ایک کرتہ پہننے کی ضرورت تھی اور دو کرتے پہن لیے[1] یا ٹوپی کی ضرورت تھی لیکن عمامہ بھی باندھ لیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا یا کسی کو ایک مجلس میں عمامہ کی بھی ضرورت ہوئی اور کرتے کی بھی اور دونوں کو اسی وقت پہن لیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا اور اگر کرتے کی ضرورت تھی عمامہ کی ضرورت نہیں تھی لیکن عمامہ بھی باندھ لیا تو دو کفارے ہونگے ایک کفارہ ضرورت کی وجہ سے اور ایک بلا ضرورت استعمال کی وجہ سے۔

مسئلہ سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھا اور ایک دن یا رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور کم میں صدقہ۔ **مسئلہ** بخار کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر بخار اتر گیا اور کپڑا نہیں اتارا اس کے بعد اور بخار آگیا[2] یا اور کوئی مرض پیدا ہو گیا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا خلاصہ یہ کہ ہر مرض کو علیحدہ سبب شمار کیا جائے گا اور ہر ایک کے لئے کپڑا استعمال کرنے سے مستقل کفارہ ہوگا۔

مسئلہ ضرورت کیوجہ سے کپڑا پہنا پھر یقین ہو گیا کہ اب ضرورت نہیں رہی لیکن پہنے رہا نکالا نہیں تو اگر ایک رات یا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ اور اگر یقین نہیں تھا شک تھا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ **مسئلہ** تیسرے دن بخار جاڑا آتا ہے یا کوئی دشمن مقابلہ میں ہے اور اس کی وجہ سے روز کپڑا پہننا اور نکالنا پڑتا ہے یہ ایک ہی سبب[3] شمار ہوگا اور ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور اگر کوئی[4] دوسرا بخار یا دوسرا دشمن آگیا تو دوسرا سبب[5] شمار ہوگا اور اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ دینا ہوگا۔

---

[1] لیکن بلا ضرورت دو کرتے پہننا گناہ ہے [2] بخار کے اتر جانے کے بعد فوراً دوسرا مرض پیدا نہ ہوا بلکہ تھوڑے وقت کے بعد ہوا اور کپڑا نہیں اتارا تو تین جزائیں ہونگی پہلی اور پچھلی مخیرہ اور بیچ کی حتمی غیر مخیرہ اور اگر بخار کے اترجانیکے بعد معاً دوسرا مرض پیدا ہوا دو جزائیں مخیرہ لازم ہونگی اور اگر بخار کے اترجانیکے بعد فوراً کپڑا بھی اتار دیا اور اسکے بعد دوسرا عذر پیدا ہوا اور پھر کپڑا پہنا تو دو جزائیں مخیرہ دینی ہونگی حسب مدت کے ان مسائل میں اکثر حجاج مبتلا ہوتے ہیں خیال رکھنا چاہیے ۱۲ شیر محمد [3] بشرطیکہ پہلا سبب جاتا رہا ہو ۱۲ شیر محمد [4] ایک سبب کیوجہ یہ ہے کہ گویا یہ پہلا سبب کسی زمانہ تک مستمر چلا جا رہا ہے اور بیچ میں یہ عارضی افاقہ ہے یعنی بالکل چھوڑ کر نہیں گیا ہے ۱۲ شیر محمد [5] اگر پہلا عذر بالکل چلا گیا اس کے بعد دوسرا عذر پیدا ہوا تو یہ دوسرا سبب شمار ہوگا۔ ۱۲ شیر محمد

مسئلہ اگر کرتہ کو چادر کی طرح لپیٹ لیا یا لنگی کی طرح باندھ لیا یا شلوار کو لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہ ہوگا مطلب یہ ہے کہ سلے ہوئے کپڑے کے پہننے کا جو طریقہ ہے اس کے خلاف پہننے سے جزا واجب نہ ہوگی۔ **مسئلہ** چوغہ یا قبا مونڈھوں پر ڈال لی اور بٹن نہیں لگائے اور نہ ہاتھ آستینوں میں ڈالے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ لیکن اس طرح پہننا مکروہ ہے اور اور اگر بٹن لگالئے یا ہاتھ آستینوں میں ڈال لئے تو ایک دن یا رات پہننے کی صورت میں دم واجب ہوگا اور کم میں صدقہ۔ **مسئلہ** چادر کو رسّی سے باندھنے سے کچھ واجب نہ ہوگا لیکن مکروہ ہے۔ **مسئلہ** اگر صرف شلوار یا پاجامہ ہی پاس ہے اور کوئی کپڑا نہیں اس وجہ سے اس کو بلا پھاڑے حسب معمول پہن لیا تو اگر شلوار یا پاجامہ اتنا بڑا ہے کہ اس کو پھاڑ کر تہبند بنا سکتا ہے تو دم واجب[۱] ہوگا ورنہ فدیہ ہوگا۔ **مسئلہ** عورت کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے اس پر کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔ **مسئلہ** اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دیا تو پہنانے والے پر جزا نہیں لیکن گناہ ہے اور پہننے والے پر جزا ہے۔ **مسئلہ** عورت کو سلا ہوا کپڑا پہننا چونکہ احرام میں جائز ہے اس لئے اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** موزے یا بوٹ جوتا پہننا احرام میں منع ہے اگر جوتا نہ ہو تو اس کو بیچ قدم کی ابھری[۲] ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹ کر پہننا

---

[۱] دم تب لازم ہوگا جب کہ پورا دن پہنے ورنہ پہلی صورت میں بھی صدقہ حتمی اور ثانی صورت میں صدقہ مخیرہ ہوگا۔ اکثر آدمی فدیہ سے مراد صدقہ سمجھتے ہیں حالانکہ فدیہ سے مراد مطلق جزا ہے۔ مرادہ الدم المتحتم لغیر الضرورۃ والفدیۃ المخیرۃ فی الضرورۃ ۱۲ شبیر محمد

[۲] اس کو اوپر ساق موزہ سے لیکر بیچ قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے تک کاٹ کر پہننا جائز ہوگا ورنہ فقط اوپر کی ہڈی کا انکشاف مراد ہوگا۔ اس مسئلہ میں میں بھی مدت تک مغالطہ میں رہا اور علی العموم لوگ بھی یہی سمجھتے رہے کہ محض اس ہڈی کا کھلا رکھنا ضروری ہے اگرچہ اور سارا پاؤں موزہ وغیرہ میں مستور رہے تو حرج نہیں ہے بعد میں یہ عبارتیں ملیں اور علمائے نے بھی تصحیح فرمائی۔ الذی فی الحدیث ولیقطعهما حتی یکونا اسفل من الکعب وهو اصح مما قال ابن کمال والمراد قطعهما بحیث یصیر الکعبان وما فوقهما من الساق مکشوفا لا قطع موضع الکعبین فقط کما لا یخفی۔ رد المحتار ۱۲ شبیر محمد

جائز ہے اور کوئی جزا واجب نہیں اگر بلا کاٹے ایسا جوتا یا موزہ پہنا جو بیچ قدم کی ہڈی تک کو ڈھانک لے تو ایک دن یا ایک رات پہننے سے دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ۔ **مسئلہ**: اگر موزہ کاٹ کر پہننے کے بعد چپل[1] یا ایسا جوتہ مل گیا کہ جو بیچ کی ہڈی کو نہیں[2] ڈھانپتا تو ان کٹے ہوئے موزوں کو نکالنا ضروری نہیں۔ اگر ان کو پہنے رہا تو کچھ جزا واجب نہ ہوگی لیکن چپل کے ہوتے ہوئے ان کا پہننا مکروہ ہے

مسئلہ: بنیان زرہ۔ بارانی ٹوپ والی اور کوٹ پہننا بھی ناجائز ہے۔

سر اور چہرہ کو ڈھانکنا

مسئلہ مرد کو احرام میں سر اور منہ دونوں ڈھانکنا منع ہے اور عورت کے لئے صرف چہرہ ڈھانکنا منع ہے تو اگر مرد نے احرام کی حالت میں سارا سر یا چہرہ یا چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کسی ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے عادتاً ڈھانکتے ہیں جیسے عمامہ ٹوپی یا اور کوئی کپڑا سلا ہوا یا بغیر سلا سوتے یا جاگتے قصداً ہو یا بھول کر راضی سے ہو یا زبردستی سے خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو۔ عذر سے ہو یا بلا عذر بہر صورت جزا واجب ہو گی

مسئلہ اگر ایک دن یا رات کامل یا اس سے زیادہ سر یا چہرہ یا ان کا چوتھائی حصہ کسی کپڑے سے ڈھانکا یا عورت نے صرف چہرہ کو ڈھانکا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر چوتھائی حصہ سے کم ڈھانکا یا ایک دن یا رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر سر کو ایسی چیز سے چھپایا کہ عادت اور معمول اس سے چھپانے کا نہیں (جیسے طشت، پیالہ، ٹوکرا، پتھر، ڈھیلا، لوہا، تانبا، پیتل، چاندی، سونا، لکڑی شیشہ وغیرہ)

---

[1] چپل بھی ایسا ہو جو قدم کی پشت کو نہ ڈھانپتا ہو ورنہ وہ بھی جوتہ کے حکم میں ہوگا۔ ۱۲ منہ

[2] فقط قدم کے بیچ کی ہڈی کو کھلا رکھنا نہیں ہے بلکہ اس کے اوپر کے کعبین سے لے کر اس ہڈی سے نیچے تک کھلا رکھنا ضروری ہے للاحتیاط ۱۲ شیر محمد

سارا چھپایا یا تھوڑا تو اس سے کچھ واجب نہ ہوگا۔ **مسئلہ** اگر کیچڑ سر کو لگائی تو جزا واجب ہوگی **مسئلہ** محرم کے سونے کی حالت میں کسی نے اس کا سر ڈھانک دیا یا کپڑا پہنا دیا تو اگر بلا عذر کے ایسا ہوا تو دم کا وجوب حتمی ہوگا اور اگر عذر کی وجہ سے کیا تو اختیاری اور یہ دم محرم پر ہوگا۔

بال مونڈنا اور کترنا

مسئلہ بال مونڈنا کترنا، اکھاڑنا۔ نورہ یا بال صفا سے دور کرنا، جلانا سب کا ایک حکم ہے جزا میں کچھ فرق نہیں **مسئلہ**۔ خود بال مونڈے یا منڈوائے زبردستی سے یا خوشی سے قصداً یا بھول کر سب صورتوں میں جزا واجب ہوگی **مسئلہ** اگر چوتھائی سر یا داڑھی یا اس سے زیادہ کے بال احرام کھولنے کے وقت سے پہلے دور کیے یا کرائے تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ **مسئلہ** عورت نے اگر حلال ہونے کے وقت سے پہلے ایک انگل کی برابر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کے بال کتروائے تو دم واجب ہے، اور چوتھائی سے کم میں صدقہ **مسئلہ** تمام گردن یا ایک پوری بغل یا زیر ناف کے بال دور کرنے سے دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ ہے **مسئلہ** تمام سینہ یا تمام ران یا ساری پنڈلی کے بال مونڈے یا دونوں لبیں کتروائیں تو صدقہ ہے **مسئلہ** اگر پچھنے لگوانے کی جگہ مونڈ کر پچھنے لگوائے تو دم واجب ہے اور اگر صرف منڈایا پچھنے نہیں لگوائے تو صدقہ ہے۔ **مسئلہ** اگر گنجے کے سر میں بقدر چوتھائی سر کے بال ہوں اور اس کو منڈوائے تو دم واجب ہے اور کم ہوں تو صدقہ ہے **مسئلہ** ایک مجلس میں سر داڑھی دونوں بغل اور تمام بدن کے بال منڈائے تو ایک ہی دم ہوگا اور اگر مختلف مجلسوں میں منڈائے تو ہر ایک مجلس کا علیحدہ حکم ہوگا اور ہر ایک کی جزا کا مستقل اعتبار ہوگا **مسئلہ** سر منڈایا اور دم دیدیا اور اس کے بعد خدانخواستہ داڑھی منڈائی تو دوسرا دم واجب ہوگا **مسئلہ** اگر چار مجلسوں میں چوتھائی چوتھائی سر منڈایا اور بیچ میں کفارہ نہیں دیا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ متفرق جگہ سے تھوڑا تھوڑا سر منڈایا تو اگر سب جگہ کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہو جائے تو دم ہے ورنہ صدقہ۔ **مسئلہ** روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے، تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں۔ **مسئلہ** اگر وضو کرتے ہوئے یا اور کسی طرح سر یا داڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی گیہوں دیدے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک مٹھی دے اور اگر تین بال سے زائد اکھاڑے تو آدھا صاع صدقہ کرے۔ **مسئلہ** محرم نے اگر دوسرے محرم کا چوتھائی سر مونڈیا تو مونڈنے والے پر صدقہ اور منڈانے والے پر دم ہے۔ **مسئلہ**[1] اگر محرم حلال کا سر مونڈے تو حلال پر کچھ نہیں محرم کچھ تھوڑا سا صدقہ کر دے اور اگر حلال نے محرم کا سر مونڈا تو محرم پر دم ہے اور حلال پر صدقہ کامل (نصف صاع) گیہوں ہے۔ **مسئلہ** پڑبال آنکھ سے دور کرنا جائز ہے اس کے دور کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔ **مسئلہ** محرم نے اگر محرم یا حلال کی مونچھ مونڈی یا کتری یا ناخن کاٹا تو جو چاہے[2] صدقہ کر دے۔

ناخن کاٹنا

مسئلہ اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں یا چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے تو ایک

---

[1] وكذا عليه صدقة ان حلق راس حلال وقيل تصدق بما شاء وجزم به في البحر والنهر وكذا اذا حلق حلال راس محرم فعلى الحالق الحلال صدقة كما لو حلق نبات الحرم وقيل لا شيء عليه والاول ذهب اليه الزيلعي والسروجي وصاحب الفتح والشمني وتبعهم في البحر والنهر والثاني صرح به في البدائع ومناسك الفارسي والعناية واعتمده في اللباب وشرحه (غنية) اوافتاء الاول العلامة البنجوهي في مناسكه ۱۲ منه [2] وفي اللباب وان اخذ المحرم من شارب محرم او حلال فعليه صدقة فلا يصح لان المحرم اذا حلق شاربه وجبت عليه الصدقة فاذا حلق شارب غيره اطعم ما شاء كسرة خبز او كفا من طعام لقصور الجناية وتمامه في البحر اه غنية ۱۲ منه۔

دم لازم ہوگا اور اگر چاروں اعضائے کے چار مجلسوں میں کاٹے تو چار دم لازم ہوں گے اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے اور دوسری مجلس میں دوسرے ہاتھ کے تو دو دم لازم ہوں گے۔ **مسئلہ** اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے یا پانچ ناخن متفرق کاٹے مثلاً دو ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے کے یا سولہ ناخن متفرق چار چار چاروں ہاتھ پاؤں کے کاٹے تو تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ (نصف صاع) واجب ہوگا لیکن اگر سب ناخنوں کا صدقہ دم کی قیمت کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دینا چاہیئے تاکہ دم کی قیمت سے کم ہو جائے اور قلیل کثیر کا ایک حکم نہ ہو جائے۔ **مسئلہ** ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہ ہوگا **مسئلہ** اگر اپنا ہاتھ مع انگلیوں کے ناخن سمیت کاٹ ڈالا تو دم نہ صدقہ

تنبیہات

(۱) اگر عذر کی وجہ سے کوئی جنایت کی اور دم واجب ہوا تو اختیار ہے کہ دم دے یا تین صاع گیہوں چھ مسکینوں کو دیدے یا تین روزے رکھے[ا] اگرچہ مالدار ہو اور اگر صدقہ واجب ہے تو روزہ اور صدقہ میں اختیار ہوگا اور بلا عذر جنایت کی وجہ سے جس جگہ دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے وہ متعین طور سے واجب ہوتا ہے اس میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں (۲) جس جگہ متعین طور سے دم واجب ہو اس جگہ دم کے عوض طعام اور روزے جائز نہ ہونگے۔ (۳) شرعی عذر یہ ہیں۔ (۱) ہر قسم کا بخار (۲) سخت سردی (۳) سخت گرمی (۴) زخم پھنسی کا ہو یا ہتھیار کا۔ (۵) درد تمام سر کا یا آدھے سر کا (۶) سر میں جوئیں کثرت سے ہو جانا (۷) پچھنے لگوانا۔ (۸) مرض یا سردی سے ہلاک ہونے کا ظن غالب ہونا (۹) جنگ کیلئے ہتھیار لگانا (۱۰) دم کو جنایت سے پہلے ذبح کرنا کافی نہیں بعد میں ذبح کرنا شرط ہے (۱۱) صدقہ گیہوں یا گیہوں کے آٹے سے نصف صاع یعنی پونے دو سیر آدھی چھٹانک انگریزی سیر سے، اور جو،

[ا] یہ تین روزوں کی تخصیص احرام میں لباس پہننے یا خوشبو لگانے یا حلق کرانے یا ناخن کٹوانے ان چاروں محظورات کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف شکار کی جنایت کے۔ ۱۲ شیر محمد

یا جَو کا آٹا۔ کھجور کشمش سے پورا ایک صاع قیمت دینا بھی جائز بلکہ افضل ہے۔

جماع وغیرہ کرنا

مسئلہ: شہوت سے عورت یا کسی لڑکے کا بوسہ لیا یا لپٹایا یا ہاتھ لگایا یا مباشرت قبل اور دبر کے علاوہ اور کسی جگہ کی یا شرمگاہ سے شرمگاہ ملائی تو دم واجب ہوگا۔ انزال ہو یا نہ ہو اور حج فاسد نہ ہوگا مسئلہ اگر عورت کی طرف شہوت سے دیکھا یا دل میں تصور کیا اور انزال ہوگیا یا احتلام ہوگیا تو کچھ لازم نہ ہوگا لیکن غسل واجب ہوگا۔ مسئلہ ہاتھ سے منی نکالی یا جانور سے جماع کیا یا مردہ عورت سے یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جو قابل شہوت نہیں ہے جماع کیا تو اگر انزال ہوگیا تو دم واجب ہے ورنہ کچھ واجب نہ ہوگا اور حج بھی فاسد نہ ہوگا۔[1]

مسئلہ اگر آدمی سے قُبل یا دُبر میں جماع کیا اور حشفہ غائب ہوگیا۔ سونے کی حالت میں ہو یا جاگنے کی اور خوشی سے ہو یا زبردستی سے عذر سے ہو یا بلا عذر سے۔ قصداً ہو یا بھول کر، انزال ہو یا نہ ہو،

اور وقوفِ عرفہ سے پہلے یہ فعل کیا تو حج فاسد ہوگیا اور دم واجب ہوگیا۔ اگر عورت اور مرد دونوں محرم تھے تو دونوں پر ایک ایک دم واجب ہوگا۔ اور بکری کافی ہوگی اور باقی افعال حج کے مثل حج صحیح کے ادا کرنے ہوں گے اور ممنوعات احرام سے بچنا ضروری ہوگا۔ اگر کوئی جنایت ہوجائے گی تو اس کا کفارہ واجب ہوگا اور آئندہ سال حج کی قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ حج نفل ہی ہو اور بلا افعال حج کے ادا کئے احرام سے نہیں نکلے گا۔ آئندہ سال قضا میں زوجہ سے جدا ہونا واجب نہیں لیکن اگر جماع میں مبتلا ہونیکا خوف ہو تو احرام کے وقت سے علیحدہ ہوجانا مستحب ہے۔

مسئلہ اگر وقوفِ عرفات کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہیں ہوا لیکن اس پر بدنہ (یعنی ایک اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی بکری کافی

---

[1] البتہ بعض صورتیں ان میں چونکہ ناجائز ہیں اس لئے گناہ ہوگا۔ ۱۲۔

نہ ہوگی۔ **مسئلہ** اگر سر منڈانے کے بعد طواف زیارت[1] سے پہلے یا طواف زیارت کے بعد سر منڈانے سے پہلے جماع کیا تو بکری واجب ہوگی اور حج فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ طواف اور سر منڈانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ سر منڈانے اور طواف کرنے سے پہلے جماع کیا اس کے بعد پھر دوبارہ جماع کیا اور دوسرے جماع سے احرام سے حلال ہونے کی نیت نہیں تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں دوبارہ جماع کیا ہے تو ایک بدنہ واجب ہوگا اور اگر دو مجلسوں میں کیا ہے تو اول جماع کی وجہ سے ایک بدنہ اور دوسرے کے لئے ایک بکری واجب ہوگی۔ اور اگر دوسرا جماع احرام سے نکلنے کے لئے کیا تھا تو صرف ایک بدنہ واجب ہوگا اگرچہ مختلف مجالس میں جماع[2] کیا ہو۔

مسئلہ اگر وقوف عرفہ سے پہلے ایک مجلس میں ایک عورت یا چند عورتوں سے جماع کیا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر کئی مجلس میں ایک عورت یا کئی عورتوں سے جماع کیا تو ہر مجلس کے لئے ایک دم واجب ہوگا۔ **مسئلہ** اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوگئے اور دم قران ساقط ہوگیا۔ اور حج و عمرہ کی قضاء اور دو دم حج و عمرہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے لازم ہوگئے۔ اور اس وقت بھی حج اور عمرہ دونوں کے افعال پورے کرنے واجب ہوں گے۔

مسئلہ اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طواف زیارۃ کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج اور عمرہ فاسد نہیں ہوا لیکن ایک بدنہ اور ایک بکری

---

[1] یہ عند الجمہور ہے لیکن محققین کے قول میں طواف و حلق سے پہلے ہو یا حلق کے بعد اور طواف سے پہلے بھی بدنہ ہے۔ ۱۲ شیر محمد۔

[2] یہ جبکہ فاعل اپنے زعم میں یہ جانتا ہو کہ اس قصد سے میں احرام سے خارج ہو چکا ہوں ورنہ دم بھی لازم ہوگا۔ انما تعتبر من زعم انہ خرج منہ بمجرد ملامستہ عدم الخروج اما من علم انہ لا یخرج منہ وزال المقصد فانہا لا تعتبر منہ ارشاد الساری ۱۲ شیر محمد۔

واجب ہو گئی اور دمِ قران بھی دینا ہو گا۔ مسئلہ اگر قارن نے وقوفِ عرفہ سے پہلے اور طوافِ عمرہ پورا یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا تو صرف حج فاسد ہوا عمرہ فاسد نہیں ہوا۔ حج کی قضا اور دو بکری واجب ہو گئیں۔ ایک حج فاسد ہونے کی وجہ سے اور ایک عمرہ کے احرام میں جماع کرنے کی وجہ سے اور دمِ قران ساقط ہو گیا اور اگر سر منڈانے کے بعد پورا یا اکثر طوافِ زیارۃ کرنے سے پہلے جماع کیا تو دو بکری لازم ہونگی اور بعض کہتے ہیں کہ حج کے لئے بدنہ ہو گا اور عمرہ کے لئے کچھ نہ ہو گا۔ شیخ ابن ہمام نے اسی کی تصویب کی ہے اور اگر بلا سر منڈائے طوافِ زیارت کے چار پھیرے کئے اور بلا سر منڈائے ہی جماع کر لیا تو دو بکری واجب ہوں گی۔

مسئلہ اگر مجنون یا قریب البلوغ لڑکے نے جماع کر لیا تو حج اور عمرہ فاسد ہو گیا لیکن ان پر جزا اور قضا واجب نہیں اور افعال کا پورا کرنا بھی لازم نہیں لیکن استحباباً ان سے افعال پورے کرانے چاہئیں۔ مسئلہ عورت اور مرد غلام اور آزاد کا حکم احرام کی حالت میں جماع کرنے کا یکساں ہے۔ مسئلہ اگر جماع کی حالت میں احرام باندھا تو احرام صحیح ہو جائیگا لیکن حج فاسد ہو گا اور افعال کا پورا کرنا لازم ہو گا۔

مسئلہ مفرد کا حج اگر فاسد ہو جائے تو اس پر صرف حج کی قضا ہے عمرہ کی نہیں ہے۔

مسئلہ عمرہ میں اگر طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا اور ایک بکری واجب ہو گئی۔ تمام افعال پورے کر کے حلال ہو اور عمرہ قضا کرے اور اگر چار پھیرے پورے کرنے کے بعد کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا لیکن ایک بکری واجب ہو گئی۔

مسئلہ عمرہ کرنے والے نے اگر دوسری مرتبہ مجلس میں جماع کیا تو ایک بکری دوسری مرتبہ بھی واجب ہو گی۔

مسئلہ عمرہ کرنے والے نے طواف کے بعد اور سعی سے پہلے یا طواف اور سعی سے فارغ ہو کر سر منڈانے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا لیکن ایک بکری واجب ہو گئی اور سر منڈانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہیں۔

واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا

مسئلہ اگر پورا یا اکثر طواف زیارت[1] بے وضو کیا تو دم دے اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل یا نصف سے کم طوافِ زیارت بلا وضو کیا تو ہر پھیرے کے لئے آدھا صاع صدقہ دے اور اگر تمام پھیروں کا صدقہ دم کی برابر ہو جائے تو کچھ تھوڑا سا کم کر دے اور اگر ان تمام صورتوں میں وضو کر کے طواف کا اعادہ کر لیا تو کفارہ اور دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن مکروہ ہے۔ **مسئلہ**[2] اگر پورا یا اکثر طواف زیارۃ جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو بدنہ یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے سالم واجب ہوگا اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ[3] ساقط ہو جائے گا۔ **مسئلہ۔** جو طواف جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا ہو اس کا اعادہ واجب ہے اور جو بے وضو کیا ہے اس کا اعادہ مستحب ہے **مسئلہ** اگر سعی پہلے طواف کے بعد کر چکا ہو تو سعی کا اعادہ نہ کرے کیونکہ پہلا طواف معتبر ہو گیا۔ لیکن ناقص ہونے کی وجہ سے اعادہ کیا گیا ہے اور دوسرا طواف صرف اس نقصان کی تلافی کے لئے ہے۔

مسئلہ اگر طوافِ زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور طوافِ وداع طہارت سے کیا تو اگر طوافِ وداع ایامِ نحر (دس ذی الحجہ سے بارہ تک) میں کیا ہے تو یہ طواف طواف زیارۃ بن جائے گا اور طوافِ وداع چھوڑنے کا دم لازم ہوگا لیکن اگر پھر طواف کر لیا تو یہ طوافِ وداع

---

[1] طواف بلا وضو کرنا [3] جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں طواف کرنا ۱۲ منہ

[2] اگر نصف سے کم طواف زیارۃ جنابت سے کیا تو بھی قربانی ہے۔ ۱۲ شیر محمد

ہو جائے گا اور دم ساقط ہو جائیگا اور اگر طواف وداع ایام نحر گذرنے کے بعد کیا تب بھی یہ طواف زیارۃ ہو جائے گا۔ لیکن دو دم واجب ہوں گے۔ ایک طواف زیارۃ کی تاخیر کی وجہ سے دوسرا طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے ہاں اگر اس کے بعد اس نے طواف کر لیا تو یہ طواف وداع ہو جائے گا اور دوسرا دم جو طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا ساقط ہو جائے گا۔ مسئلہ طواف زیارۃ ایام نحر میں بے وضو کیا تو اگر اس کے بعد طوافِ وداع ایام نحر میں ہی باوضو کر لیا تو یہ طوافِ زیارۃ بن جائے گا اور اگر ایام نحر کے بعد کیا تو طواف زیارۃ کے قائم مقام نہ ہوگا بلکہ دم واجب ہوگا۔ مسئلہ ف۱ طواف عمرہ پورا یا اکثر یا قلیل اگرچہ ایک ہی چکر ہو اگر جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں یا بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا۔ مسئلہ طواف عمرہ میں بدنہ اور صدقہ واجب نہیں ہوتا اور حدث و جنابت اور قلیل و کثیر کے احکام میں بھی کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ عمرہ کے کسی واجب کے ترک کرنے سے بدنہ یا صدقہ واجب نہیں ہوتا بلکہ صرف دم (یعنی صرف ایک بکری یا ساتواں حصہ گائے یا اونٹ کا) واجب ہوتا ہے لیکن عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے مثل احرام حج کے صدقہ واجب ہوتا ہے۔ مسئلہ ف۲ طواف زیارۃ کے ایک یا دو تین چکر چھوڑنے سے دم واجب ہوگا لیکن اگر طوافِ وداع ایام نحر میں کر لیا تو طواف زیارۃ کو طوافِ وداع سے پورا کریں گے اور دم ساقط ہو جائے گا اور طوافِ وداع کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے ہر پھیرے کے بدلہ میں پورا صدقہ یعنی نصف صاع دینا ہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد طواف وداع کیا تو بھی طوافِ زیارت کو پورا کریں گے لیکن طواف فرض کے چکروں کو ایام نحر سے موخر کرنے کی وجہ سے ہر پھیرے کے بدلے میں پورا صدقہ دینا ہوگا اور طوافِ وداع کے چکر چھوٹ جانے کی وجہ سے دوسرا صدقہ اور دینا ہوگا۔ مسئلہ اگر طوافِ زیارۃ کے چار چکر

ف۱: طواف عمرہ جنابت وغیرہ میں کرنا۔ ف۲ طواف زیارۃ وغیرہ کے کچھ چکر چھوڑ دینا یا سارا چھوڑنا۔

یا پورا طواف چھوڑ دیا تو ساری عمر عورت حلال نہ ہو گی اور عورت کے حق میں احرام باقی رہے گا اور اسی احرام سے اگر طواف کرنا واجب ہو گا بدل دینا کافی نہ ہو گا جب ادا کریگا اس وقت عورت حلال ہو گی اور اس حالت میں اگر جماع کر لیگا تو ہر جماع کے بدلے مجلس مختلف ہونے کی صورت میں ایک دم واجب ہو گا۔ **مسئلہ**۔ اگر طوافِ قدوم یا طواف وداع کا ایک چکر یا دو تین چکر ترک کیے تو ہر چکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہو گا اور اگر چار چکر یا زیادہ چھوڑ دیئے تو دم واجب ہو گا اور طواف قدوم بالکل چھوڑنے کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہو گا لیکن چھوڑنا مکروہ اور برا ہے۔ **مسئلہ**[ف۱] اگر پوری سعی یا اکثر چکر سعی کے بلا عذر ترک کیے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو حج ہو گیا لیکن دم واجب ہو گا اور بدون اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کیا یا سوار ہو کر کیا تو کچھ واجب نہ ہو گا اور اگر بلا عذر ایک یا دو یا تین چکر سعی کے چھوڑ دیئے یا سوار ہو کر کیے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہو گا **مسئلہ**[ف۲] اگر عرفہ سے غروب سے پہلے نکل گیا تو دم واجب ہو گا۔ اگرچہ بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑنے کے لئے نکلا ہو البتہ غروب سے پہلے عرفہ میں واپس آگیا تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر غروب کے بعد آیا تو دم ساقط نہ ہو گا۔ **مسئلہ** اگر وقوف مزدلفہ بلا عذر ترک کیا تو دم واجب ہو گا اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کیا تو یا عورت نے ہجوم کے خوف سے ترک کیا تو کچھ واجب نہ ہو گا۔ **مسئلہ**[ف۳] اگر چاروں دن کی رمی بالکل ترک کر دے یا ایک روز کی رمی ساری ترک کر دے اگرچہ دسویں تاریخ ہی کی ہو یا اکثر کنکریاں ایک روز کی رمی کی ترک کر دے مثلاً دسویں کی رمی سے چار کنکریاں یا گیارہ کنکریاں اور دنوں کی رمی سے ترک کر دیں تو سب صورتوں میں دم واجب ہو گا اور اگر ایک دن کی رمی سے تھوڑی کنکریاں ترک کر دیں

ف۱:۔ واجبات سعی کو چھوڑنا ف۲ عرفہ سے غروب سے پہلے نکلنا وقوف مزدلفہ ترک کرنا ۱۲۔

ف۳ واجبات رمی ترک کرنا۔

جیسا کہ تین یا اس سے کم دسویں کو اور دس یا اس سے کم اور دلوں میں تو ہر کنکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا۔ البتہ اگر مجموعہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے۔

مسئلہ اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لیے حرم سے باہر سر منڈوایا یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لیے حرم سے باہر ایام نحر میں سر منڈوایا تو دم واجب ہوگا اور اگر حج میں خارج حرم ایام نحر کے بعد سر منڈایا تو دو دم واجب ہوں گے[۲] ایک حرم سے خارج سر منڈانے کا دوسرا تاخیر کا۔ **مسئلہ** عمرہ کرنیوالا یا حج کرنے والا اگر حد حرم سے نکلجائے اور پھر حرم میں واپس آ کر سر منڈوائے تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر حاجی ایام نحر کے بعد حرم میں آ کر سر منڈائے تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔ **مسئلہ** اگر مفرد یا قارن نے یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈایا یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈایا یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ مفرد کے لئے صرف رمی اور سر منڈانے میں ترتیب واجب ہے۔ کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں ہے اور قارن و متمتع کو تینوں (یعنی رمی اور ذبح اور سر منڈانا) میں ترتیب واجب ہے اول رمی کریں اس کے بعد ذبح کریں اس کے بعد سر منڈائیں اگر تقدیم و تاخیر کی تو دم واجب ہوگا۔

خشکی کے جانور کا شکار کرنا اور اس کو ایذا دینا

مسئلہ خشکی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جس کی پیدائش خشکی میں ہو اگرچہ بعد میں دریا میں رہنے لگا ہو اور دریائی جانور سے وہ مراد ہے جس کی پیدائش پانی میں ہو اگرچہ بعد میں خشکی میں رہنے لگا ہو اعتبار اصل پیدائش کا ہے بعد میں دریا یا خشکی میں رہنے سے اصلیت

---

[۱] حرم سے باہر سر منڈانا۔ [۲] ہذا عند الامام مفرداً کان الحاج او غیرہ۔ ودم واحد عند محمد ولا شئی علیہ عند ابی یوسف کذا فی الغنیۃ ۱۲ س۔

نہ بدلے گی۔ **مسئلہ** خشکی کا شکار محرم کے لئے حرام ہے اس کے شکار سے جزار واجب ہو گی مگر جو جانور اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ان کے شکار سے جزا واجب نہ ہو گی۔ اور دریائی جانور کا شکار محرم کے لئے جائز ہے اس کے شکار سے کچھ واجب نہ ہوگا اگرچہ حدِ حرم کا ہو۔ **مسئلہ** محرم کے لئے کسی دوسرے شخص کو دلالت یا اشارہ شکار کی طرف کرنا بھی حرام ہے اگر دلالت یا اشارہ کریگا خواہ اوّل مرتبہ یا دوسری مرتبہ اور سہواً ہو یا قصداً شکار مباح ہو یا مملوک بہر صورت جزا واجب ہو گی۔ دلالت سے مراد زبان سے بتا دینا ہے کہ فلاں جگہ شکار ہے لیکن دلالت[1] اور اشارہ سے جزار واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں (۱) قائل دلالت کرنے والے کی تصدیق کرے تصدیق کے لئے یہ کہنا ضروری نہیں کہ تو دلالت میں سچا ہے بلکہ اس کی تکذیب نہ کرے اور اس کی تکذیب کے بعد شکار مارا تو اس پر جزا واجب نہ ہو گی (۲) شکار کرنے والے کو اس کے بتانے سے پہلے شکار کا علم نہ ہو اور شکار اس کو نظر بھی نہ آرہا ہو اگر شکار کرنے والے کو اس کا علم تھا یا شکار کو وہ دیکھ رہا تھا تو محرم پر دلالت کی وجہ سے جزار لازم نہ ہو گی (۳) شکار کو دلالت اور اشارہ کے متصل مارنا۔ اگر متصل نہیں مارا بلکہ دیر کے بعد مارا تو بتانے والے اور اشارہ کرنے والے پر جزار نہ ہو گی (۴) محرم دلالت اور اشارہ کرنے کے وقت سے شکار کے وقت تک محرم رہے، اگر دلالت یا اشارہ کر کے حلال ہو گیا اور پھر اس شخص نے شکار کیا تو بتانے والے پر جزا نہ ہو گی۔

(۵) شکار کرنے والے نے شکار کو اسی جگہ مارا یا پکڑا ہو جہاں محرم نے بتایا تھا اگر اس جگہ ہاتھ نہ آیا بلکہ دوسری جگہ ملا تو بتانے والے پر جزا نہ ہو گی۔

مسئلہ شکار کرنے والے کا محرم ہونا شرط نہیں۔ اگر محرم نے حلال کو شکار بتایا یا اشارہ کیا اور اس نے شکار شرائط مذکورہ کے موافق مارا تب بھی بتانیوالے پر جزار واجب ہو گی۔

مسئلہ محرم سے شکاری نے ذبح کرنے کے لئے چھری۔ چاقو۔ تیر۔ نیزہ وغیرہ مانگا یا

---

[1] والاشارة کالدلالة فی جمیع ما ذکرنا کما فی الغنیة ۱۲ منہ

محرم نے شکاری کو شکار کا حکم کیا تو محرم پر جزا واجب ہوگی لیکن اگر بلا اس کے تیر، چھری، چاقو وغیرہ دینے کے بھی وہ اس کو کسی چیز سے ذبح کر سکتا تھا تو دینے والے پر جزا واجب نہ ہوگی، لیکن مکروہ ہے **مسئلہ** جو جانور دریا میں پیدا ہوا اور خشکی میں رہتا ہے جیسے دریائی کتا۔ مینڈک، کیکڑا۔ ناکو، کچھوا وغیرہ اس کا شکار جائز ہے لیکن مچھلی کے علاوہ اور دریائی جانوروں کا کھانا حرام ہے۔ **مسئلہ** خشکی کا شکار اگرچہ حرام ہو اس کے مارنے سے جزا واجب ہوگی۔ **مسئلہ** بھیڑیا کتا عقعق کے علاوہ چیل۔ بچھو۔ سانپ۔ چوہا۔ کتا اگرچہ وحشی ہو۔ شہری بلی۔ چیونٹی۔ مچھر۔ پسو۔ چچڑی۔ پروانہ۔ گوہ۔ گرگٹ مکھی۔ چھپکلی۔ بھڑ۔ نیولا اور سب حشرات الارض اور زہریلے جانوروں کے مارنے سے بھی جزا واجب نہ ہوگی خواہ حرم میں مارے یا حل میں لیکن جو چیز ایذا نہ دے اس کا قتل کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ کسی درندے نے محرم پر حرم میں یا خارج حرم یا حلال پر حرم میں حملہ کیا اور محرم یا حلال نے اس کو قتل کر دیا تو اگر بلا اس کے قتل کئے اس سے بچنا ممکن نہیں تھا تو اس کے قتل سے کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر بدون قتل اس سے بچنا ممکن تھا یا اس نے حملہ نہیں کیا اور پھر بھی قتل کر دیا تو جزا واجب ہوگی اور اس کی جزا بکری کی قیمت سے زیادہ نہ ہوگی۔ اگرچہ ہاتھی ہو اور اگر وہ درندہ کسی کا مملوک ہو یا اونٹ[1] وغیرہ حلال جانور ہو تو مالک کو اس کی قیمت بھی دینی ہوگی اور اس کی کوئی حد نہیں جس قدر ہو ادا کرنی ہوگی اور اگر کسی ایسے جانور نے حملہ کیا کہ جس کا کھانا حلال ہے جیسے نیل گائے وغیرہ اور محرم نے اس کو قتل کر دیا تو بہر صورت جزا واجب ہوگی، درندہ سے مراد ہر وہ جانور ہے جس کا کھانا حلال نہ ہو اور ان جانوروں میں سے بھی نہ ہو جن کا مارنا محرم کے لئے حلال ہے۔ **مسئلہ** پاموز کبوتر (جس کی ٹانگوں پر پر ہوتے ہیں) کے مارنے سے بھی جزا واجب ہوگی۔ **مسئلہ** محرم کو بکری گائے اونٹ بھینس[2] مرغی گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے۔

---

[1] اونٹ کی قیمت مالک کو دی جائیگی باقی جزا وغیرہ کچھ نہیں کیونکہ اونٹ شکار نہیں ہے ۱۲ شیر محمد

[2] جس ملک میں بھینس وغیرہ وحشی ہوں وہ بھی وہاں شکار کے حکم میں ہوگی جیسے سوڈان میں کذا فی الغنیۃ ۱۲

مسئلہ جنگلی بط کا ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ شکار ہے اس کے مارنے سے جزا واجب ہو گی۔ شہری بط کا ذبح کرنا جائز ہے۔ مسئلہ ایسی بکری کا ذبح کرنا اور کھانا محرم کے لئے جائز ہے جس کا باپ ہرن ہو۔ مسئلہ اگر حلال شخص نے حرم سے باہر شکار کیا اور ذبح بھی اس کو حرم سے باہر حلال ہی نے کیا تو اس کا کھانا محرم کیلئے جائز ہے اگرچہ محرم ہی کی نیت سے اس نے شکار کیا ہو لیکن شرطیہ ہے کہ محرم نے دلالت یا اعانت و اشارہ یا حکم حلال کو نہ کیا ہو۔ اگر ان میں سے کوئی چیز محرم کی طرف سے پائی گئی تو اس کا کھانا محرم کو جائز نہ ہو گا حلال کو جائز ہو گا۔

مسئلہ ہرن یا اور کوئی وحشی جانور اگر پلا ہوا ہو تو وہ شکار ہی کے حکم میں ہے اس کے مارنے سے جزا واجب ہو گی اور مالک کو اس کی قیمت بھی دینی ہو گی اور اونٹ یا اور کوئی غیر وحشی جانور اگر متوحش ہو کر بھاگ جائے تو وہ شکار کے حکم میں نہیں ہو گا۔

مسئلہ کسی نے اپنے لئے خیمہ لگایا اور اس میں شکار الجھ کر مر گیا تو کچھ واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ اگر شکار کو زخمی کیا یا اس کے پر یا بال اکھاڑ دیئے اور جانور مرا نہیں، تو جتنا نقصان ہوا وہ دینا ہو گا۔ مثلاً صحیح سالم ہونے کی حالت میں اس کی قیمت دو روپے ہوتی اور اب اس نقصان کے بعد وہ ڈیڑھ روپے کا رہ گیا تو آٹھ آنے نقصان کے دینے ہوں گے۔

مسئلہ شکار کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ جانور کی خیر خواہی مقصود تھی لیکن اس سے زخم ہو گیا مثلاً کبوتر وغیرہ کو بلی سے چھڑاتے ہوئے یا جال سے نکالتے ہوئے زخم ہو گیا یا پر ٹوٹ گیا تو کچھ واجب نہ ہو گا اگرچہ جانور مر جائے۔

مسئلہ اگر شکار کے بازو یا ٹانگ ایسی طرح توڑ دی کہ اب وہ اڑ کر یا بھاگ کر اپنی جان نہیں بچا سکتا تو اس کی پوری قیمت واجب ہو گی اگرچہ مرا نہ ہو اور اگر اس کی جزا دینے کے بعد اس کو مار ڈالا تو پھر دوسری جزا واجب ہو گی۔ اور اگر پہلی جزا دینے سے پیشتر مار دیا تو دوسری جزا واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ زخم کھاکر شکار غائب ہوگیا اور اس کے مرنے جینے کا کچھ پتہ نہیں تو احتیاطاً پوری قیمت ادا کرے۔ **مسئلہ** شکار کو زخمی کیا اور وہ مرگیا تو جزا واجب ہوگی اور اگر مرا نہیں بلکہ زخم بالکل اچھا ہوگیا تو بھی جزار ساقط[1] نہ ہوگی اور جو نقصان زخم کی وجہ سے واقع ہوگا وہ دینا ہوگا۔ **مسئلہ** اگر زخم کیوجہ سے جانور زخم کی جزار ادا کرنے سے پہلے مرگیا تو پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر زخم کی جزا ادا کرنے کے بعد مرا تو صرف زخمی کی قیمت واجب ہوگی سالم جانور کی قیمت واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ شکار زخمی ہونے کے بعد غائب ہوگیا یا شکاری زخمی کر کے چلا گیا اس کے بعد شکار کو مُردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور وجہ سے مرا زخم کی وجہ سے نہیں مرا تو جس قدر زخمی کرنے کی وجہ سے جزار واجب ہوتی تھی صرف وہی دینی ہوگی۔ پوری جزا واجب نہ ہوگی اور اگر زخم کی وجہ سے مرا ہو تو پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر کچھ حال معلوم نہ ہو کہ زخم کی وجہ سے مرا یا کسی اور سبب سے تو احتیاطاً پوری قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ حلال شخص نے شکار کو زخمی کیا پھر شکار زخم کھاکر حرم میں داخل ہوگیا پھر حرم میں اس کو دوبارہ محرم یا غیر محرم نے زخمی کیا اور دونوں زخموں کی وجہ سے وہ مرگیا تو زخمی کی قیمت واجب ہوگی کیونکہ اول زخم حلال نے حرم سے خارج کیا تھا اس کیوجہ سے کچھ واجب نہیں ہوا۔ **مسئلہ** شکار کا انڈا توڑنے سے انڈے کی قیمت واجب ہوگی بشرطیکہ گندا نہ ہو اگر گندا ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

---

[1] اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر بالکل اچھا ہوجائے تو جزاء ساقط ہوجائیگی اور بعض کہتے ہیں کہ جزار ساقط نہ ہوگی۔ صاحب بحر نے عدم سقوط جزار کو ظاہر کیا ہے اور علامہ گنگوہی نے بھی زبدہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ ولو برئ من الجرح ولم یبق لہ اثر لا یسقط الجزاء (بدائع) وفی المحیط خلافہ واستظہر فی البحر الاول ومشی فی اللباب علی الثانی وقواہ فی النہر اھ رد المحتار ۱۲ سعید احمد

مسئلہ۔ شکار کا انڈا توڑا اور اس میں مرا ہوا بچہ نکلا تو اگر یہ توڑنے کی وجہ سے مرا ہے تو صرف زندہ بچہ کی قیمت واجب ہوگی۔ انڈے کے بدلے میں کچھ نہ ہوگا اور اگر توڑنے سے پہلے ہی مرا ہوا تھا تو انڈا اور بچہ دونوں میں سے کسی کی بھی جزا واجب نہ ہوگی اور اگر یہ پتہ نہیں چلا کہ توڑنے کی وجہ سے مرا ہے یا پہلے سے مرا ہوا تھا تو زندہ بچہ کی قیمت احتیاطاً ادا کرے۔ مسئلہ۔ شکار کا انڈا اٹھا کر مرغی کے نیچے بچہ نکلنے کے لئے رکھا لیکن اس میں سے بچہ نہیں نکلا انڈا خراب ہو گیا تو جزا واجب ہوگی اور اگر خراب نہیں ہوا زندہ بچہ نکل آیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ مسئلہ شکار کو انڈوں سے بھگا دیا اور انڈے خراب ہو گئے تو جزا واجب ہوگی۔ مسئلہ شکار کی اون کاٹی یا دودھ نکالا اور خود پی لیا تو اون اور دودھ کی قیمت واجب ہوگی۔

شکار کی جزا

مسئلہ شکار کی جزا یہ ہے کہ دو مسلمان عادل شکاری کے علاوہ اس کی قیمت کا اندازہ لگائیں ایک عادل شخص بھی قیمت کے اندازے کے لئے کافی ہے۔ قیمت کی تشخیص میں امور ذیل کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) قیمت کا اندازہ اسی مقام کے لحاظ سے کیا جائے گا جس جگہ شکار مارا ہے اگر وہ جنگل ہے اس جگہ اس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا تو قریب کی آبادی کے لحاظ سے قیمت لگائی جائیگی۔ جس جگہ شکار فروخت ہو سکتا ہو (۲) قیمت کی تشخیص میں جگہ اور قتل کے زمانہ کا لحاظ ضروری ہوگا کیونکہ جگہ اور زمانہ کے تبدیل سے قیمت میں فرق ہو جاتا ہے۔

(۳) قیمت لگانے میں پیدائشی حسن وخوبی کا اعتبار ہوگا تعلیم کا اعتبار جزا میں نہ ہوگا لیکن مملوک ہونے کی صورت میں مالک کو اس کی قیمت تعلیم یافتہ ہونے کے لحاظ سے دلائی جائے گی۔ مسئلہ قیمت کا اندازہ کرانے کے بعد قاتل کو اختیار ہے کہ اس قیمت سے ہدی خرید کر حرم میں ذبح کرے یا گندم خرید کر ہر مسکین کو فطرہ کی مقدار جہاں چاہے دے ہر مسکین کو فطرہ سے کم دینا جائز نہ ہوگا یا ہر مسکین کو غلہ دینے کے عوض ایک ایک روزہ جس جگہ چاہے رکھے۔

اور اگر غلہ مقدار فطرہ سے کم بچے یا کسی جانور کی جزار میں ابتداءً اس قدر کم واجب ہو کہ فطرہ کی مقدار سے کم ہو، مثلاً چڑیا کی قیمت تو اس کو یا تو ایک مسکین کو منتقل دیدے یا ایک روزہ رکھے اور جزا میں اباحت کے طور پر کھانا کھلادینا بھی جائز ہے اور قیمت بھی دینی جائز ہے لیکن ہر مسکین کو قیمت فطرہ سے کم یا زیادہ دینا جائز نہیں اگر کم یا زیادہ دیا تو نفل سے ادا ہوگا واجب سے ادا نہ ہوگا۔ مسئلہ ہر روز ایک ہی مسکین کو بقدرِ فطرہ دینا بھی جائز ہے۔ مسئلہ جزا میں غلہ یا اس کی قیمت اپنے اصول و فروع (یعنی ماں باپ۔ دادا دادی نانا نانی اور اپنی اولاد) کو دینا جائز نہیں مسئلہ اگر ہدی ذبح کرے تو اس کے لئے تمام شرائط قربانی کے ضروری ہیں اور اختیار ہے کہ اس کا سارا گوشت ایک مسکین کو دے یا مختلف مساکین کو۔ مسئلہ ہدی یا غلہ پر قادر ہونے کے باوجود بھی روزہ جزار میں رکھنا جائز ہے اور ایک شکار کی جزار میں ہدی غلہ اور روزہ تینوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے مثلاً ایک شکار کی قیمت اتنی ہے کہ اس میں تین ہدی خریدی جاسکتی ہیں تو جائز ہے کہ ایک ہدی ذبح کرے اور ایک ہدی کے بدلے گندم مساکین کو دیدے اور ایک ہدی کے بدلے روزے رکھے۔ اسی طرح اگر اس کی قیمت دو ہدی کے برابر ہے تو اختیار ہے کہ دو ہدی ذبح کرے یا دونوں کے بدلے روزے رکھے یا ایک ہدی ذبح کرے اور ایک ہدی کے عوض روزے رکھے یا غلہ تقسیم کرے یا تینوں کو جمع کرے یا قیمت دے دے۔

مسئلہ: غلہ میں شکار کی قیمت کا اعتبار ہے اور روزہ میں غلہ کی قیمت کا اعتبار ہے۔

مسئلہ اگر دو محرموں نے یا دو سے زیادہ نے مل کر شکار کو قتل کیا تو ہر ایک کے ذمے پوری جزا واجب ہوگی اور صحیح سالم جانور کی قیمت ہر ایک کو ادا کرنی ہوگی اور اگر سب قارن ہوں تو ہر ایک پر دو جزا قران کی وجہ سے واجب ہوں گی۔

مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اور اس کے بعد دوسرے شخص نے دوسری ضرب ماری تو ہر شخص پر اتنی ہی جزا واجب ہوگی جو اس کی ضرب کی وجہ سے

جانور کی قیمت میں کمی ہوتی ہے اور دونوں کے ذمہ ان دونوں جزاؤں کے علاوہ جو قیمت جانور کی باقی رہ گئی ہے اس کا نصف، نصف بھی ہوگا۔

مسئلہ اگر محرم کے ساتھ شکار کے قتل میں کوئی نابالغ لڑکا یا مجنون یا کافر شریک ہو گیا تو محرم پر پوری جزاء واجب ہوگی لڑکے یا مجنون یا کافر کے ذمے کچھ نہ ہوگا۔

مسئلہ حرم کے شکار میں اگر محرم کے ساتھ کوئی حلال شخص شکار کے قتل میں شریک ہو گیا اور ایک ضرب سے دونوں نے شکار کو مار ڈالا تو محرم پر پوری قیمت واجب ہوگی اور حلال پر نصف واجب ہوگی اور اگر ہر ایک نے ایک ایک ضرب لگائی اور دونوں ضربیں ایک ساتھ لگیں تو ہر ایک پر اتنی ہی جزاء واجب ہوگی جس قدر ضرب کی وجہ سے اس میں نقصان ہوا ہے اور ان جزاؤں کے ادا کرنے کے بعد حلال پر اس کی نصف قیمت دو ضرب کھانے کے بعد کی واجب ہوگی یعنی مجروح کی قیمت لگائی جائے گی۔ سالم کی قیمت نہ لگائی جائے گی اور محرم پر پوری قیمت دو ضرب کے بعد مجروح کی واجب ہوگی اور اگر دونوں کی ضرب ایک ساتھ نہیں لگی بلکہ اول حلال نے اس کو زخمی کیا۔ پھر محرم نے زخمی کیا تو حلال کے ذمہ وہ نقصان ہوگا جو اس کی ضرب کی وجہ سے صحیح وسالم جانور میں پیدا ہوا ہے اور نصف قیمت حلال پر واجب ہوگی لیکن قیمت دو زخم کھانے کے بعد کی ہوگی اور محرم کے ذمہ وہ نقصان ہوگا جو حلال کے زخم کے بعد اس کی ضرب سے بحالت زخم اول ہوا ہے اور محرم پر پوری قیمت دو زخم کے کھانے کے بعد کی واجب ہوگی۔ صحیح سالم جانور کی قیمت واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر کسی محرم نے چند شکار قتل کئے تو ہر ایک کے عوض مستقل جزاء واجب ہوگی لیکن اگر اوّل شکار حلال ہونے اور احرام سے نکلنے کی نیت سے کیا اور پھر اور شکار کئے تو صرف ایک ہی جزاء واجب ہوگی۔

—...+...—

جانور کو زخمی کرنے کے بعد قیمت میں کمی زیادتی ہو جانا

مسئلہ حلال شخص نے حرم کے شکار کو زخمی کیا اور اس کے بدن میں زیادتی ہونے کی وجہ سے یا نرخ تیز ہونے کی وجہ سے قیمت زیادہ ہو گئی مثلاً جب زخمی کیا تھا تو اس کی قیمت دو روپے تھی لیکن بعد میں اون یا کھال کا نرخ تیز ہو جانے کی وجہ سے قیمت چار روپے ہو گئی اور جانور زخم کی وجہ سے مر گیا تو مرنے کے دن جانور کی جو قیمت ہو گی وہ دینی ہو گی اور زخمی کرنے کی وجہ سے جو نقصان اصل قیمت یعنی زخمی کرنے کے وقت کے اعتبار سے ہوا ہے وہ بھی دینا ہو گا اور اگر زخمی کرنے کے بعد قیمت کم ہو گئی اور جانور زخم کی وجہ سے مر گیا تو اگر کمی نرخ گھٹ جانے کی وجہ سے یا بدن میں زخم کے علاوہ اور کسی وجہ سے کمی ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہے تو زخمی کرنے کے دن کی قیمت واجب ہو گی اور جو نقصان کا ضمان دے چکا ہے وہ اس قیمت سے کم کر دیا جائیگا۔ **مسئلہ** محرم نے حرم کا شکار زخمی کیا اور اس کا کفارہ دیدیا اس کے بعد شکار مر گیا اور قیمت نرخ یا بدن بڑھ جانیکی وجہ سے زیادہ ہو گئی تو زیادتی دینی ہو گی۔

مسئلہ اگر محرم نے حِل کا شکار زخمی کیا اس کے بعد احرام کھول دیا اور شکار کی قیمت بڑھ گئی اور شکار کفارہ دینے سے پہلے مر گیا تو زخم کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اسکا ضمان اور مرنے کے دن کی پوری قیمت واجب ہو گی اور اگر حلال ہونے اور کفارہ دینے کے بعد جانور مر گیا تو کچھ واجب نہ ہو گا۔

جوں اور ٹڈی کو مارنا

مسئلہ اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈالا تاکہ جوئیں مر جاویں یا کپڑا جوں مارنے کے لئے دھویا تو ایک جوں کے عوض روٹی کا ٹکڑا یا ایک کھجور دیدے اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں دے دے اور تین سے زیادہ کے عوض اگرچہ کتنی ہی ہوں پورا صدقہ یعنی نصف صاع دے۔

مسئلہ اگر کپڑا دھوپ میں ڈالا یا دھویا اور جوئیں مرگئیں لیکن جوئیں مارنے کی نیت نہیں تھی تو کچھ واجب نہیں۔ **مسئلہ** جوں کو کسی دوسرے سے مروانا یا پکڑ کر زمین پر زندہ ڈالدینا یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لئے دیدینا سب برابر ہے۔ سب صورتوں میں جزا واجب ہوگی **مسئلہ** جوں کی طرف اشارہ کرنا یا زبان سے بتانا بھی منع ہے اگر اشارہ کیا یا بتایا اور جوں ماری گئی تو جزاء واجب ہوگی **مسئلہ** اگر محرم نے غیر محرم کی جوں ماری یا جوں زمین وغیرہ پر پھر رہی تھی، بدن پر نہیں تھی اور اس کو محرم نے مارا تو کچھ واجب نہ ہوگا **مسئلہ** حلال شخص اگر حرم میں جوں مارے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ٹڈی بھی شکار کے حکم میں ہے احرام یا حرم میں ٹڈی مارنے سے بھی جزا واجب ہوتی ہے اور ٹڈی کی جزا بھی جوں کی جزاء کے موافق ہے۔ **مسئلہ** ٹڈی کو قصداً مارا ہو یا بےخبری میں پاؤں کے نیچے آگئی ہو بہر صورت جزا واجب ہوگی۔ ہاں اگر تمام راستہ ٹڈیوں سے بھرا ہوا تھا اور کہیں نکلنے کی جگہ نہ تھی اور پاؤں سے دبکر ٹڈیاں مرگئیں تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

شکار بیچنا ذبح کرنا وغیرہ

مسئلہ اگر محرم شکار پکڑ کر فروخت کرے تو بیع باطل ہے اگرچہ خریدنے والا حلال ہو اسی طرح محرم کے لئے شکار کو خریدنا بھی باطل ہے اگرچہ بیچنے والا حلال ہو **مسئلہ** احرام کی حالت میں شکار کا ہبہ کرنا یا وصیت کرنا یا مہر یا بدل خلع قرار دینا بھی باطل ہے خواہ شکار زندہ ہو یا ذبح کیا ہوا ہو[1]۔ **مسئلہ** حلال شخص اگر حرم کا شکار پکڑ کر بیچے گا تو بیع باطل ہوگی خواہ حرم میں بیچے یا حرم سے باہر نکل کر محرم کے ہاتھ بیچے یا حلال کے ہاتھ اسی طرح حرم میں شکار کا خریدنا بھی باطل ہے **مسئلہ** اگر فروخت کرنیکے بعد شکار مرجائے تو اگر خریدنے والا اور بیچنے والا دونوں محرم ہیں تو دونوں پر جزاء واجب ہوگی اور

---

[1] یعنی جبکہ صید کو محرم نے احرام کی حالت میں ذبح کیا ہو اور جسکو حلال نے حل میں ذبح کیا ہو اسکے بعد احرام باندھا ہو اس کو خود کھانا اور دوسرے کو دینا جائز ہے ۱۲ شبیر محمد

اگر ایک ان دونوں میں سے حلال ہے اور حرم میں یہ معاملہ نہیں ہوا تو صرف محرم پر جزا ہوگی اور خریدنے والا بیچنے والے کو ضمان بھی دیگا اور اگر دونوں حلال ہیں لیکن حرم میں خریدا اور بیچا ہے تو دونوں پر جزا واجب ہوگی۔ **مسئلہ** اگر محرم احرام کے بعد یا حلال حرم میں شکار کی بیع کریگا تو بیع کو رد کیا جائے گا اور شکار اگر ہلاک ہوجائے یا خریدنے والا شکار خریدنے کے بعد غائب ہوجائے تو بیچنے والا جزا دے گا۔ **مسئلہ** محرم کا ذبح کیا ہوا شکار مُردار ہے اس کا کھانا حرام ہے نہ خود محرم کو کھانا جائز ہے نہ کسی اور محرم یا حلال کو اسی طرح حرم کا شکار بھی حرام ہے خواہ محرم ذبح کرے یا حلال لیکن[1] بعض کے نزدیک حلال شخص اگر حرم کا شکار ذبح کرے تو حلال ہے مگر کفارہ واجب ہے اور جزا ادا کرنے کے بعد اس میں سے جس قدر کھایا ہے اس کا بدلہ واجب نہیں البتہ توبہ و استغفار ضروری ہے۔

محرم نے اگر شکار ذبح کیا اور اس میں سے کچھ کھالیا تو اگر شکار کی جزا دینے سے پہلے کھایا ہے تو صرف شکار کی جزا ہی واجب ہوگی اور جو کچھ کھایا اس کا بدلہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر جزا دینے کے بعد کھایا تو جو کچھ کھایا ہے شکار کی جزا کے علاوہ اس کی قیمت علیحدہ واجب ہوگی اور خود کھانا یا اپنے کتے کو کھلانا برابر ہے۔ دونوں صورتوں میں جزا کا ایک حکم ہے لیکن اگر اس محرم کے ذبح کئے ہوئے شکار سے کوئی دوسرا محرم یا حلال شخص کھالے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ البتہ توبہ و استغفار سب پر ضروری ہوگا کیونکہ مردار جانور کا گوشت کھایا ہے۔

مسئلہ اگر محرم نے شکار کا انڈا یا ٹڈی بھونی یا شکار کا دودھ نکالا تو اس کی جزا واجب ہوگی اور جزا دینے کے بعد اگر ان چیزوں کو کھائے پیئے گا تو کھانے کی وجہ سے صرف توبہ و استغفار واجب ہوگا کچھ بدلہ واجب نہ ہوگا اور محرم کو شکار کا دودھ یا انڈا کھانا مکروہ ہے اور حلال کے لئے بلاکراہت جائز ہے۔ **مسئلہ** اگر حلال شخص نے شکار کیا اور محرم نے ذبح کیا یا محرم نے شکار کیا اور حلال نے ذبح کیا تو دونوں صورتوں میں جانور مُردار ہوگیا اس کا کھانا حرام ہے

---

[1] کذا فی ردالمحتار عن شرح القاری و زبدۃ المناسک ۱۲۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے حلال ہونے کی حالت میں شکار کیا اور اس کے بعد احرام باندھا اور پھر اس شکار کو ذبح کیا یا محرم ہونے کے وقت شکار کیا اور حلال ہو کر ذبح کیا تو بھی وہ حرام ہو گیا۔ **مسئلہ** اگر محرم کو احرام کی حالت میں کھانے کو شکار اور مردار کے سوا کچھ نہ ملے اور مجبور و مضطر ہو جائے تو مردہ جانور کھانا شکار پر مقدم ہے اور شکار کھانا غیر کے مال اور مردہ انسان کے گوشت پر مقدم ہے اور ذبح کیا ہوا شکار کھانا مردار کھانے سے بہتر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شکار کھانا مردار پر مقدم ہے اور اختلاف بظاہر اولویت میں ہے لیکن شکار کھانے کی صورت میں جزاء واجب ہوگی **مسئلہ** مجبوری کی وجہ سے شکار کرنے سے بھی جزاء واجب ہوتی ہے۔

حرم کا شکار

مسئلہ حرم کے جانور کا شکار محرم اور حلال دونوں پر حرام ہے البتہ ان جانوروں کو مارنا جائز ہے جن کے مارنے کی شریعت نے اجازت دی ہے اور ان کا بیان پہلے ہو چکا **مسئلہ** اگر محرم نے حرم کا شکار قتل کیا تو صرف ایک ہی جزاء احرام کی وجہ سے واجب ہوگی حرم کی وجہ سے دوسری جزاء واجب نہ ہوگی۔ حرم کی جزاء اسی میں متداخل ہو جائیگی **مسئلہ** اگر تعلیم یافتہ جانور (مثل باز، طوطی وغیرہ کے) کسی کا مملوک تھا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو مالک کو تعلیم یافتہ

لہ قال فی الدر المختار ویقدم المیتۃ علی الصید والصید علی مال الغیر ولحم الانسان قیل والخنزیر ولو المیت نبیا لم یحل بحال کما لایاکل طعام مضطر اخر وفی البزازیۃ الصید المذبوح اولی اتفاقا (اشباہ) ویغرم ایضاً ما اکلہ لو بعد الجزاء اھ وقال فی رد المحتار قولہ ویقدم المیتۃ ای فی قول ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف والحسن یذبح الصید والفتوی علی الاول کما فی الشرنبلالیۃ (ح) قلت ورجحہ فی البحر ایضاً بان فی اکل الصید ارتکاب حرمتین الاکل والقتل و فی اکل المیتۃ ارتکاب حرمۃ الاکل فقط اھ والخلاف فی الاولویۃ کما ہو ظاہر قول البحر عن الخانیۃ فالمیتۃ اولیٰ اھ والمراد بالحرمۃ والحرمتین ما ہو فی الاصل قبل الاضطرار اذلا حرمۃ بعدہ اھ شامی ص ۲۴۸

کی قیمت دلائی جائے گی اور محرم کی جزا میں تعلیم یافتہ ہونے کا لحاظ نہ ہوگا محض جانور کی قیمت واجب ہوگی۔ **مسئلہ** اگر محرم یا حلال نے حل کے شکار کو حرم میں داخل کیا تو وہ بھی حرم کے شکار میں شمار ہوگا اور اس کا چھوڑنا واجب ہوگا اور مارنے سے جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ اگر جانور کھڑا ہوا ہے اور اس کے سارے پاؤں یا ایک پاؤں حرم میں ہے اور باقی حل میں تو وہ حرم کا جانور سمجھا جائے گا اور اگر سارے پاؤں حل میں ہیں اور سر حرم میں ہے تو اس کے مارنے سے کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر جانور حل میں لیٹا ہوا ہے اور کوئی جزو اس کا حرم میں ہے تو وہ بھی حرم کا شکار ہوگا۔ **مسئلہ** جانور حرم کے درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے تو اگر وہ اس طرح بیٹھا ہے کہ اگر گرے تو حل میں گرے تو وہ حل کا شکار ہے اگر ایسا بیٹھا ہے کہ گرے تو حرم میں گرے تو وہ حرم کا شکار ہے۔ **مسئلہ** اگر جانور ایسے درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے کہ اس کی شاخ حرم میں ہے اور جڑ حل میں تو وہ حرم کا شکار ہے۔

مسئلہ حرم کی ہوا کا حکم بھی حرم کا ہے لہذا اگر کوئی اڑتے ہوئے جانور کو مار کر اوپر سے اوپر ہی پکڑ لے تب بھی جزا واجب ہوگی۔ **مسئلہ** اگر ہرنی کو حرم سے باہر نکال دیا اور حرم سے باہر نکل کر ہرنی نے بچہ دیا اور پھر ہرنی اور بچہ دونوں مر گئے تو دونوں کا ضمان دینا ہوگا اور اگر ہرنی کا ضمان دینے کے بعد ہرنی نے بچہ دیا تو بچہ کا ضمان واجب نہ ہوگا اور حرم میں اس کو واپس کرنا واجب ہوگا۔ **مسئلہ** اگر جانور خود حرم سے نکل کر حل میں آجائے تو اس کا پکڑنا جائز ہے اور اگر کسی نے اس کو حرم سے نکالا ہے خود نہیں نکلا تو اس کا پکڑنا حلال نہیں۔ **مسئلہ** اگر کوئی حل کا جانور حرم میں خود داخل ہوگیا یا کسی محرم یا حلال نے داخل کر دیا تو وہ بھی حرم کا جانور ہوگیا، خواہ وہ کسی کا مملوک ہو یا نہ ہو۔ **مسئلہ** اگر حلال نے حرم کا شکار پکڑ کر کسی دوسرے حلال کو دیدیا پھر اس نے کسی دوسرے کو دیدیا اور اس نے اس کو ذبح کر دیا تو ہر ایک پر پوری قیمت واجب ہوگی۔ **مسئلہ** کسی نے حرم میں کتے کو بھیڑیے پر چھوڑا اور اس نے کوئی شکار مار ڈالا یا بھیڑیے کے لئے جال لگایا اور اس میں جانور

پھنس کر مر گیا تو کوئی جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح خیمہ لگایا اور اس کی رسی میں کوئی شکار الجھ گیا یا پانی کے لئے اپنی زمین میں کنواں کھودا اور کوئی شکار اس میں گر گیا تو جزا واجب نہ ہوگی۔ **مسئلہ** کسی شکار کے بچے حرم میں تھے اور شکار حل میں تھا اور شکار کو حلال نے حل میں پکڑ لیا اور شکار حل ہی میں مر گیا اور بچے حرم میں مر گئے تو صرف بچوں کا ضمان ہوگا بچوں کی ماں کا ضمان نہ ہوگا۔ **مسئلہ** کسی محرم کے گھر میں کچھ پرندے تھے اور وہ دروازہ بند کر کے منیٰ میں یا کسی جگہ چلا گیا اور پرندے بند ہو گئے اور پیاسے مر گئے تو جزا واجب ہوگی۔
مسئلہ اگر حرم کا شکار دو حلال شخصوں نے مل کر کھایا تو دونوں پر صرف ایک ہی جانور کی قیمت واجب ہوگی۔

شکار پکڑنا اور چھوڑنا

مسئلہ شکار کو تین طرح امن حاصل ہوتا ہے اور اس کا شکار کرنا ممنوع ہو جاتا ہے (۱) شکاری کا محرم ہونا (۲) شکاری کا حرم میں داخل ہونا۔ (۳) شکار کا حرم میں ہونا۔
مسئلہ اگر شکار کو محرم احرام کی حالت میں حل کے اندر یا حلال حرم میں پکڑیگا تو مالک نہ ہوگا اور اس کو چھوڑنا واجب ہوگا خواہ شکار ہاتھ میں ہو یا پنجرے میں یا گھر میں اگر نہ چھوڑے یہاں تک کہ وہ مر گیا تو جزا واجب ہوگی۔ **مسئلہ** ایک محرم نے شکار پکڑا اور دوسرے محرم نے اس کو چھڑوا دیا تو دونوں پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر دوسرے نے اس کو قتل کر دیا تو ہر یک پر پوری جزا واجب ہوگی اور پکڑنے والا قتل کرنیوالے سے اپنی جزا وصول کر سکتا ہے اگر جزا قیمت سے ادا کی ہے اور اگر روزہ سے ادا کی ہے تو اس سے نہیں لے سکتا، اور اگر قتل کرنے والا نابالغ یا مجنون یا کافر ہے تو صرف پکڑنے والے پر جزا ہوگی قاتل پر نہ ہوگی، اور پکڑنے والا قاتل سے اس کی قیمت وصول کریگا اور کسی جانور نے پکڑنے کے بعد مار ڈالا تو پکڑنے والے پر جزا واجب ہوگی اور کسی سے اس کی قیمت نہیں لے سکے گا **مسئلہ** حلال ہونے کی حالت میں حل کے اندر شکار پکڑا اور پھر احرام باندھا تو وہ شکار پکڑنے والے کی ملک میں رہے گا۔

احرام کی وجہ سے ملک سے نہ نکلے گا لیکن اگر ہاتھ میں ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ضائع نہ ہو اور ملک میں رہے تو کسی مکان میں محفوظ کردے اگر اس کو نہ چھوڑا اور مر گیا تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ محرم یا حلال جب حرم میں داخل ہو اور اس کے ہاتھ میں شکار ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر محرم کے گھر شکار موجود ہے یا قفس میں ہے تو چھوڑنا واجب نہیں۔

مسئلہ کسی کے پاس باز یا کوئی شکاری جانور تھا اور حرم میں داخل ہونے کے وقت اس کو چھوڑ دیا اور اس نے حرم کا کبوتر مار ڈالا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا ہاں اگر حرم کے شکار کو مارنے ہی کیلئے چھوڑا تھا تو اس کی جزا واجب ہوگی۔

حرم کے درخت اور گھاس کاٹنا

مسئلہ حرم کے درخت اور نباتات[1] بلحاظ جنایت چار قسم پر ہیں۔ اول وہ نباتات جن کو لوگ عام طور سے بوتے ہیں اور کسی شخص نے اس کو حرم میں بویا یا لگایا ہو جیسے گیہوں یا جو وغیرہ۔ دوسرے وہ کہ اس کو کسی نے بویا ہو لیکن عام طور سے لوگ اسکو بوتے نہیں جیسے پیلو وغیرہ۔ تیسرے وہ جو خود جما ہو اور اس جنس سے ہو جس کو لوگ بوتے ہیں۔ چوتھے وہ کہ جو خود جما ہو اور لوگ عام طور سے اس کو نہ بوتے ہوں جیسے کیکر وغیرہ۔ اول تینوں قسموں کے درخت کاٹنے سے حرم کی وجہ سے کوئی جزا واجب نہیں ہوتی۔ انکا کاٹنا اکھاڑنا اور کام میں لانا جائز ہے لیکن اگر کسی کی ملک ہو تو اس کی قیمت مالک کو دینی واجب ہوگی۔ چوتھی قسم کے درختوں کا کاٹنا اکھاڑنا محرم اور حلال دونوں پر حرام ہے خواہ اس قسم کے درخت کسی کی مملوکہ زمین میں ہوں یا غیر مملوک میں۔ البتہ خشک درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ اذخر کا کاٹنا بھی اس قسم میں سے جائز ہے۔ اذخر ایک خوشبودار گھاس ہے جو چھت اور قبر کے کام آتی ہے۔

مسئلہ حرم کی گھاس کاٹنے سے اس کی قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ کماۃ کھنبی جس کو سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں) اور خشک گھاس یا خشک درخت

[1] جمع نبات یعنی گھاس ۱۲۔

جو ہرا نہ ہو سکتا ہو یا ٹوٹا ہوا درخت یا گھاس اور اذخر خواہ تر ہو یا خشک کاٹنا جائز ہے۔
مسئلہ کسی درخت کے پتے توڑنے سے اگر درخت کو نقصان نہ ہو تو پتے توڑنا جائز ہے ورنہ جائز نہیں **مسئلہ** جس قسم میں جزاء واجب ہے اگر وہ درخت کسی کی ملک ہو یعنی اسکی زمین میں جما ہو تو دو قیمت واجب ہوں گی ایک حرم کی وجہ سے اور دوسری مالک کو دینی ہو گی اور مالک خود کاٹے گا تو اس پر صرف ایک قیمت حرم کی وجہ سے واجب ہو گی۔
مسئلہ پھل دار درخت اگرچہ خود رو ہو کاٹنا جائز ہے مگر مملوک میں مالک کی اجازت شرط ہے **مسئلہ** خیمہ لگانے یا تنور یا چولہا وغیرہ کھودنے سے یا سواری یا خود چلنے سے گھاس یا لکڑی ٹوٹ جائے تو کچھ واجب نہ ہو گا۔ **مسئلہ** درخت کی جڑ کا اعتبار ہے اگر جڑ حرم میں ہے اور شاخ حل میں تو حرم کا درخت ہے اور اگر جڑ حل میں ہے اور شاخ حرم میں تو حل کا درخت ہے اور اگر آدھی جڑ حل میں اور آدھی حرم میں تو بھی حرم ہی کا شمار ہو گا۔
مسئلہ درخت یا گھاس کی قیمت سے غلہ خرید کر صدقہ کر دے اور مسکین کو نصف صاع گیہوں جہاں چاہے دیدے اگر ہدی اس قیمت سے آسکتی ہے تو ہدی ذبح کرے اور ضمان ادا کرنے کے بعد گھاس اور لکڑی کاٹنے والے کی ملک ہو جائے گی اور اس کا استعمال جائز ہو گا لیکن بیچنا مکروہ تحریمی ہے البتہ خریدنے والے کے لئے مکروہ نہیں اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے **مسئلہ** حرم کے تر درخت سے مسواک بنانا بھی جائز نہیں
مسئلہ محرم اور حلال کے لئے حرم کی گھاس اور درخت اکھاڑنا یکساں حرام ہے اس لئے دونوں پر جزاء ہے اور اگر دو محرم مل کر ایک درخت کاٹیں تو دونوں پر ایک ہی قیمت واجب ہو گی۔ ایسے ہی قارن پر بھی ایک ہی جزاء ہو گی اور حرم کے درخت پر دلالت کرنے سے کچھ واجب نہ ہو گا۔
مسئلہ درخت کی جزاء میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

لـه ہندی میں اس کو گندھیں اور گندھیل اور بھڑایچ کی گھاس کہتے ہیں ۱۲ غایۃ الادطار

مسئلہ گھاس کاٹنے کے بعد پھر پھوٹ کر پہلے جیسی بڑھ گئی تو جزا ساقط ہو جائے گی اور پہلے سے کچھ کم رہی تو نقصان کا ضمان دینا ہوگا اور اگر بالکل اس کی جڑ خشک ہوگئی تو اس کی قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ کانٹوں کو کاٹنا بھی حرام ہے لیکن ان کے کاٹنے سے کچھ ضمان واجب نہیں۔

شرائط کفارات

جنایات کی جزا اور کفارہ میں تین چیزیں واجب ہوتی ہیں دم یا صدقہ یا روزہ اس لئے ہر ایک کے ادا ہونے کے شرائط بیان کئے جاتے ہیں۔

شرائط جواز دم

دم کے ادا ہونے کی یہ شرطیں ہیں (۱) جانور کا مملوک ہونا اگر کسی دوسرے کی بکری ذبح کی اور اس کے مالک نے بعد میں اجازت دیدی یا اس کا ضمان دے دیا اور ذبح کے بعد مالک ہوا تو دم ادا نہ ہوگا۔ (۲) جانور کا قربانی کے انواع (یعنی گائے بھینس اونٹ بکری۔ بھیڑ۔ دنبہ) سے ہونا اگر کسی دوسری نوع سے ہوگا تو جائز نہ ہوگا (۳) ان عیوب سے خالی ہونا جو قربانی کے لئے مانع ہیں۔ (۴) اونٹ پورے پانچ سال اور گائے بھینس دو سال اور بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے اور دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ ماہ کا ایسا موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے والے کو سال بھر کے بھیڑ دنبہ کی مثل معلوم ہو تو جائز ہے (۵) بسم اللہ پڑھنا (۶) ذبح کرنا اگر زندہ ہی صدقہ کر دیا تو ادا نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی فقیر کو دے دیا[لے] اور ذبح کے لئے وکیل بنا دیا تو جائز ہے (۷) جنایت کے بعد ذبح کرنا (۸) حرم میں ذبح کرنا (۹) ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ہونا (۱۰) اگر فقیر موجود ہو تو صدقہ کا گوشت اس کو دیدینا خود نہ کھانا اگر فقیر موجود نہ ہو تو ذبح کر کے چھوڑ دینا کافی ہے (۱۱) ذبح کرنے کے بعد گوشت خود ہلاک نہ کرنا اگر ہلاک کر دیا یا بیچ دیا تو

لے فقیر کو ذبح کے لئے وکیل بنا دیا اور کہا کہ بعد ذبح مذبوح تمہارا ہے اگر قبل ذبح تملیک کر دی جائز نہ ہوگا ۱۲ شیر محمد

قیمت کا ضمان ہوگا اور فقراء پر اس کا تصدق واجب ہوگا اور اگر ذبح کے بعد خود ہلاک ہوگیا مثلاً چوری ہوگیا تو ضمان نہ ہوگا اور اگر ذبح سے پہلے خود ہلاک ہوگیا تو اس کا بدلہ دوسرا واجب ہوگا البتہ دم قران یا دم تمتع اور نفلی ہدی کا گوشت اگر ذبح کے بعد خود ہلاک کردیگا تو کچھ واجب نہ ہوگا (۱۲) فقیروں کے موجود ہوتے ہوئے ایسے فقیروں کو گوشت دینا جو مستحق صدقہ ہوں اگر اپنے اصول یا فروع یا غلام یا شوہر یا بیوی یا ہاشمی کو دیگا تو اس کی قیمت دینی ہوگی اور کافر کو بھی دم کا گوشت (اگرچہ ذمی ہو) دینا جائز نہیں (۱۳) دم کی نیت کرنا (۱۴) کسی ایسے شخص کا شریک نہ ہونا جس کی نیت قربت اور ثواب کی نہ ہو (۱۵) دم تمتع اور قران کے لئے ایام نحر بھی شرط ہیں اور دموں کے لئے شرط نہیں۔

تتمہ دم کے ادا ہونے کے لئے مساکین کا عدد شرط نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ سات مسکینوں کو دیا جائے گا۔ اگر ایک مسکین کو سارا گوشت ایک ہی دفعہ دے دیا تب بھی جائز ہے۔ دم کا گوشت ہر فقیر کو دینا جائز ہے۔ حرم کا فقیر ہونا شرط نہیں اور حرم میں صدقہ کرنا بھی شرط نہیں اس لئے اگر حرم سے نکل کر فقراء کو دے دیا تو بھی جائز ہے صرف حرم میں ذبح کرنا شرط ہے البتہ حرم کے فقراء کو دینا افضل ہے لیکن اگر دوسرے فقراء حرم کے فقراء سے زیادہ محتاج ہوں تو پھر ان کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ دم کے بدلہ قیمت دینا جائز نہیں البتہ اگر کسی ایسے دم سے کھالیا کہ جس سے کھانا جائز نہیں تھا یا اس کو تلف کردیا تو اس کھائے ہوئے اور تلف کئے ہوئے کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

قاعدہ حج کے مسائل میں جہاں کہیں مطلق دم بولا جائے اس سے مراد بکری ہوتی ہے

شرائط جواز صدقہ

صدقہ کے جواز کی نو شرطیں ہیں (۱) مقدار یعنی نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ستو یا ایک صاع جو یا جو کا آٹا یا جو کا ستو یا ایک صاع کھجور یا کشمش اس سے کم اگر ہوگا تو جائز نہ ہوگا۔

صاع انگریزی سیر سے ساڑھے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ (۲) جنس یعنی گیہوں جو۔ کھجور کشمش ان چار قسموں سے ہونا شرط ہے ان میں وزن مذکور کا اعتبار ہے۔ باقی اور جس قدر اجناس ہیں۔ ان سے وزن کے اعتبار سے دینا جائز نہیں بلکہ قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً چاول اتنے دینے واجب ہوں گے جو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی قیمت ہو جائیں اسی طرح جوار۔ باجرہ۔ چنا وغیرہ کا حکم ہے۔ روٹی اگرچہ گیہوں کی ہو اور پنیر میں قیمت کا اعتبار ہوگا اور روپیہ پیسہ وغیرہ بھی قیمت لگا کر دینا جائز بلکہ افضل ہے (۳) ایک فقیر کو نصف صاع گیہوں سے کم نہ دینا بخلاف فطرہ کے کہ اس میں نصف صاع کو چند فقیروں پر تقسیم کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر قیمت دے تو اس میں بھی نصف صاع کی قیمت سے کم کسی فقیر کو نہ دے البتہ اگر وہ صدقہ نصف صاع سے کم ہی واجب ہوا ہے تو اس کا دینا ایک فقیر کو جائز ہے۔ (۴) ایسے شخص کو دینا جو مستحق صدقہ ہو۔ صاحب نصاب اور اپنا غلام یا ہاشمی یا کافر حربی یا ذمی نہ ہو۔ مسافر اور جہاد و حج سے رہ جانیوالے کو دینا جائز ہے اپنے اصول و فروع اور بیوی اور شوہر کو دینا جائز نہیں۔ بھائی، بہن، چچا، تایا، پھوپھی، خالہ ماموں کو دینا جائز ہے اگر کسی کو مصرف سمجھ کر دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں تھا تو صحیح قول کی بنا پر ادا ہو گیا ہاں اگر وہ دینے والے کا غلام نکلا تو ادا نہ ہوگا۔ (۵) اگر کھانا اباحت کے طور پر کھلائے تو فقیر کا دو وقت پیٹ بھر کر کھانے پر فی الجملہ قادر ہونا کافی ہے جو بچہ قریب البلوغ ہے اس کو بھی کھلانا کافی ہے اور جو بہت چھوٹا ہے قریب البلوغ نہیں اس کو کھلانا کافی نہیں۔ (۶) اگر اباحت کے طور پر کھلائے تو یہ بھی شرط ہے کہ دو وقت صبح و شام کھلائے یا دو روز صبح کو یا دو روز شام کو کھلائے یعنی دو وقت کھلانا ضروری ہے صرف ایک وقت کھلانا جائز نہیں (۷) دونوں وقت میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگر کسی کا پہلے سے پیٹ بھرا ہوا تھا اور کھانے میں شریک ہو گیا تو

لہ فی الغنیۃ ولا کافرا ولو ذمیا علی المفتی بہ ۱۲

اس کا کھا لینا کافی ہوگا۔[1] مقدار کا اعتبار نہیں پیٹ بھرنے کا اعتبار ہے اگر کھانا مقدار واجب سے کم تھا اور سب کا پیٹ بھر گیا تو جائز ہے اور اگر سب کا پیٹ نہیں بھرا تو جائز نہیں اگرچہ مقدار[2] واجب ہی کا کھانا پکایا گیا ہو بلکہ اتنا اور کھلانا ضروری ہوگا کہ ان کا پیٹ بھر جائے اگر ایک وقت پیٹ بھر کر کھلایا اور ایک وقت کی قیمت یا چوتھائی صاع دیدیا تو جائز ہے۔

(۸) کفارہ کی نیت کا کفارہ دینے کے وقت ہونا۔ اگر دیتے وقت نہیں تھی بلکہ دینے سے پہلے یا پیچھے نیت کی تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

تکمیل گیہوں کی روٹی کے ساتھ سالن ہونا شرط نہیں ہاں مستحب ہے جو وغیرہ کی روٹی کے ساتھ سالن شرط ہونے میں اختلاف ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ جو وغیرہ کی روٹی کے ساتھ سالن دے مسکین کا مختلف ہونا شرط نہیں۔ اگر ایک ہی مسکین کو چھ مسکینوں کا طعام چھ روز میں دیا یعنی ہر روز نصف صاع دیتا رہا تو جائز ہے اور اگر ایک ہی روز میں تمام مسکینوں کا طعام یعنی تین صاع ایک ہی فقیر کو دے دیا تو صرف ایک روز کا ادا ہوگا اور اگر تمام دو کو دیا تو صرف ۲ مسکینوں کا ادا ہوگا باقی اور ادا کرنا ہوگا۔

قاعدہ مسائل حج میں جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے مراد نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو وغیرہ یا اس کی قیمت ہوگی اور مطلق نہ بولا جائے تو جتنا بیان کیا گیا ہے وہی واجب ہوگا۔

روزہ کے شرائط اگر جزا میں روزے رکھے تو اس کے جائز ہونے کی پانچ شرطیں ہیں (۱) جزا کی خاص طور سے نیت کرنا (۲) رات

---

[1] ولو کان نیہم شبعان اختلف المشائخ فیہ قیل لا یجوز والیہ مال شمس الائمۃ الحلوانی وقیل یجوز والاول اصح ۱۲ شرح لباب ۱۲ [2] قال العلامۃ ابن عابدین وانظر لولم یستوفوا الاکلتین بما صنع لہم من القدر الواجب ہل یلزمہ ان یزید الی ان یشبعوا والظاہر نعم تامل اھ رد المحتار ۱۲ منہ

سے روزہ کی نیت کرنا۔۔۔ اگر صبح صادق کے بعد نیت کی تو روزہ جزا سے کافی نہوگا۔ (۳) خاص طور سے کفارہ کی تعیین نیت میں کرنا اگر صرف روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ یا کسی اور واجب کی نیت کی تو ادا نہ ہوگا۔ (۴) جس چیز کے بدلہ میں روزہ رکھنا ہے اسکی تعیین کرنا مثلاً یہ کہ دم تمتع یا بال منڈانے وغیرہ وغیرہ کے بدلہ میں رکھتا ہوں (۵) رمضان اور عید الفطر اور ایام تشریق (یعنی دسویں گیارہویں بارہویں تیرہویں ذی الحجہ کے علاوہ رکھنا اگر ان ایام میں رکھے گا تو دوبارہ رکھنا واجب ہوگا۔

تتمہ جزا کے روزوں کو پے درپے رکھنا شرط نہیں۔ البتہ پے در پے رکھنا افضل ہے حرم میں یا احرام کی حالت میں رکھنا بھی شرط نہیں البتہ قران کے تین روزے حج کے مہینوں میں احرام حج اور عمرہ کے بعد اور تمتع کے تین روزے عمرہ کے احرام کے بعد رکھنے شرط ہیں جیساکہ پہلے قران وتمتع کے بیان میں گذر چکا۔

دو۲ حج یا دو۲ عمروں کو جمع کرنا

مسئلہ دو حج یا دو عمروں کو احرام یا افعال کے اعتبار سے جمع کرنا منع ہے۔ لیکن اگر کسی نے دو حج یا دو عمروں کو جمع کرلیا تو دونوں اس کے ذمہ لازم ہوجائیں گے مگر دونوں کے افعال ایک ساتھ کرنا جائز نہیں بلکہ ایک کو ترک کرنا واجب ہوگا اور حج کی قضاء آئندہ سال اور عمرہ کی قضاء عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد واجب ہوگی اور ترک کی وجہ سے دم بھی واجب ہوگا جیساکہ ابھی ہر ایک کا مفصل بیان آتا ہے۔

دو۲ حج کا احرام باندھنا

مسئلہ اگر کسی نے دو۲ حج[لہ] کا احرام اکٹھا باندھا یا اول ایک حج کا احرام باندھا اور

لہ دو سے زیادہ کا بھی یہی حکم ہے اور یہ احرام کے اعتبار سے جمع ہے ۱۲ منہ

اس کے بعد دوسرے کا بھی باندھ لیا اور ابھی وقوفِ عرفہ کا وقت باقی ہے تو دونوں احرام لازم ہو گئے لیکن پہلی صورت میں (یعنی جب دونوں احرام اکٹھے باندھے ہوں) غیر معین طور پر ایک احرام اور دوسری صورت میں (یعنی جب ایک کے بعد دوسرا احرام باندھا ہو) تو دوسرا احرام متروک ہوگا اور متروک ہونیکا حکم اس وقت لگایا جائیگا جبکہ مکہ مکرمہ کی طرف چلدیگا اور اگر مکہ مکرمہ کی طرف نہیں چلا۔ احرام باندھ کر کچھ روز ٹھہرا رہا تو مکہ مکرمہ کی طرف چلنے سے پہلے اگر کوئی جنایت ہوگئی یا حج کرنے سے روک دیا گیا تو دو دم واجب ہوں گے کیونکہ اس کے دو احرام ہیں اور اگر مکہ مکرمہ کی طرف جانے سے پہلے عورت سے صحبت کرلی تو تین دم واجب ہوں گے۔ ایک احرام ترک کرنے کی وجہ سے اور دو صحبت کرنے کی وجہ سے اور اس صورت میں ایک احرام کے ترک کرنے کی نیت بھی ضروری نہیں بلکہ جب مکہ مکرمہ کی طرف چلے گا بلانیت بھی ترک کا حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ: جس حج کا احرام ترک ہوا ہے آئندہ سال اس کی قضا اور ایک عمرہ اور ایک دم اس کے ترک کی وجہ سے واجب ہوگا۔ **مسئلہ**: کسی نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ کیا پھر یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کو سر منڈانے کے بعد دوسرے حج کا احرام[1] باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگیا۔ اب آئندہ سال تک محرم رہے اور آئندہ سال حج کرے اور اس صورت میں کوئی دم دو احرام جمع کرنے کی وجہ سے یا ترک کی وجہ سے واجب نہوگا کیونکہ یہاں جمع اور ترک نہیں پایا گیا اور اگر سر منڈانے سے پہلے دوسرے حج کا احرام باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگیا اب آئندہ سال دوسرا حج کرے لیکن اس صورت میں دو دم واجب ہونگے ایک دو احرام جمع کرنے کی وجہ سے اور ایک دوسرے احرام پر جنایت ہونے کی وجہ سے اگر پہلے

---

[1] یہ افعال کے اعتبار سے دو احرام کے جمع کرنے کی صورت ہے ۱۲ منہ

احرام کے لئے سر منڈائے گا اور اگر دوسرے حج تک سر نہ منڈائیگا تو تاخیر واجب کی وجہ سے اور اگر ایام نحر کے بعد منڈایا تو تین دم واجب ہوں گے، ایک احرام جمع کرنے کی وجہ سے اور ایک دوسرے احرام پر جنایت کی وجہ سے اور ایک سر منڈانے کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے کی وجہ سے۔ **مسئلہ:** حج کا احرام باندھا مگر حج فوت ہوگیا پھر دوسرے حج کا احرام باندھ لیا تو دوسرے احرام کو ترک کرنا لازم ہے اور ترک کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا اور دو حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہوگا اور پہلے حج کے احرام سے عمرہ کے افعال کرکے حلال ہوجائے۔

دو عمروں کا احرام باندھنا

مسئلہ عمرہ کے دو احرام جمع کرنے کی صورتیں اور احکام (یعنی لزوم اور ترک اور وقت ترک وغیرہ جو احکام عمرہ میں ہوسکتے ہیں ان میں) مثل دو حج کے احرام کی ہیں۔ **مسئلہ:** دو عمروں کا احرام اکٹھا باندھا یا اول ایک کا احرام باندھا اس کے بعد پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہونے سے پیشتر دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دونوں عمرے لازم ہوگئے۔ پہلی صورت میں غیر معین طور پر ایک ترک ہوگا اور دوسری صورت میں بعد والا اور ترک کرنے کی وجہ سے ایک دم اور متروک کی قضا لازم ہوگی جس وقت چاہے کرلے اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہونے کے بعد سر منڈانے سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دوسرا عمرہ لازم ہوگیا اور دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑے اور جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا اور اگر دوسرے عمرہ سے فارغ ہونے سے پیشتر پہلے احرام سے حلال ہونے کے لئے سر منڈائیگا تو دوسرا دم دوسرے احرام پر جنایت ہونے کی وجہ سے

---

[1] یعنی عمرہ کے حلق میں حج کے احرام کے ترک کی نیت کرے ۱۲ شیر محمد [2] اور ترک کی صورت یہ ہوگی کہ معاً اور تعاقب کی صورت میں قبل طواف مکہ مکرمہ کی طرف چلنے سے بلانیت اور بعد طواف قبل سعی صفا کی طرف چلنے سے بلانیت دوسرا ترک ہوجائے گا۔ ۱۲ شیر محمد

واجب ہوگا اور اگر دوسرے عمرہ سے فارغ ہوکر پہلے عمرہ کے لئے سر منڈائیگا تو دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔ فقط ایک دم جمع لازم ہوگا۔

حج اور عمرہ کا جمع کرنا

مسئلہ: حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا یعنی قران کرنا آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے کے لئے) مسنون بلکہ افراد اور تمتع سے افضل ہے اور اہل مکہ مکرمہ اور اہل میقات کے لئے مکروہ ہے اگر مکی یا میقاتی نے دونوں کو جمع کرلیا تو عمرہ کو چھوڑ دے اور حج کرے۔

مسئلہ: حج اور عمرہ کے جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اول عمرہ کا احرام باندھا اور پھر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے یا بعد میں حلال ہونے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا دوسرے یہ کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر طواف قدوم سے پہلے یا بعد میں حج کا احرام بھی باندھ لیا، پہلی صورت آفاقی کے لئے بلاکراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور اہل مکہ مکرمہ کے لئے مکروہ ہے اور دوسری دونوں کے لئے مکروہ ہے لیکن مکی کے لئے بہت ہی بری ہے۔

عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا

مسئلہ آفاقی نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو قران ہوگیا اس پر دم قران واجب ہوگا اور اگر عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں میں کرنے کے بعد اسی سال بلا وطن جائے حج کیا تو تمتع ہو جائے گا اور اگر اس سال حج نہیں کیا یا کیا لیکن وطن جاکر پھر لوٹ کر گیا تو افراد[1] ہوگا اور مکی شخص اگر عمرہ کے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھ لے تو عمرہ کو چھوڑ دے اور چھوڑنے کا دم دے[2] اور اگر دونوں کرلئے تو ہوجائیں گے لیکن جمع کرنے

---

[1] افراد تب ہوگا جبکہ عمرہ کے احرام سے بالکل حلال ہوکر وطن کو گیا ہو ورنہ تمتع صحیح ہوجائیگا مثلاً عمرہ کیا لیکن حلق نہیں کرایا تو تمتع باطل نہ ہوگا۔ [2] اسکے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کے افعال کرنا مطلق چھوڑ دے جب بعد زوال عرفات پر وقوف کریگا تو عمرہ بلانیت ٹوٹ جائے گا۔

کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا اور اگر مکی طوافِ عمرہ کے چار یا چار سے کم چکر کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے تو حج کو چھوڑ دے[1] اور ایک دم اور حج و عمرہ اس پر واجب ہوگا اور اگر عمرہ سے فارغ ہو کر اسی سال حج کر لیا تو عمرہ کی قضاء واجب نہ ہوگی اور اگر دونوں کے افعال کرلے گا تو جائز ہے لیکن ایسا کرنا برا ہے اور جمع کی وجہ سے دم[2] واجب ہوگا۔

حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا

مسئلہ مکی نے اول حج کا احرام باندھا کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس کو عمرہ ترک کرنا واجب ہے اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا بلکہ اسی طرح کرلیا تو ہو جائیگا لیکن ایک دم واجب ہوگا۔ **مسئلہ** آفاقی نے اول حج کا احرام باندھا اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اگر طواف قدوم شروع کرنے سے پہلے باندھا ہو تو وہ قارن ہوگیا۔ دم قران واجب ہوگا لیکن اس طرح احرام باندھنا برا ہے اور اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد یا پورا کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو بھی قارن ہوگیا لیکن ایسا کرنا بہت ہی برا ہے اس کے لئے عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔ **مسئلہ** اگر عمرہ کا احرام ایام نحر اور ایام تشریق میں حج کے احرام سے سر منڈانے سے پہلے یا بعد میں باندھ لیا تو عمرہ کو ترک کرنا واجب ہوگا اور دم اور قضا واجب ہوگی اور اگر ترک نہیں کیا تو دونوں صورتوں میں عمرہ ہو جائیگا لیکن جمع کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ **مسئلہ** حج یا عمرہ کے ترک کرنے کا جن مسائل میں حکم کیا گیا وہاں ترک کی نیت ضروری ہے البتہ دو جگہ نیت ضروری نہیں بلا نیت بھی ترک ہو جائے گا۔ ایک تو جس شخص نے دو حج کا احرام وقوف عرفہ کے فوت ہونے سے پہلے باندھا ہو۔ دوسرے جس نے دوسرے عمرہ کا احرام پہلے عمرہ کی سعی سے پہلے باندھا ہو ان دونوں صورتوں میں جب محرم مکہ مکرمہ کی طرف چلدیگا بلا نیت بھی ایک احرام ترک ہو جائیگا۔

---

[1] اس کے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کا جب حلق کرے اسوقت حج کے توڑنے کی نیت بھی کرلے بغیر اس طریقہ کے احرام سے خارج نہ ہوگا۔ ۱۲ شیر محمد [2] یہ دم جبر ہے نہ تمتع ۱۲ شیر محمد

حج اور عمرہ کے احرام کو فسخ کرنا

مسئلہ حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو فسخ کرنا اور بدلنا جائز نہیں۔ فسخ کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد حج کا ارادہ ملتوی کر دینا اور حج کے افعال چھوڑ کر عمرہ کے افعال کرنا اور اس احرام کو عمرہ کا احرام بنا دینا یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کا ارادہ فسخ کر دینا اور اس احرام کو حج کا احرام کر دینا اور عمرہ کے افعال نہ کرنا۔

احصار یعنی دشمن یا درندہ یا مرض کی وجہ سے حج سے رُک جانا

احصار کے معنی لغت میں منع کرنے اور قید کرنے کے ہیں اور شرعاً حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا درندہ یا مرض وغیرہ کی وجہ سے عرفات اور طواف (دونوں سے) یا رکن عمرہ (یعنی صرف طواف) سے رک جانا جس شخص کو روکا جائے اس کو محصر کہتے ہیں، محصر کے معنی روکا گیا۔

مسئلہ اگر قارن یا مفرد طواف یا وقوف دونوں میں سے کسی ایک پر قادر ہے تو وہ محصر نہ ہوگا اگر وقوفِ عرفہ کر لیا اور طوافِ زیارۃ سے روک دیا گیا تو اس کا حج ہو گیا۔ بال منڈا کر احرام کھولدے لیکن جب تک طواف نہ کریگا عورت حلال نہ ہوگی، اور طوافِ زیارۃ جب چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر ایام نحر گذرنے کے بعد کریگا تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔ اور اگر صرف وقوف سے روکا گیا تو جب تک حج کا وقت باقی ہے انتظار کرنا چاہیئے۔ جب حج فوت ہو جائے تو عمرہ کے افعال کر کے حلال ہو جائے۔ **مسئلہ** اگر مکہ مکرمہ میں ہی محرم کو کوئی ایسا مانع پیش آجائے کہ وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارۃ دونوں نہ کر سکے تو وہ بھی محصر ہے اگر صرف ایک سے رکا تو محصر نہ ہوگا کیونکہ اگر وقوف سے رکا ہے تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر طوافِ زیارت سے رکا ہے تو یہ طواف ساری عمر میں ہو سکتا ہے البتہ ایام نحر کے بعد کرنے سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: احصار کے اسباب یہ ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی امر پیش آگیا تو اس کو محصر کہا جائیگا۔

(۱) کسی دشمن کا روکنا مسلمان ہو یا کافر (۲) کسی ایسے درندہ کا ہونا جس کے دفع کرنے سے عاجز ہو (۳) قید ہونا یا بادشاہ کا منع کرنا (۴) ہڈی لوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہو جانا کہ چل نہ سکے (۵) سفر کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا خواہ اپنے غلبۂ ظن سے یا کسی مسلمان دیندار طبیب کے کہنے سے (۶) عورت کے محرم یا شوہر کا راستہ میں مکہ مکرمہ سے مدت سفر کی مسافت پر مرجانا یا ابتداءً ہی احرام باندھنے کے بعد محرم یا شوہر کا موجود نہ ہونا جب کہ مکہ مکرمہ سے تین دن یا زیادہ کے فاصلہ پر ہو (۷) سفر خرچ کا ہلاک ہو جانا (۸) سواری کا ہلاک ہو جانا لیکن اگر پیدل چلنے پر قادر ہو تو محصر نہ ہوگا یا قادر ہے لیکن ہلاکت کا اندیشہ ہے (۹) پیدل چلنے سے عاجز ہونا اور سواری پر قدرت نہ ہو صرف سفر خرچ پر قدرت ہونا۔ (۱۰) مکہ مکرمہ یا عرفات کا راستہ بھول جانا (۱۱) شوہر کا زوجہ کو حج نفل یا عمرہ سے روکنا جب کہ بلا اجازت شوہر کے احرام باندھا ہو۔ اسی طرح مولیٰ کا اپنے غلام اور باندی کو روکنا (۱۲) احرام کے بعد عورت پر عدت واجب ہونا۔ اگرچہ محرم موجود ہو۔ جب کسی مرد یا عورت کو ان امور مذکورہ میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے پیش آجائے تو وہ محصر ہو جائیگا اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد پیش آئے تو وہ شرعاً محصر نہ ہوگا۔

محصر کا حکم

مسئلہ جب کوئی شخص امور مذکورہ کی وجہ سے شرعاً محصر ہو جائے تو یا تو اس امر کے زوال کا انتظار کرے اور مانع کے دور ہونے کے بعد اگر حج مل سکے تو حج کرے ورنہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے اگر انتظار میں دقت ہو اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اگر اس نے صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو کسی شخص کو ایک دم یا دم کی قیمت دے کر حرم میں بھیجے تاکہ وہ اس کی طرف سے دم حرم میں جا کر ذبح کرے اور تاریخ اور وقت ذبح کا متعین کردے اور اختیار ہے کہ چاہے جس جگہ روکا گیا ہے وہاں ہی ٹھہرا رہے یا اپنے مکان واپس آجائے یا اور کہیں چلا جائے۔

مسئلہ: محصر کے لئے احرام کھولنے کے واسطے بال کٹانے یا منڈانے شرط نہیں جس روز

ذبح کا وقت مقرر کیا ہے اس روز کے وقت مقررہ پر صرف ذبح سے[1] حلال ہو جائیگا۔
لیکن سر منڈانا مستحسن ہے۔ پھر اگر قارن ہے تو اس کو دو دم ذبح کرانے واجب ہیں
ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرہ کا ہر ایک کے لئے دم کی تعیین شرط نہیں
البتہ افضل ہے اگر قارن نے صرف ایک دم ذبح کرایا تو قارن کا احرام اس وقت تک
نہ کھلے گا جب تک دوسرا دم ذبح نہ کرائے گا کیونکہ قارن دونوں احراموں سے
ایک ہی دفعہ حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر وقت مقررہ سے پہلے حلال ہو گیا یعنی کوئی فعل موجب جنایت کر لیا یا
یہ معلوم ہوا کہ ذبح حرم میں نہیں ہوا بلکہ حل میں ہوا ہے تو کفارہ جنایت کا واجب ہوگا
اگر جنایت مکرر ہوگی کفارہ بھی مکرر ہوگا۔

مسئلہ: ذبح کرنے والے سے جس وقت ذبح کا وعدہ کیا ہے اگر اس وقت سے
اس نے ایک دو روز پہلے ذبح کر دیا تو محصر کا حلال ہونا اس دم سے جائز ہوگا اور اگر
اس سے بعد میں ذبح کیا اگرچہ تھوڑی ہی دیر بعد ہو تو حلال ہونا جائز نہ ہوگا۔

مسئلہ دم احصار کے لئے ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں۔ حرم میں ذبح ہونا شرط ہے

---

[1] عامہ فقہاء نے یہی لکھا ہے کہ صرف ذبح سے حلال ہو جائیگا لیکن صاحب لباب نے
لکھا ہے کہ محض ذبح سے احرام سے نہ نکلے گا جب تک کہ کوئی فعل ممنوعات سے نہ کریگا اگرچہ بال
منڈانے کے علاوہ کوئی فعل ہو مگر رد المحتار اور غنیہ میں چونکہ صاحب لباب کی تردید کی ہے
اور زبدۃ المناسک میں بھی صرف ذبح سے حلال ہونے کو اختیار کیا اس لئے یہی راجح ہے
کہ ذبح سے ہی حلال ہو جائے گا فی الدر المختار و بذبحہ یحل اھ فی اللباب ولا یخرج من الاحرام
بمجرد الذبح حتی یتحلل بفعل اھ ای من محظورات الاحرام ولو بغیر حلق (قاری) قلت وھذا۔
مخالف لکلام المصنف وغیرہ مع انہ لا تظہر لہ ثمرۃ تامل اھ رد المحتار ۱۲ سعید احمد۔

اگر بعد ذبح کے یہ معلوم ہوا کہ حرم میں ذبح نہیں ہوا بلکہ حل میں ہوا ہے تو دوسرا دم دوبارہ حرم[1] میں ذبح کرنا ضروری ہوگا۔

احصار زائل ہونیکے بعد حج یا عمرہ کی قضا واجب ہونا

مسئلہ: جب محصر حرم میں ذبح کرانے کے بعد حلال ہو گیا تو جس چیز کے احرام سے حلال ہوا ہے

---

[1] البتہ کہیں ایسی جگہ محصور ہو جہاں تک دم کا پہنچانا ممکن نہ ہو جیسا کہ جہاز میں حکام نے جہاز روک کر واپس کر دیا پس ایسی حالت میں حرم سے باہر ہی ہدی ذبح کر کے حلال ہونیکی گنجائش ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتی ہے۔ عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ میں ہے علماء حنفیہ نے جواب دیا کہ حدیبیہ میں نصف حل ہے اور نصف حرم ہے تو شاید آپ نے حصۂ حرم میں ذبح کیا ہو اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مشرکین نے ہدی کو ہی روکا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام والھدی معکوفا ان یبلغ محلہ تو ہدی کو اپنے محل میں جانے نہیں دیا اور مبسوط میں کہا کہ آپ نے حل میں ذبح کیا اس واسطے کہ اس وقت آپ کو ایسا آدمی نہیں ملتا تھا جس کے ہاتھ حرم میں بھیجتے تو آپ کیواسطے یہ امر خاص تھا۔ معہ (مترجم ہدایہ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس قول کے موافق جس کسی کو آدمی میسر نہ ہو تو اس کو جائز ہوگا کہ مقام احصار میں ذبح کر دے اور شک نہیں کہ اگر بھیجنا ممکن نہ ہو یا آدمی میسر نہ ہو تو اسکے سوا چارہ نہیں یہ ہمارے نزدیک تو ضرورت یا تنگی کیوجہ سے جواز کی گنجائش نکلی اور امام شافعیؒ کے مذہب میں مطلق جائز ہے پس اس توافق سے بھی تائید ہوئی۔ اس سے جہاز وغیرہ میں محصر کے لئے بھی گنجائش ہے۔ اصل مذہب تو وہی ہے کہ یہ اشتراط احلال عند الاحرام کچھ مفید نہیں لیکن اس زمانہ میں اگر ایسی اشد ضرورت پیش آوے تو گنجائش ہے وہ بھی جبکہ اہل علم اس کو مناسب سمجھ کر اس کتاب میں داخل کرنا چاہیں۔ ۱۲ شیر محمد

احصار دُور ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہو گی۔ اگر احرام حج سے حلال ہوا تھا تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہو گا بشرطیکہ حج کا وقت نکل گیا ہو اور احصار کے سال حج نہ کر سکا ہو اور اگر ابھی اس سال کا حج نہیں ہوا اور اسی سال دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لیا تو قضار کی نیت کی ضرورت نہ ہو گی اور عمرہ کرنا بھی واجب نہ ہو گا اور اگر قران کے احرام سے حلال ہوا تھا تو اس پر قضا میں ایک حج اور دو عمرے واجب ہوں گے اور اس کو اختیار ہو گا کہ قران کرے اور ایک عمرہ بعد میں کرے یا حج علیحدہ اور دو عمرے علیحدہ علیحدہ کرے یہ بھی اسی وقت ہے جب احصار کے سال قران نہ کر سکے اگر اسی سال کر لیا تو عمرۂ قرانؔ ہی واجب ہو گا۔ دوسرا عمرہ قضا کا واجب نہ ہو گا اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا تھا تو صرف ایک عمرہ ہی کرنا ہو گا اور جس وقت چاہے عمرہ کر سکتا ہے۔ **مسئلہ** اگر ایسے احرام سے حلال ہو جس میں نہ حج کی نیت تھی نہ عمرہ کی تو استحساناً ایک عمرہ کرے اور اگر احرام کے وقت متعین کیا تھا لیکن بعد میں بھول گیا کہ حج کا تھا یا عمرہ کا تو اس کو صرف ایک ہی دم حلال ہونے کے لئے بھیجنا کافی ہو گا لیکن بعد میں ایک حج اور عمرہ کرنا ہو گا۔ **مسئلہ**: اگر حج نفل سے احصار کی وجہ سے حلال ہوا تھا تو اگر احصار کے سال ہی حج کر لیا تو قضار کی نیت ضروری نہیں اور اگر اس سال نہیں کیا بعد میں کیا تو قضار کی نیت واجب ہو گی۔ **مسئلہ** اگر حج فرض سے محصر حلال ہوا تھا تو اس کے لئے قضار کی نیت واجب نہیں۔ خواہ احصار کے سال حج کرے یا بعد میں اور عمرہ بھی حج کے ساتھ جب ہی واجب ہو گا جب احصار کے سال حج نہ کیا ہو اور صرف ہدی ذبح کر کے حلال ہوا ہو اگر عمرہ کے افعال کر کے حلال ہوا تھا تو قضار میں عمرہ واجب نہ ہو گا۔ **مسئلہ** وجوب قضار ہر محصر پر ہوتا ہے خواہ حج فرض ہو یا نفل اپنا حج ہو یا حج بدل۔ حج صحیح ہو یا فاسد یا حر ہو یا غلام۔ البتہ غلام پر قضار کا ادا کرنا آزاد ہونیکے بعد واجب ہو گا۔

ؔ یعنی وہ عمرہ جو حج کے ساتھ ملا کر قران کیا جاوے ۱۲ شیر محمد

دم احصار بھیجنے کے بعد احصار کا دور ہو جانا

مسئلہ اگر دم احصار بھیجنے سے پہلے ہی احصار زائل ہو گیا اور حج مل سکتا ہو تو جانا واجب ہے، اور اگر دم احصار روانہ کرنے کے بعد احصار زائل ہوا تو اب اگر اتنا وقت ہے کہ دم احصار اور حج دونوں مل سکتے ہیں تو حج کو جانا واجب ہے اور ہدی یعنی دم احصار کا اختیار ہے کہ جو چاہے کرے اب اس کا ذبح کرنا واجب نہیں اور اگر حج اور ہدی دونوں نہیں مل سکتے یا صرف ہدی مل سکتی ہے حج نہیں مل سکتا تو جانا ضروری نہیں اختیار ہے کہ جائے یا نہ جائے اور اگر ہدی تو نہیں مل سکتی لیکن حج مل سکتا ہے تو حلال ہونا جائز ہے مگر حج کو جانا افضل ہے اگر نہ گیا تو کچھ مضائقہ نہیں **مسئلہ** اگر قارن کا احصار ہدی روانہ کرنے کے بعد زائل ہوا اور اب اس کو نہ حج مل سکتا ہے نہ ہدی تو جانا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ چاہے یہیں ہدی کے ذبح ہونے کا انتظار کرے اور حلال ہو جائے اور چاہے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کر کے حلال ہو جائے اگر جا کر عمرہ کر لیگا تو قضا میں دوسرا عمرہ واجب نہ ہوگا ورنہ واجب ہوگا **مسئلہ** عمرہ والے کا احصار اگر ہدی روانہ کرنے سے پہلے یا بعد روانہ کرنے کے ایسے وقت زائل ہو گیا کہ ہدی مل سکتی ہے تو اس کو جانا واجب ہے اور اگر ہدی نہیں مل سکتی تو جانا واجب نہیں اور عمرہ جب چاہے کر سکتا ہے۔ چونکہ اس کا کوئی خاص وقت مثل حج کے نہیں ہے۔

ایک احصار کے بعد دوسرا احصار

مسئلہ اگر محصر نے ہدی روانہ کر دی اور اس کے بعد وہ احصار دور ہو گیا لیکن دوسرا احصار پیش آ گیا تو اگر محصر یہ جانتا ہے کہ اگر وہ دوسرا احصار پیش نہ آتا تو وہ ہدی احصار کو زندہ پا سکتا تھا تو اگر دوسرے احصار کیلئے پہلی ہدی کی نیت کر لی تو وہ ہدی دوسرے احصار کے لئے ہو جائے گی اور اگر دوسرے احصار کی نیت نہیں کی اور وہ ہدی ذبح ہو گئی تو اب اس کے ذبح پر دوسرے احصار سے حلال

ہونا جائز نہیں دوسری ہدی بھیجنی ضروری ہوگی۔

دمِ احصار پر قادر نہ ہونا **مسئلہ** اگر محصَر کے پاس نہ ہدی کا جانور ہے اور نہ اتنا روپیہ ہے کہ اس سے جانور خریدا جا سکے یا جانور اور روپیہ تو موجود ہے لیکن کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس کے ذریعہ سے جانور یا قیمت بھیج کر دم ذبح کرائے تو وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ حرم میں ذبح نہ کرائے یا مکہ مکرمہ جا کر عمرہ نہ کرے جب تک ان دونوں کاموں میں سے ایک کام نہ کرے گا ہمیشہ محرم رہے گا۔ **مسئلہ** دمِ احصار کے عوض میں روزہ رکھنا یا صدقہ[1] دینا کافی نہیں۔ مذہب مشہور یہی ہے لیکن امام ابو یوسف سے ایک روایت ہے کہ اگر ہدی نہ ملے تو اس کی قیمت لگا کر ہر مسکین کو نصف صاع صدقہ دے دیا جائے اگر صدقہ بھی نہ دے سکتا ہو تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے اور پھر حلال ہو جائے ضرورت کے وقت اس پر عمل کی گنجائش ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے احرام کے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ اگر محصر ہو گیا تو دم احصار نہیں بھیجوں گا تب بھی دم احصار بھیجنا واجب ہے۔

مسئلہ قارن نے دو دم کی کچھ قیمت بھیجی مگر اس سے صرف ایک ہی دم خریدا گیا اور ذبح کیا گیا تو جب تک دوسرا دم ذبح نہ کیا جائے گا حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت نے بلا اجازت شوہر کے حج نفل کا احرام باندھا اور محرم ساتھ موجود تھا لیکن شوہر نے عورت کو جانے سے روک دیا تو وہ محصر ہو گئی اور شوہر کو حق

---

[1] قلت ہذا ہو المذہب المعروف وروی عن ابی یوسف فی المحصر ان لم یجد ہدیا قوم الہدی طعاما فیتصدق به علی کل مسکین نصف صاع وان لم یکن عنده طعام صام لکل نصف صاع یوماً فیتحلل به قال فی الامالی وہذا احب الی لان فیه تخلصاً عما فیه الحرج العظیم وابدا القاری روایة ابی یوسف ہذه ان شئت الاطلاع علیه فارجع الی شرح اللباب ۱۲

ہے کہ فی الحال اس کا احرام[1] کھلوا دے۔ دمِ احصار کے ذبح کرنے تک انتظار نہ کرے لیکن عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ واجب ہوگا بخلاف حج فرض کے کہ اگر محرم ساتھ نہ ہو اور شوہر روک دے تو بلا ہدی ذبح کئے حلال نہ ہوگی۔

حج فوت ہو جانا

مسئلہ جس شخص نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک بالکل نہیں کیا اس کا حج فوت ہو گیا اور اگر نو ذی الحجہ کے زوال سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وقت تھوڑی سی دیر بھی وقوف کر لیا تو حج پورا ہو گیا۔

مسئلہ جب حج فوت ہو جائے عذر سے یا بلا عذر تو حج کے باقی افعال ترک کر دے اور واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کرکے حجامت بنوا کر احرام کھول دے۔

مسئلہ اگر مفرد تھا اور حج نہیں ملا اور عمرہ کرکے حلال ہو گیا تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اور عمرہ اور دم واجب نہیں اور نہ طوافِ صدر واجب ہے اور اگر قارن تھا تو اگر حج فوت ہونے سے پہلے عمرہ نہیں کیا تھا تو اس کو اول ایک طواف اور سعی عمرہ کے لئے کرنی چاہئے اس کے بعد ایک طواف اور سعی حج فوت ہو لے کی کرکے بال منڈا کر حلال ہو جائے اور اس پر صرف حج کی قضا واجب ہو گی دمِ قران ساقط ہو جائیگا اور قضا میں عمرہ واجب نہ ہو گا اور قارن تلبیہ اس وقت موقوف کرے جس وقت وہ طواف کرے جس سے احرام کھولیگا اور اگر متمتع تھا تو تمتع حج فوت ہونے سے باطل ہو جائیگا اور دمِ تمتع ساقط ہو جائیگا۔ عمرہ کرکے حلال ہو جائے اور آئندہ حج کی قضا کرے۔ **مسئلہ** جس کا حج فوت ہو جائے اس پر طوافِ صدر اور قربانی واجب نہیں ہوتی۔

---

[1] اس صورت میں طریقہ احرام کھلوانے کا یہ ہے کہ شوہر اس کو حلال کرے یا دنی محظور مثل ناخن تراشنے یا بوسہ لینے یا خوشبو لگانے سے ان باتوں سے حلال کرنا افضل ہے بہ نسبت جماع کے بلکہ جماع سے حلال کرنا مکروہ لکھتے ہیں۔ اللباب غنیہ ۱۲ شبیر محمد۔

مسئلہ حج نفل ہو یا فرض یا نذر اور شروع سے فاسد ہو یا بعد میں فاسد ہو گیا ہو سب کے فوت ہو جانے کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ اگر متمتع کے ساتھ ہدی ہو تو حج فوت ہونے کے بعد اختیار ہے کہ اس کو جو چاہے کرے۔ مسئلہ عمرہ فوت نہیں ہوتا کیونکہ یوم عرفہ اور عید الاضحی اور ایام تشریق کے علاوہ ہر وقت جائز ہے (ان) ایام میں مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی ان ایام میں کرلیگا تو صحیح ہو جائیگا مگر گناہ ہوگا۔

قضاء حج کے اسباب

مسئلہ حج کی قضا واجب ہونے کے چار سبب ہیں (۱) وقوفِ عرفہ کا فوت ہو جانا (۲) احصار یعنی وقوفِ عرفہ سے رک جانا (۳) جماع سے حج کو فاسد کرنا (۴) حج کا احرام باندھنے کے بعد حرام کو چھوڑنا۔

حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا

حج کرانیوالے کو آمر یعنی حکم کرنے والا کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حج بدل کرتا ہے اس کو مامور کہتے ہیں۔

مسئلہ ہر شخص اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو (خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ) بخش سکتا ہے وہ عمل چاہے روزہ یا نماز یا حج یا صدقہ یا اور کوئی عبادت ہو۔

مسئلہ: عبادات کی تین قسمیں ہیں (۱) عبادتِ مالی جیسے زکوٰۃ۔ صدقہ فطر۔ یہ نائب کے ذریعہ ادا کی جاسکتی ہیں چاہے ضرورت کی وجہ سے نائب مقرر کرے یا بلا ضرورت (۲) عبادت بدنی جیسے نماز روزہ۔ یہ نائب کے ذریعہ ادا نہیں کی جاسکتیں (۳) عبادت مالی اور بدنی دونوں سے مرکب جیسے حج۔ یہ نائب کے ذریعہ سے صرف اس وقت ادا کرائی جاسکتی ہے کہ خود جس پر حج فرض ہوا ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر خود قادر ہو تو پھر دوسرے سے نہیں کرا سکتا۔

مسئلہ حج نفل اور عمرہ نفل دوسرے سے بہر صورت کرانا جائز ہے یعنی چاہے کرانے والا خود قادر ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں ادا کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہو گیا تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے خواہ اپنی زندگی میں کرائے یا مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر جائے اس پر وصیت واجب ہے اور اگر شرائط وجوب حج تو پائے گئے لیکن ادا کرنے کا وقت نہیں ملا یا حج کو جاتے ہوئے راستہ[1] میں مر گیا تو اس کے اوپر سے حج ساقط ہو گیا اور اس پر حج کرانے کی وصیت واجب نہیں۔ **مسئلہ** عاجز ہونے کے اسباب یہ ہیں۔ موت۔ قید۔ ایسا مرض کہ جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو جیسے فالج۔ اندھا ہونا۔ لنگڑا ہونا۔ اتنا بوڑھا ہونا کہ سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہے۔ عورت کے لئے محرم نہ ہونا راستہ مامون نہ ہونا۔ ان تمام اعذار کا موت تک باقی رہنا تحقیق عجز کے لئے شرط ہے۔

حج بدل کے شرائط

حج نفل دوسرے شخص سے کرانے کے لئے حج کرنے والے میں صرف اہلیت یعنی اسلام عقل اور تمیز ہونا کافی ہے اور کوئی شرط نہیں البتہ حج فرض کسی دوسرے سے کرانے کے لئے بیس شرطیں ہیں بغیر ان شرائط کے حج فرض اگر دوسرے سے کرایا جائیگا تو ادا نہو گا۔

(۱) جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہونا یعنی حج کرنے کے لائق مال ہو اور صحیح و تندرست بھی ہو۔ پس اگر کسی نے حج فرض ہونے سے پہلے حج کرا دیا اور بعد میں مالدار ہو گیا تو پھر دوبارہ حج کرانا فرض ہے۔ پہلا حج نفل ہو گا فرض نہو گا (۲) حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے تنگدست ہو جانیکی وجہ سے یا کسی مرض کیوجہ سے عاجز ہو جانا اگر کسی نے حج فرض ہونیکے بعد ——— عاجز ہونیسے پہلے حج کرایا اور پھر عاجز ہو گیا تو

---

[1] یعنی یہ اس وقت ہے جب کہ وجوب حج کے سال میں گیا اور مرا ہو اگر دوسرے تیسرے سال گیا ہو تو وصیت واجب ہو گی۔ ۱۲ بشیر محمد۔

حج فرض ادا نہیں ہوا دوبارہ کرانا واجب ہے (۳) موت کے وقت تک عاجز رہنا۔ اگر مرنے سے پہلے عذر جاتا رہا اور خود قادر ہو گیا تو خود حج کرنا واجب ہو گا۔ البتہ اگر ایسا عذر ہو کہ جو اکثر دور نہیں ہوتا جیسے اندھا ہونا تو ایسے عذر کی حالت میں حج کرانیکے بعد اگر آنکھیں قدرتاً اچھی ہو جائیں تو حج کرنا پھر واجب نہ ہو گا[1] (۴) دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنیکا حکم کرنا اگر خود موجود ہو اور اگر مر گیا ہو اور حج کرانے کی وصیت کر گیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے البتہ وارث اپنے مورث کی طرف سے یا اولاد اپنے والدین کی طرف سے ان کے مرنے کے بعد بلا اجازت حج کرے تو جائز ہے اگر میت نے وصیت نہیں کی اور پھر وارث یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کر دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ فرض ادا ہو جائیگا (۵) مصارفِ سفر میں حج کرانے والے کا روپیہ صرف ہونا اگر حج کرنے والے نے اپنا روپیہ خرچ کیا تو خود اس کا حج ہو گا۔ حج کرانے والے کا نہ ہو گا۔ البتہ اگر زیادہ روپیہ حج کرانے والے کا صرف ہوا اور کچھ تھوڑا سا روپیہ حج کرنیوالے نے اپنا صرف کیا یا سارا روپیہ اپنا خرچ کیا اور جو مال اس کو حج کرنے کے لئے دیا گیا تھا وہ مصارف حج کے لئے کافی تھا اور بعد میں حج کرانیوالے کے مال سے لے لیا تو حج کرانے والے کا حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر اتنا مال نہیں تھا کہ مصارف حج کے لئے کافی ہو تو پھر اکثر کا اعتبار ہو گا اگر اکثر مصارف حج کرانیوالے کے مال سے کئے ہوں تو اس کا حج ہو گیا ورنہ نہیں (۶) احرام کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا اگر احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی اور حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے تعیین کر لی تب بھی درست ہے اگر افعال حج شروع کرنے کے بعد اس کی طرف سے نیت کی تو حج فرض آمر کا نہ ہو گا اور خرچہ آمر کا واپس کرنا لازم ہو گا۔

مسئلہ زبان سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں افضل ہے ضروری نہیں دل سے نیت کرنا کافی ہے **مسئلہ** اگر آمر کا نام بھول گیا تو صرف آمر کیطرف سے نیت کر لینا کافی ہے۔

---

[1] یہ حکم اس شخص کا ہے جو اس طرح اندھا ہو گیا ہو کہ اس کی آنکھیں بن نہ سکتی ہوں اگر موتیا بند وغیرہ سے اندھا ہوا ہے اور آنکھیں بن سکتی ہوں تو یہ عذر نہ ہو گا۔ ۱۲ شیر محمد

مسئلہ: کسی شخص پر حج فرض تھا اور اس کے حکم سے کسی نے اُس کی طرف سے حج کیا اور فرض یا نفل کی کچھ نیت نہیں کی تو آمر کا حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر نفل کی نیت کی تو حج فرض ادا نہ ہوگا (۷) صرف ایک شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھنا اگر دو شخصوں کیطرف سے احرام باندھ کر حج کیا تو دونوں میں سے کسی کا بھی حج نہ ہوگا۔ حج کرنیوالے کا ہوگا اور ان دونوں کا روپیہ واپس کرنا پڑیگا۔ اور حج کرنیکے بعد یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس حج کو کسی ایک کی طرف سے متعین کر دے۔ مسئلہ اگر کسی شخص نے تبرعاً بدون حکم کے دو اجنبی آدمیوں کی طرف سے یا اپنے والدین کی طرف سے ایک احرام میں نیت کی تو احرام کے بعد افعال کرنے سے پہلے یا بعد فراغت کے اگر کسی ایک کے لئے اس حج کو کر دے تو درست ہے کیونکہ یہ حج ادا کرنے والے کا ہوا ہے اس کو اختیار ہے جس کو چاہے ثواب بخش دے خواہ ایک کو خواہ[۱] دونوں کو (۸) صرف ایک حج کا احرام باندھنا اگر اول کسی شخص کی طرف سے احرام باندھا اور پھر دوسرا احرام اپنی طرف سے باندھ لیا تو آمر کا حج نہ ہوگا جب تک دوسرے احرام کو ترک نہ کریگا۔ (۹) خود مامور کا آمر کی طرف سے حج کرنا۔ اگر آمر نے کسی خاص شخص کو متعین کیا ہو اگر مامور کسی عذر کیوجہ سے دوسرے شخص سے حج کرائیگا تو حج نہ ہوگا اور دونوں ضامن ہوں گے ہاں اگر آمر نے اختیار دیا ہو کہ خود کرنا یا کسی سے کرا دینا تو ہو جائے گا۔ اور آمر کے لئے مناسب یہی ہے کہ مامور کو اختیار دیدے تاکہ عذر کے وقت دوسرے سے کرا سکے۔ (۱۰) مامور معین کا متعین ہونا۔ اگر آمر نے اس طرح متعین کیا ہے کہ فلاں شخص حج کرے دوسرا نہ کرے اگر وہ فلاں شخص مر گیا تو کسی دوسرے کا حج کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر فقط فلاں کا نام لیا اور دوسرے کی نفی نہیں کی اور فلاں مر گیا اور کسی دوسرے سے حج کرا دیا تو جائز ہے۔ مسئلہ اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں حج کرے اور فلاں نے حج کرنے سے انکار کیا اور وصی نے کسی دوسرے سے حج کرایا تو جائز

---

[۱] اس سے والدین کا فرض حج ساقط نہ ہوگا بلکہ باشرائط کرانا ہوگا۔ ۱۲ شیر محمد

ہے اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر بھی کسی دوسرے سے کرایا تب بھی جائز ہے۔
(۱۱) آمر کے وطن سے حج کرنا۔ اگر تہائی مال میں گنجائش ہو ورنہ جس جگہ سے میقات سے پہلے سے ہو سکے وہاں سے کرا دیا جائے اگر اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہے (۱۲) سواری پر حج کرنا اگر تہائی مال میں گنجائش ہو اگر کسی نے پیدل حج کیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور مامور پر روپے کی واپسی[1] واجب ہوگی۔ ہاں اگر خرچ کم ہو گیا اور پھر پیدل چلا تو جائز ہے۔
مسئلہ خرچ میں اور سواری پر چلنے میں اکثر کا اعتبار ہے اگر اکثر روپیہ آمر کا خرچ کیا یا اکثر راستہ سواری پر چلا تو فرض ادا ہو جائیگا ورنہ نہیں (۱۳) حج یا عمرہ جس چیز کا حکم کیا ہے اس کے لئے سفر کرنا اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے اول عمرہ کیا پھر میقات پر لوٹ کر اسی سال یا آئندہ سال حج کا احرام باندھا تو آمر کا حج نہ ہوگا۔ (۱۴) آمر کی میقات سے احرام باندھنا۔ اگر مامور نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ جا کر حج کا احرام باندھا اور حج کر دیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔ (۱۵) آمر کی مخالفت نہ کرنا اگر آمر نے افراد یعنی صرف حج کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع کیا تو مخالف ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور حج مامور کا ہوگا۔ اسی طرح اگر قران کیا تو بھی مخالف ہوگا اور ضمان دینا ہوگا۔ البتہ قران آمر کی اجازت سے کرنا جائز ہے۔ لیکن دم قران اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ آمر کے روپے سے دینا جائز نہیں اور تمتع کرنا اجازت سے بھی جائز نہیں

---

[1] روپیہ کی واپسی تب لازم ہے جبکہ مطلق حج کا امر کیا ہو اور اگر پیدل چلنے کی اجازت دی ہو تو وہ حج آمر کا نفلی ہوگا اور نفقہ کی ضمانت لازم نہ ہوگی کیونکہ اس کے امر سے پیدل حج کیا ہے (تحریر المختار ورد المحتار و ارشاد الساری الی مناسک الملا علی قاری و غنیۃ المناسک ۱۲ شیر محمد[2]) حج بدل کرنیوالے کو آمر کی بلا اجازت تو تمتع کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں لیکن اگر آمر تمتع کی اجازت دیدے تو بعض علماء جائز کہتے ہیں۔ مگر محققین کی رائے یہی ہے کہ حج بدل والے کو آمر کی اجازت سے بھی تمتع کرنا جائز نہیں اگر تمتع اجازت سے کریگا تو گو ضمان نہ ہوگا لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا امام المناسکین ملا علی قاری نے شرح لباب میں اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (نور اللہ مرقدہ) نے زبدۃ المناسک میں عدم جواز ہی کو اختیار کیا ہے اور حضرت الاستاذ

اگر اجازت سے تمتع کرے گا تو گو مامور پر ضمان نہ ہوگا۔ لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا (۱۶) مامور کا حج کو فاسد کرنا۔ اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرکے حج فاسد کردیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور فاسد کی قضا اپنے مال سے واجب ہوگی اور حج قضاء بھی مامور سے ہی واقع ہوگا۔ آمر کا حج اس سے ادا نہ ہوگا اور آمر کے لئے اگر حج کرنا چاہے تو اور حج کرنا ہوگا حج قضا کافی نہ ہوگا (۱۷) حج کا فوت نہ ہونا اگر حج فوت ہوگیا تو آمر کا حج نہ ہوگا۔ اور اگر مامور کی سستی یا کام کی وجہ سے حج فوت ہوا ہے تو ضمان واجب ہوگا اور اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے فوت ہوگیا تو ضمان نہ ہوگا۔ (۱۸) آمر اور مامور کا مسلمان ہونا وصی کا مسلمان ہونا شرط نہیں (۱۹) آمر اور مامور کا عاقل ہونا اگر وصی ہو تو وصی کا عاقل ہونا بھی شرط ہے (۲۰) مامور کو اتنی تمیز ہونا کہ حج کے افعال کو سمجھتا ہو مسئلہ۔ اجرت پر حج کرنا۔ کرانا جائز نہیں اس لئے ایسے الفاظ سے حج کا حکم نہ کرے کہ جس سے اجارہ سمجھا جائے لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج[1] آمر کا ہی ہوگا اور مامور سے اجرت واپس لی جائے گی اور بقدر خرچ حج کرنیوالے کو روپیہ دلایا جائے گا۔ مسئلہ جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا اگر وہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے تو حج ہوجائے گا لیکن مکروہ[2] ہے۔ مسئلہ عورت کو مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے حج کرنا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲۹۰) مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی شارح سنن ابی داؤد (برد اللہ مضجعہ) بھی عدم جواز ہی کا فتوی دیتے تھے اس لئے حج بدل والوں کو محض سہولت اور احرام کی طوالت سے بچنے کے لئے تمتع کرکے آمر کے حج کو خراب نہ کرنا چاہئے اور آمر کو چاہیئے کہ بدل کرنیوالے کو خاص طور سے ہدایت کردے کہ تمتع نہ کرے ۱۲ سعید احمد غفرلہ [1] قال فی رد المحتار وانما جاز الحج عن المحجوج عنہ لانہ لما بطلت الاجارۃ بقی الامر بالحج فیکون لہ نفقۃ مثلہ ولیس ہذہ النفقۃ یستحقہا بطریق العوض بل بطریق الکفایۃ لانہ فرغ نفسہ لعمل ینتفع بہ المستاجر ہذا وما فی اللباب والدر لایجوز حجہ عنہ فخلاف ظاہر الروایۃ اھ وفی شرح اللباب للقاری بعد ما تکلم علی المسئلۃ وفی الکفایۃ لو استاجر للحج عنہ من المیقات وقع الحج عن المحجوج عنہ فی روایۃ الاصل عن ابی حنیفۃ انتہی وبہ کان یقول شمس الائمۃ السرخسی ہو المذہب واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس پر مکہ مکرمہ پہنچکر اپنا حج بھی فرض ہوجائیگا اور اس کو وہاں ٹھہر کر آئندہ سال اپنا حج کرنا واجب ہوگا اور یہ مشکل ہے۔

اس لئے احتیاط یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج نہ کرایا جاوے ۱۲ منہ

جائز ہے اگر محرم ساتھ ہو اور شوہر اجازت دے مگر مرد سے کرانا افضل ہے
مسئلہ ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل اور مسائل سے خوب واقف ہو اور اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو مسئلہ۔ مراہق (یعنی جو قریب البلوغ ہو) سے حج کرانا جائز ہے بشرطیکہ ہوشیار ہو اور مسائل و احکام کو سمجھتا ہو لیکن مراہق سے حج کرانے میں بعض فقہاء کا اختلاف ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ مراہق سے حج نہ کرایا جائے۔
مسئلہ: غلام اور باندی سے مولیٰ کی اجازت سے حج کرانا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔
مسئلہ: اگر مامور سے حج اپنی کوتاہی سے فوت ہو گیا تو مامور پر ضمان واجب ہوگا[۱] لیکن اگر آئندہ سال اپنے روپے سے آمر کا حج ادا کر دیگا تو آمر کا حج ادا ہو جائیگا اور اگر مامور نے کوئی کوتاہی نہیں کی تو ضمان واجب نہ ہوگا پھر دوسرے سال آمر کی طرف[۲] سے حج کر دے۔
مسئلہ دم احصار آمر کے مال سے دے سکتا ہے۔ مسئلہ میت کی طرف سے گدھے پر سوار ہو کر حج کرنا مکروہ ہے جبکہ مسافت اور مشقت زیادہ ہو اور اونٹ پر کرنا گھوڑے اور خچر سے افضل ہے۔ مسئلہ: ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز بحری جہاز پر حج کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ مسئلہ جس سال آمر نے حج کا حکم کیا اس سال نہیں کیا بلکہ دوسرے سال کیا تو آمر کا حج ہو جائے گا اور مامور پر ضمان واجب نہ ہوگا۔ مسئلہ: حج کے بعد مامور کو آمر کے وطن لوٹ کر آنا افضل ہے۔ اگر مکہ مکرمہ میں رہ گیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔

---

[۱] تقصیر کی صورت میں پہلے فوت شدہ کی قضا کرے پھر آمر کا حج کرے یعنی آئندہ سال تو فوت شدہ حج کی قضا کرنی ہوگی اس کے بعد آمر کا حج کرے اور مامور پر دونوں باتوں میں سے ایک لازم ہے یا تو آمر کا حج کرنا یا اس کا روپیہ واپس کرنا۔ [۲] چونکہ اس پر ضمان نہیں ہے تو حج کرنا بھی اس پر لازم نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اسی سے پھر حج کرایا جائے یا اور کسی سے یہ ورثا کی رائے پر ہے۔ وعلیہ قضاء ما فاتہ وتبانف الحج عن المیت وحاصلہ ان علی الورثۃ الاحجاج عن المیت من مالہ وعلی المامور حج آخر عن نفسہ بماذ قضاء لازمہ بالشروع الخ

حج بدل کرنیوالے کیلئے سفر خرچ

مسئلہ حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیئے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کو متوسط طریق سے کافی ہو کہ نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔ مسئلہ مصارف میں سواری۔ روٹی۔ گوشت سالن۔ گھی چراغ کا تیل احرام کا لباس پانی کا سامان۔ سفر کے کپڑے۔ کپڑے دھونے اور نہانے کے لئے صابون حمالی وغیرہ کی مزدوری حجام کی مزدوری۔ مکان کا کرایہ۔ حفاظت کا کرایہ اور جس شے کی ضرورت ہو مامور کی حیثیت کے مطابق سب داخل ہیں اور آمر کے مال سے بلا تنگی و فضول خرچی کے مذکورہ اخراجات میں خرچ کرنا جائز ہے۔ مسئلہ مامور کو آمر کے مال سے کسی کی دعوت کرنی یا کھانے میں شریک کرلینا یا صدقہ دینا یا قرض دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر آمر نے ان سب چیزوں کی اجازت دی ہو تو جائز ہے مسئلہ اگر مامور کے پاس اپنا مال نہ ہو تو آمر کے مال سے وضو اور غسل جنابت کے لئے پانی خریدنا جائز نہیں بلکہ تیمم کرے۔ اسی طرح آمر کے مال سے پچھنے لگوانا یا دوا کرنا بھی جائز نہیں مگر فقیہ ابو اللیث نے ہر اس چیز میں آمر کا مال صرف کرنے کو جائز کہا ہے جس کو عام طور سے حجاج کرتے ہوں اور ذخیرہ میں اسی کو مختار لکھا ہے مگر پھر بھی احتیاط یہ ہے کہ آمر سے ہر چیز میں صرف کرنے کی اجازت لے لے تاکہ تنگی اور مواخذہ نہ ہو۔ مسئلہ راستہ میں کسی جگہ اگر قافلہ یا جہاز کے انتظار میں قیام کرے تو خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر اپنی کسی ضرورت سے قیام کرے گا تو خرچہ مامور پر ہوگا۔ اسی طرح واپسی میں اگر جہاز یا قافلہ کی وجہ سے کہیں قیام کریگا تو خرچہ آمر پر ہے

ف بلکہ آمر کو چاہیئے کہ مامور کو نفقہ حج کا دے اور جو اس سے زائد رقم دے اس کو ہبہ کر دے تاکہ اس کو ہر طرح کے خرچ کرنے میں سہولت ہو اور حساب و کتاب رکھنے کی تکلیف نہ ہو البتہ یہ ضرور خیال رہے کہ جو نفقہ حج کے لئے ہو وہ مامور کو بخشش نہ کرے کیونکہ وہ مامور کی ملک ہو جائے گا تو اس سے حج آمر کا جائز نہ ہوگا خوب یاد رکھیں۔ ۱۲ شیر محمد۔

اور اگر اپنی ضرورت سے قیام کریگا تو اپنے پاس سے خرچ کرنا ہوگا۔ جب وہاں سے چلدے تو پھر آمر کے مال سے خرچ کرے۔ **مسئلہ**: کسی نے حج کے بعد مکہ مکرمہ کو وطن بنانے کا ارادہ کرلیا اور آمر کے وطن واپس جانے کا ارادہ نہیں رہا تو اب آمر کے مال سے بلا اجازت آمر کے خرچ کرنا جائز نہیں۔ اگر ایک دو روز کے بعد پھر ارادہ بدل گیا اور واپسی کا ارادہ ہوگیا تو بھی آمر کے مال سے خرچ نہیں کر سکتا۔ اور اگر بلا نیت اقامت کے کچھ روز مکہ مکرمہ میں اتنا قیام کیا کہ عام طور پر قافلہ والوں کے نزدیک اتنی مدت معتاد ہے تو خرچہ آمر ہی کے مال میں ہوگا اور اگر مدت معتاد سے زیادہ قیام کیا تو آمر کے مال سے نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر ذی الحجہ سے پہلے مکہ مکرمہ پہونچ جائے تو بلا اجازت آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں بلکہ ذی الحجہ شروع ہونے کے وقت تک اپنے پاس سے خرچ کرے۔ جب ذی الحجہ شروع ہوجائے تو آمر کے مال سے خرچ کرے۔ **مسئلہ**: اگر قریب راستہ کو چھوڑ کر بعید راستہ سے گیا جس میں خرچہ زیادہ ہوا تو اگر اس راستہ سے بھی حجاج جاتے ہیں گو کبھی کبھی جاتے ہوں تو مضائقہ نہیں۔ سب خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر روپیہ ضائع ہوجائے تو ضمان بھی نہ ہوگا اور اگر اس راستہ سے کوئی نہیں جاتا تو آمر کی بلا اجازت جانا جائز نہ ہوگا۔ **مسئلہ** مامور سے اگر کوئی جنایت ہوجائے تو دم جنایت اپنے مال سے دے۔ آمر کے مال سے بلا اجازت دینا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر مامور نے قران یا تمتع کیا تو دم قران و تمتع اپنے مال سے دے۔ حج بدل والے کی طرف سے اگر قران یا تمتع بلا اجازت کریگا تو ضمان واجب ہوگا۔ **مسئلہ** اگر مامور حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرے تو جائز ہے اس سے آمر کے حج میں کچھ نقص نہیں آتا لیکن عمرہ میں خرچ اپنے پاس سے کرے آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ جب تک مامور نے احرام نہ باندھا ہو آمر اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے۔ احرام باندھنے

مے مگر جیسا کہ ہندوستان میں حج کے لئے جانا اپنے اختیار کی بات نہیں تو اس صورت میں خرچہ آمر کے ذمہ ہے، جیسا کہ بعد والے مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے۔

کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔ **مسئلہ** حج سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ نقد یا جنس کپڑے اور سامان آمر کے مال سے بچے۔ وہ آمر یا اس کے ورثہ کو واپس کرنا لازم ہے اگر وہ اس کو ہبہ کردیں تو لینا درست ہے اور آمر کے لئے مناسب یہ ہے کہ مامور کو عام اجازت دیدے کہ جس طرح اور جس جگہ چاہے صرف کرے۔ **مسئلہ** حج بدل حج نفل سے افضل ہے۔

مسئلہ اگر کسی حاجی کی امداد کرنا چاہے تو ایسے شخص کی امداد کرنا اولیٰ ہے جس نے پہلے حج نہ کیا ہو بمقابلہ اس شخص کے جو پہلے حج کرچکا ہو۔ کیونکہ جس نے حج نہیں کیا اس کا حج فرض ہوگا اور جو حج کرچکا ہے اس کا نفل اور فرض کا درجہ نفل سے زیادہ ہے تو فرض کی اعانت کا درجہ بھی نفل کی اعانت سے زیادہ ہوگا۔ **مسئلہ** حج بدل کرنے والا اگر راستہ میں بیمار ہوجائے تو اس کے لئے کسی دوسرے کو آمر کا روپیہ دیکر آمر کی طرف سے حج کے لئے بھیجنا جائز نہیں ہاں اگر آمر نے اجازت دی ہو کہ جس طرح چاہے کرنا خود کرنا یا کسی دوسرے سے کرانا تو جائز ہے اور اجازت کی صورت میں دوسرے سے حج کرانے کے لئے اس پہلے مامور کا مریض ہونا بھی شرط نہیں بلا مرض کے بھی دوسرے کو بھیجنا جائز ہے **مسئلہ** حج بدل کرنیوالے نے اگر خادم اپنی خدمت کے لئے رکھا ہے تو اگر اس جیسی حیثیت والے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں تب تو آمر کے مال سے خادم کی اُجرت لینا جائز نہیں اور اگر خود نہیں کرتے خادم رکھتے ہیں تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز ہے۔

حج کی وصیت

مسئلہ جس شخص پر حج فرض ہوچکا اور ادا کرنے کا وقت ملا ہے لیکن ادا نہیں کیا اس پر حج کرانے کی وصیت کرنی واجب ہے اگر بلا وصیت مرجائیگا تو گنہگار ہوگا لیکن اگر حج فرض ہونیکے بعد اسی سال حج کو گیا اور راستہ میں مرگیا تو اس پر حج کرانے کی وصیت واجب نہیں۔ **مسئلہ** اگر میت نے وصیت نہیں کی اور وارث نے یا اجنبی نے اس کیطرف سے حج کرادیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو امید ہے انشاء اللہ میت کا حج ادا ہوجائیگا۔ لیکن میت نے وصیت کی تھی تو بلا اجازت

وارث کے حج فرض میت کا ادا نہ ہوگا۔ **مسئلہ** اگر آمر عاجز نے یا وارث نے مردہ کی طرف سے حج کرنے کا امر تو کیا لیکن روپیہ نہیں دیا تو بھی حج فرض ادا نہ ہوگا۔ ہاں اگر مامور نے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا اور پھر آمر سے وصول کر لیا تو ہو جائیگا۔ **مسئلہ** جو شرائط حج بدل کے ہیں وہ وصیت کے مطابق حج کرنے والے کے لئے بھی ضروری ہیں۔ **مسئلہ** وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے اس لئے تہائی مال سے حج کرایا جائے گا چاہے وصیت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو البتہ وارث اگر تہائی سے زیادہ دے تو اسے اختیار ہے۔ **مسئلہ** اگر تہائی ترکہ حج کے مصارف سے زیادہ ہے یا حج کے بعد کچھ بچا ہے تو ورثہ کو واپس کرنا واجب ہے ان کی بلا اجازت حج کرنے والے کو رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ اگر تہائی مال میں گنجائش ہے تو میت کے وطن سے حج کرانا چاہیئے یا اگر میت نے کسی مقام کو معین کر دیا تو وہاں سے حج کرایا جائے چاہے وہ مقام مکہ مکرمہ سے قریب ہو یا بعید ورنہ جس جگہ سے تہائی مال سے ہو سکتا ہو وہاں سے کرا دیا جائے۔ **مسئلہ** اگر میت کا کوئی وطن نہو تو جس جگہ مرا ہے وہاں ہی سے حج کرائے **مسئلہ** اگر میت کے کئی وطن تھے تو جو وطن مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہو وہاں سے حج کرایا جائے جو زیادہ دور ہو اس سے نہ کرایا جائے **مسئلہ**: وصی نے میت کے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے حج کرایا حالانکہ تہائی مال سے وطن سے حج ہو سکتا تھا تو وصی ضامن ہوگا اور یہ حج وصی کا ہوگا۔ میت کی طرف سے دوبارہ حج کرانا ہوگا لیکن اگر یہ جگہ (جہاں سے حج کرایا ہے) میت کے وطن سے اس قدر قریب ہے کہ وہاں جاکر آدمی رات سے پہلے ہی واپس آسکتا ہے تو میت کا حج ہو جائیگا اور وصی پر ضمان نہ ہوگا۔ **مسئلہ** میت نے وصی سے کہا کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے اس کو اتنا مال دینا تو وصی کو خود حج کرنا جائز نہیں اور اگر صرف یہ کہا کہ میری طرف سے حج کرایا جائے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تو وصی کو اختیار ہے کہ خود حج کرے یا کرائے البتہ اگر وصی میت کا وارث ہے یا اس نے مال وارثوں کے حوالہ کر دیا کہ وہ جس سے چاہیں حج کرائیں تو اگر سب وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں تو وصی حج کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ میّت نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کرایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ رہے وہ حج کرنے والے کو دیدیا جائے تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والے کو وصیت کی رو سے وہ مال اصح قول کی بنا پر لینا جائز ہے مسئلہ اگر میت کی طرف سے حج کرنیوالا بیمار ہوگیا اور سارا روپیہ خرچ کردیا تو وصی پر اس کی واپسی کے لئے روپیہ بھیجنا واجب نہیں۔ مسئلہ میت کی طرف سے حج کرنیوالا اگر وقوفِ عرفہ کے بعد مرجائے تو میت کا حج ہوجائیگا اور اگر مرا نہیں لیکن بلا طوافِ زیارۃ کے واپس آگیا تو جب تک مکہ مکرمہ جاکر طوافِ زیارۃ نہ کریگا اس پر عورت حلال نہ ہوگی اور واپس جاکر بلا احرام اپنے مال سے طواف کی قضا کرنی ہوگی۔ مسئلہ اگر آمر نے اجازت دی کہ ضرورت کے وقت قرض لے لینا میں ادا کردوں گا تو قرض لے لینا جائز ہے مسئلہ اگر مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے قریب روپیہ ضائع ہوگیا اور مامور نے اپنے پاس سے خرچ کیا تو میت کے مال سے لے سکتا ہے۔

حج اور عمرہ کی نذر کرنا

مسئلہ: حج یا عمرہ کی نذر کرنے سے بھی حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے مثلاً کسی نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر حج ہے یا صرف یہ کہا کہ مجھ پر حج ہے تو ان الفاظ سے نذر ہوجائیگی اور پورا کرنا واجب ہوگا۔ مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مرض سے شفا دی یا میرے مریض کو شفا دی تو مجھ پر حج یا عمرہ ہے تو شفا ہونے پر حج یا عمرہ جس کی نذر مانی ہو کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے یا احرام حج ہے تو حج یا عمرہ کرنا لازم ہے اور یہ اختیار ہے کہ حج کرے یا عمرہ کرے۔ تنبیہ چونکہ عام طور پر حج یا عمرہ کی نذر کے مسائل کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے اس لئے ہم باقی مسائل کو چھوڑتے ہیں بوقت ضرورت علماء سے دریافت کرلئے جائیں۔

لہ لیکن اتمام کیلئے اگر مال ہے تو ترکِ طواف فرض کیوجہ سے بدنہ بھیجنا ہوگا (شرح لباب) ۱۲ شیر محمد

ہدی کے احکام

ہدی[1] اس جانور کو کہتے ہیں جس کو حرم میں ذبح کرنے کے لئے ہدیہ کے طور پر حاجی ساتھ لے جاتا ہے تاکہ حرم میں اس کو ذبح کر کے حق تعالیٰ کی رضامندی اور ثواب حاصل ہو۔

بدنہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اونٹ یا گائے اور بھینس کو کہتے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف اونٹ ہی کو کہتے ہیں۔

ہدی کے جانور

مسئلہ ہدی صرف بکری اونٹ گائے یا بھینس کی قسم سے ہوتی ہے اور کسی دوسری قسم کے جانوروں سے نہیں ہوتی۔ سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے۔ بیل۔ بھینس پھر دنبہ۔ بھیڑ۔ بکری۔ **مسئلہ:** بھیڑ۔ بکری۔ دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے اور گائے بھینس اونٹ میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں **مسئلہ:** ہدی کے لئے اونٹ پانچ سال کا اور گائے بھینس دو سال کی اور بھیڑ بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے اس سے کم عمر والی جائز نہیں البتہ مینڈھا یا دنبہ اگر چھ ماہ سے زیادہ کا ہو اور اتنا فربہ ہو کہ سال بھر والوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والوں کو اس میں اور سال بھر والوں میں فرق معلوم نہ ہو تو جائز ہے اگر اتنا فربہ نہ ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ اگر ایک بکری کی قیمت گائے کے گوشت کے ساتویں حصہ کے برابر ہو تو ایک بکری افضل ہے اور اگر گائے کے ساتویں حصہ کا گوشت ایک بکری سے زیادہ ہو تو گائے کا ساتواں حصہ افضل ہے۔

---

[1] آجکل ہندوستانی و پاکستانی حجاج ہدی ساتھ نہیں لے جاتے ہیں اس لئے ہدی کے اکثر احکام کی ان کو ضرورت نہیں ہوتی مگر بعض احکام ضروری ہیں اور ان کی سب کو ضرورت ہوتی ہے اس لئے مختصر طور سے ہم نے ہدی کے سب احکام ذکر کر دئے ہیں۔ منیٰ میں ایام نحر میں مذبح کے قریب بکری۔ اونٹ۔ گائے سب فروخت ہوتے ہیں جس قدر ضرورت ہوتی ہے حجاج وہیں سے خرید لیتے ہیں۔ ۱۲ منہ

ہدی اور اسکی کسی چیز کو کام میں لانا

مسئلہ ہدی پر سوار نہ ہونا چاہیے البتہ اگر مجبور ہو اور دوسری سواری نہو تو سوار ہونا جائز ہے۔ مسئلہ ہدی پر بوجھ بھی نہ لادے البتہ مجبوری کی حالت میں لادنا جائز ہے۔ مسئلہ اگر مجبوری کی حالت میں سوار ہونے یا بوجھ لادنے کی وجہ سے ہدی میں کچھ نقصان آگیا تو اس نقصان کی بابر فقراء کو صدقہ دینا ہوگا مالدار کو دینا کافی نہ ہوگا۔ مسئلہ ہدی کا دودھ نہ نکالے اگر ذبح کا وقت قریب ہو اور دودھ کثرت سے ٹپکتا ہو تو سرد پانی تھنوں پر چھڑک دے تاکہ دودھ ٹپکنا بند ہو جائے۔ اور اگر ذبح کا زمانہ دور ہو اور دودھ نہ نکالنے سے نقصان ہو تو دودھ نکال کر فقراء پر خیرات کردے اگر خود پیئیگا یا غنی کو دیگا تو اُس کی قیمت کا تصدق واجب ہوگا۔ مسئلہ اگر ہدی کے بچہ پیدا ہو تو اس کو یا تو خیرات کردے یا اس کے ساتھ ذبح کردے لیکن بچہ کا گوشت خود نہ کھائے بلکہ فقیر پر صدقہ کرے اور اگر کھالیا تو جتنا کھایا ہے اسکی قیمت صدقہ کرے اور مستحب یہ ہے کہ اس کو زندہ ہی صدقہ کردے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کردے۔ یا اس کی قیمت سے ہدی خرید کر ذبح کردے اور اگر بچہ اپنے ہاتھ سے مرجائے تو اس کی قیمت خیرات کردے۔

ہدی کو کس طرح لیجائے

مسئلہ ہدی کو پیچھے سے ہانکنے کو سوق کہتے ہیں۔ اور آگے سے رسی پکڑ کر کھینچ کرلے چلنے کو قود کہتے ہیں اور سوق قود سے افضل ہے۔ مسئلہ ہدی اگر اونٹ گائے ہو اور قران یا تمتع یا نذر نفل کی ہو تو اس کے گلے میں قلاوہ (یعنی جوتے کا ہار ڈالنا یا چمڑہ کا ٹکڑا یا درخت کی چھال کا پٹہ باندھنا اس پر جھول ڈالنے سے افضل ہے۔ مسئلہ بکری کے گلے میں قلاوہ نہ ڈالے کیونکہ بکری کے گلے میں قلاوہ ڈالنا مسنون نہیں۔ مسئلہ دم احصار اور دم جنایت کے گلے میں بھی پٹہ باندھنا مسنون نہیں لیکن اگر باندھ دے تو کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ اشعار یعنی اونٹ کے کوہان میں اتنا ہلکا شگاف دینا کہ صرف کھال میں شگاف آئے اور خون نکل آئے

اور زیادہ زخم نہ ہو جائز بلکہ مستحسن ہے لیکن اگر زخم کی سرایت کا اندیشہ ہو یا اشعار کرنا نہ آتا ہو تو امام صاحبؒ کے نزدیک اشعار مکروہ ہے **مسئلہ** ہدی قران اور تمتع اور نفل اور نذر کو عرفات میں ساتھ لے جانا مستحسن ہے۔

ذبح اور نحر کرنا

مسئلہ اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا افضل ہے نحر کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیا جائے اور پھر اس کی گردن پر برچھی ماری جائے اور چاہے لٹا کر برچھی مارے مگر پہلا طریقہ مسنون ہے۔ گائے بکری وغیرہ کو کھڑا کر کے ذبح نہ کرنا چاہیئے۔ ان کو لٹا کر ہی ذبح کرنا مسنون ہے **مسئلہ** ہدی والے کو خود اپنی ہدی کو ذبح یا نحر کرنا مسنون ہے ہاں اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی دوسرے سے کرائے **مسئلہ** دم قران اور تمتع کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں اگر پہلے کر دیگا تو معتبر نہ ہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد کرے گا تو ہو جائے گا لیکن دم تاخیر واجب ہو گا۔ نفلی ہدی کو ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں البتہ افضل ہے **مسئلہ** نذر کی ہدی کو تمام سال میں ہر وقت ذبح کرنا جائز ہے۔ **مسئلہ** ہدی کے سب اقسام کیلئے حرم میں ذبح کرنا شرط ہے حرم سے خارج ذبح کرنا جائز نہیں اور منیٰ کی خصوصیت نہیں حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے۔

ہدی کے گوشت کی تقسیم اور خود کھانا

مسئلہ دم قران اور تمتع میں سے کھانا مستحب ہے اور نفلی ہدی اگر حرم میں پہنچ کر ذبح ہو تو اس سے بھی کھانا جائز ہے اور دم جنایات اور دم احصار اور دم نذر سے نہ خود کھانا جائز اور نہ مالداروں کو کھلانا جائز اور نفلی ہدی بھی اگر حرم تک نہ پہنچی ہو اور راستہ میں ذبح کی گئی ہو تو اس میں سے ہدی والے کو اور مالداروں کو کھانا جائز نہیں اگر کھائے گا تو ضمان دینا ہوگا **مسئلہ** ہدی کا گوشت مساکین پر قربانی کے گوشت کی طرح تقسیم کرنا چاہیئے اور مساکین حرم ہی کو دینا ضروری نہیں غیر حرم کے مساکین کو بھی دینا جائز ہے مگر حرم کے فقیروں کو دینا افضل ہے

مسئلہ جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کو جائز ہے اس کا تہائی گوشت فقیروں کو دینا مستحب ہے اور جس کا گوشت مالک کو کھانا جائز نہیں اس کا سارا گوشت تصدق کر دینا واجب ہے۔ مسئلہ ہدی کی کھال جھول۔ مہار اور نکیل وغیرہ سب صدقہ کر دے۔ قصاب کی اجرت میں ہدی کا گوشت یا کھال وغیرہ دینا جائز نہیں۔ قصاب کو ہدیہ کے طور پر گوشت دینا جائز ہے مسئلہ کھال کو بیچے نہیں یا تو کسی کو دیدے یا اپنے کام[1] میں لائے اور اگر بیچ دی تو اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔

جن عیوب کی وجہ سے ہدی جائز نہیں

مسئلہ جس جانور کی قربانی جائز نہیں اسکی ہدی بھی جائز نہیں مسئلہ جو جانور اندھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا تہائی دم یا ناک یا چکدی کٹ گئی ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں مسئلہ اگر اتنا لنگڑا جانور ہے کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھا جاتا یا رکھا جاتا ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی بھی ہدی جائز نہیں اور اگر چوتھے پاؤں سے بھی سہارا لگا کر چلتا ہے گو لنگڑا کر چلتا ہے تو وہ جائز ہے مسئلہ: جس جانور کے دانت نہوں اور چارہ کھاتا ہو تو اس کی ہدی[2] جائز ہے اور اگر چارہ نہ کھاتا ہو تو جائز نہیں مسئلہ جس جانور کے پیدائش ہی سے دونوں یا ایک کان نہیں ہے اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر کان تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں تو

---

[1] اپنے کام میں لانا اس ہدی کی کھال کا جائز ہے جو کہ قران یا تمتع یا نفل کا ہو نہ دم جنایات و منذور ۱۲ شیر محمد

[2] قال فی الغنیۃ واما الهتماء وہی اللتی لا اسنان لها فان کانت ترعی و تعتلف جاز والا فلا کذا فی البدائع وہو الصحیح کذا فی محیط السرخسی ذکرہ فی الہندیۃ وغیرہا اھ وقال فی اللباب ولا یجوز المریضۃ التی لا تعتلف واللتی لا اسنان لها وقال القاری فی شرحہ ای سواء تعتلف اولا فی روایۃ یجوز اذا کانت تعتلف وہو الاصح اھ ۱۲ سعید احمد

اس کی ہدی جائز ہے مسئلہ جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تھے۔ لیکن ٹوٹ گئے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے لیکن اگر گودے تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں۔ مسئلہ خصی کی ہدی جائز بلکہ افضل ہے۔ مسئلہ بالکل دبلا اور مریل جانور کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل مغز (گودا) نہ رہا ہو اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر اتنا زیادہ دبلا نہ ہو تو جائز ہے۔ مسئلہ خنثی جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور بھینگا اور خالص پلیدی کھانے والا جانور ہدی میں جائز نہیں۔ مسئلہ: پاگل اور خارش والے جانور کی ہدی جائز ہے جب کہ موٹا تازہ ہو اور چارہ کھاتا ہو اور اگر بالکل دبلا ہے یا چارہ نہیں کھاتا تو جائز نہیں۔ مسئلہ ایسا مریض جانور کہ چارہ کھاتا ہو اور جو جانور گابھن ہو اس کی ہدی جائز ہے لیکن اگر جلدی بچہ پیدا ہونے والا ہو تو مکروہ ہے مسئلہ اگر بکری کا ایک تھن نہ ہو یا کسی وجہ سے مارا گیا ہو اور ایک موجود ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں اور گائے بھینس اور اونٹنی کا ایک تھن نہ ہو تو جائز ہے اور اگر دو تھن نہیں ہیں تو جائز نہیں۔ مسئلہ جس جانور کا ایک ہاتھ یا پاؤں کٹا ہو اور جو جانور بچے کو دودھ نہ پلا سکتا ہو اور جس بکری کے ایک تھن کا دودھ خشک ہو گیا اور جس اونٹنی اور گائے کے دو تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا ہو اس کی ہدی جائز نہیں۔ مسئلہ جو جانور جماع (جُفتی) سے عاجز ہو اور جو بچہ دینے سے بوجہ زیادہ عمر ہونے کے عاجز ہو اور جس کے بلا کسی وجہ کے دودھ نہ آتا ہو اس کی ہدی جائز ہے مسئلہ جس جانور کا کان چرا ہوا ہو یا کان میں سوراخ ہو اس کی ہدی جائز ہے۔ مسئلہ ان عیوب کی وجہ سے ان جانوروں کی ہدی اس وقت جائز نہیں ہے جب کہ یہ عیوب اس جانور میں ذبح سے پہلے ہوں اگر ذبح کے وقت ان میں کوئی عیب پیدا ہو جائے مثلاً ذبح کرنے وقت پاؤں ٹوٹ گیا یا آنکھ میں چھری لگ گئی تو جائز ہے مسئلہ عیب دار جانور ہدی کے لئے خریدا اور پھر وہ عیب جاتا رہا اس کی ہدی جائز ہے مسئلہ اگر صحیح سالم جانور خریدا تھا لیکن بعد میں ذبح سے پہلے کوئی ایسا

عیب پیدا ہو گیا کہ جس کی وجہ سے ہدی جائز نہیں تو اگر یہ ہدی واجب ہے تو اس کے بدلے دوسری ہدی واجب ہوگی اور عیب دار کو اپنے کام میں لانا جائز ہوگا اور اگر نفلی ہدی ہے یا کسی جانور کو معین کر کے نذر مانی تھی تو عیب دار بھی جائز ہے چاہے اس کو عیب ہی کی حالت میں خریدا ہو یا بعد میں پیدا ہو گیا ہو دونوں صورتیں برابر ہیں اور نقصان کا ضمان بھی واجب نہ ہوگا۔

جوازِ ذبح کی شرائط

ہدی کے ادا ہونے کے لئے یہ شرطیں ہیں (۱) قربت اور ثواب کی نیت سے ذبح کرنا اگر محض گوشت کھانے کی نیت سے ذبح کریگا تو ہدی کا ثواب نہ ہوگا اور ہدی ادا بھی نہ ہوگی (۲) ہدی کی نیت سے ذبح کرنا تاکہ قربانی سے ممتاز ہو جائے بلکہ خاص طور سے جس قسم کی ہدی ہے اس کی نیت کرنا بھی شرط ہے کیونکہ ہدی کی بہت سی قسمیں ہیں اس لئے ذبح کے وقت متعین کرے کہ یہ ہدی قران ہے یا تمتع وغیرہ ہے۔ اگر بلا متعین کئے ذبح کریگا تو کافی نہ ہوگا اور اعتبار نیت کا ہے زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں اور ذبح کے وقت نیت ہونا شرط ہے بعد کی نیت کافی نہیں ہاں اگر خریدنے کے وقت اسی نیت سے خریدا تھا اور ذبح کے وقت نیت نہیں کی تو پہلی نیت بھی کافی ہے (۳) ذبح کے وقت یا ذبح سے پہلے بلا فصل کثیر بسم اللہ پڑھنا ذبح کرنے والا اور جو شخص چھری پر ہاتھ رکھے[1] دونوں کے لئے بسم اللہ پڑھنا شرط ہے اور اگر ان دونوں میں سے کوئی بسم اللہ چھوڑ دیگا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا اگرچہ یہ سمجھ کر چھوڑا ہو کہ ایک کا پڑھنا کافی ہے۔ **مسئلہ:** اگر بسم اللہ پڑھی اور جانور چھوٹ کر بھاگ گیا اور پھر دوبارہ پکڑ کر ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو دوبارہ بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے پہلی بسم اللہ کافی نہیں ہوگی **مسئلہ:** جانور کو لٹایا اور بسم اللہ پڑھی اور جو چھری اس وقت ہاتھ میں تھی اس کو پھینک دیا اور دوسری چھری سے ذبح کیا تو جائز ہے **مسئلہ:** اگر بسم اللہ پڑھ کر کوئی عمل قلیل (تھوڑا سا کام) کیا مثلاً

---

[1] اور جو شخص چھری پر ہاتھ نہ رکھے فقط جانور کو لٹانے اور پکڑنے میں مدد کرے تو وہ اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں ۱۲ شیر محمد

تھوڑی سی بات چیت کرلی یا ایک لقمہ کھایا اور اس کے بعد ذبح کیا تو پہلی بسم اللہ کافی ہے دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں **مسئلہ** بسم اللہ پڑھنے سے مراد ایسا ذکر ہے جو دعا سے خالی ہو اس لئے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ پڑھنے سے حلال نہ ہوگا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اگر تسمیہ کی نیت سے پڑھے گا تو جائز ہے بلانیت تسمیہ کے پڑھ کر اگر ذبح کریگا تو جائز نہ ہوگا اور ذبح کے وقت مستحب یہ الفاظ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (۴) جانور کا مملوک ہونا بھی شرط ہے اگر کسی کی بکری بلا اجازت یا چوری سے ذبح کردی تو اگر اسکی زندہ ہونے کی حالت میں جو قیمت تھی وہ مالک کو دیدی تو جائز ہے گو گنہگار ہوگا اور اگر ذبح کے بعد کی قیمت لگائی تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی بکری خریدی اور ذبح کردی اس کے بعد کسی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ بکری تو میری تھی بیچنے والے کی نہ تھی تو اگر وہ اس بیع کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وہ جائز نہ رکھے تو جائز نہیں **مسئلہ** کسی کا جانور تمہارے پاس امانت تھا یا مانگا ہوا تھا یا کرایہ پر تھا اور اس کو ہدی میں ذبح کردیا اور اس کی قیمت دیدی تو جائز نہیں۔

مسئلہ اگر دو آدمیوں نے غلطی سے ایک دوسرے کی ہدی کو اپنی طرف سے ذبح کردیا تو ہر ایک کی ہدی اس کی طرف سے ہوگئی اور دونوں پر ضمان بھی نہیں ہر ایک اپنی اپنی ہدی کو ذبح کے بعد لے لے اور اگر دونوں کو کھانے کے بعد معلوم ہوا تو ہر ایک دوسرے سے معاف کرالے اگر دونوں معاف نہیں کرتے تو ہر ایک دوسرے کو گوشت کی قیمت دیدے اور اس کو صدقہ کردیا جائے۔

ہدی کا ضائع اور ہلاک ہونا

مسئلہ اگر ہدی راستے میں حرم میں داخل ہونے سے پہلے یا وقت معین سے پہلے مرنے کے قریب ہوجائے تو اگر نفلی ہدی ہے اور اونٹ ہے تو اس کو نحر کرے اور اگر گائے وغیرہ ہے تو ذبح کرے اور گوشت کو فقراء کو دیدے خود مالک اور امیر آدمی نہ کھائے اگر خود کھائیگا یا کسی امیر کو کھلائیگا تو قیمت کا صدقہ واجب ہوگا اور اس کے بدلے میں دوسری ہدی واجب نہیں۔

اگر فقراء وہاں موجود نہ ہوں تو اونٹ کے قلادہ (پٹہ) کو اور کوہان کو خون لگادے اور گائے وغیرہ
کو بھی ذبح کر کے اسی طرح خون لگادے یہ اس بات کی علامت اور نشانی ہے کہ یہ ایسی ہدی ہے
جس کا کھانا صرف فقراء کو جائز ہے مالدار کو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر واجب معین ہو یعنی کسی
معین جانور کی نذر کی ہو تو اس کے بدلہ میں دوسری ہدی واجب نہیں اور اگر ہدی واجب ہے،
تو اس کو ذبح کر کے جو چاہے کرے اور اس کے بدلہ میں دوسری ہدی واجب ہوگی۔ **مسئلہ**
اگر ہدی میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے ہدی جائز نہ ہو مثلاً تہائی سے
زیادہ کان یا دُم کٹ گئی تو اگر نفلی ہدی ہو تو اس کے قائم مقام دوسری ہدی واجب نہیں اسی
کو ذبح کردے اور اگر واجب ہو تو اس کے قائم مقام دوسری ہدی کرے اور پہلی کو جو چاہے
کرے۔ **مسئلہ** اگر ہدی حرم میں پہنچ کر ایام نحر سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اگر نفلی ہدی
ہے اور نقصان بہت آگیا ہے تو اس کو ذبح کر کے گوشت فقراء پر تقسیم کردے خود اس سے
نہ کھائے اور اگر تھوڑا سا عیب ہے، تو اس کو ذبح کر کے فقراء کو دیدے اور خود بھی کھا سکتا
ہے۔ **مسئلہ** اگر ہدی چوری ہو گئی یا گم ہو گئی اور اس کے بجائے دوسری ہدی خرید لی اور اس کے
گلے میں قلادہ (پٹہ) ڈال کر حرم کی طرف متوجہ کیا اس کے بعد پہلی ہدی مل گئی تو دونوں کو ذبح کرنا
افضل ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی ذبح کرے اور دوسری فروخت کردے یا دوسری کو ذبح
کردے اور پہلی کو فروخت کردے۔ لیکن اگر دوسری کو ذبح کیا اور پہلی کو فروخت کیا تو اگر دونوں
کی قیمت برابر ہے تب تو اس پر کچھ واجب نہیں اور اگر دوسری کی قیمت کم ہے تو جس قدر پہلی
کی قیمت زیادہ ہے وہ صدقہ کرے۔

ہدی کی نذر کرنا

مسئلہ نذر اور منت ماننے سے بھی ہدی واجب ہو جاتی ہے۔
مسئلہ اگر کسی نے کہا میرے اوپر ہدی ہے یا اللہ کے واسطے
میرے اوپر ہدی ہے تو نذر ہو گئی یا نذر کی نیت سے یہ کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو ہدی دوں گا تو
نذر ہو جائے گی اور اگر کسی خاص جانور کی نیت نہیں تھی تو ایک بکری لازم ہوگی اور اگر اونٹ

یا گائے کی نیت کی تھی تو جس چیز کی نیت کی ہے وہی واجب ہوگی **مسئلہ** نذر کی ہدی کے مالک کو خود کھانا اور امیر کو کھلانا جائز نہیں۔ **مسئلہ** نذر کی ہدی کو حرم کے علاوہ اور کسی جگہ ذبح کرنا جائز نہیں حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے البتہ اگر ایام نحر ہوں تو منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے۔

متفرقات

تبرکات حرم کی مٹی۔ پتھر خشک لکڑی اور اذخر[1] کا حرم سے باہر نکالنا اور اپنے گھر لانا جائز ہے بشرطیکہ حرم کی زمین میں کسی قسم کا نقصان نہ ہو البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے اور بیت اللہ میں سے تھوڑی مٹی تبرکاً لانا جائز ہے بشرطیکہ کسی قسم کا مٹی اٹھانے سے نقصان نہ ہو اور علامہ ابن وہبان نے بیت اللہ سے مٹی اٹھانے کو منع کیا ہے۔ کیونکہ جاہل لوگ اگر ذرا ذرا سی بھی مٹی اٹھائیں گے تو نقصان کا اندیشہ ہے اس لئے یہ نہ اٹھانا ہی بہتر ہے **مسئلہ** بیت اللہ کا پرانا غلاف جو لوگ تبرک کے طور پر لاتے ہیں اس کا یہ حکم ہے کہ اگر بیت المال سے بنایا جاتا ہے تو اس کا اختیار بادشاہِ وقت کو ہے چاہے اس کو بیچ کر بیت اللہ کی ضرورتوں میں صرف کرے یا فقراء کو دیدے یا کسی خاص شخص کو مالک بنادے اور ان لوگوں سے پھر دوسرے لوگوں کو خریدنا جائز ہے اور اگر اوقاف سے بنایا جاتا ہے تو واقف کے شرائط کے مطابق اس کا مصرف ہوگا اور جس کے لئے واقف نے معین کیا ہوگا اس کو ملیگا اور اس سے پھر دوسروں کو لینا جائز ہوگا اور اگر شرائط واقف کے معلوم نہ ہوں تو حسب دستور قدیم اس کو صرف کیا جائے گا۔ بیت اللہ کے جدید غلاف میں سے خود کوئی ٹکڑا کاٹنا یا خدام سے خریدنا جائز نہیں۔ خریدنے والے کے لئے غلاف کا کپڑا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ جنبی ہو یا عورت حائضہ ہو البتہ اگر ریشم ہو تو مرد کو پہننا جائز نہیں۔ اور پہننا اسی وقت جائز ہے جب کہ اس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو اگر کوئی آیۃ یا کلمہ توحید لکھا ہوا ہو تو اس کو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئیے **مسئلہ** کعبہ کی خوشبو کو تبرک کے طور پر لینا جائز نہیں چاہے اس پر لگی ہوئی ہو

[1] ایک گھاس کا نام ہے ۱۲ منہ

یا علیحدہ ہو۔ اور اگر کسی نے لیلی ہو تو اس کو واپس کرنا چاہیئے۔ اگر تبرک کے طور پر لینا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی خوشبو کعبہ کو لگائے اور اس میں سے جس قدر جی چاہے لیلے۔ خدامِ کعبہ کو ایسا کرنے سے روکنے کا حق نہیں ہے اسی طرح بیت اللہ کے موم کا لینا بھی جائز نہیں اگر تبرک کے لئے لینا چاہے تو اپنی موم بتی لاکر بیت اللہ کے دروازے پر جلائے اور پھر باقی کو اٹھالے۔ خدام کعبہ سے بیت اللہ کی بتی یا تیل خریدنا جائز نہیں۔

آبِ زمزم کے فضائل

زمزمؔ ایک کنواں ہے جو مسجد حرام میں بیت اللہ سے شرقی جانب ۳۸ ہاتھ کے فاصلہ پر مطاف کے کنارہ کے متصل ہے۔ زمزم کے معنی کثیر (یعنی بہت کے ہیں کہا جاتا ہے مَاءٌ زَمْزَمٌ اَیْ کَثِیْرٌ۔

چونکہ اس میں پانی بہت زیادہ ہے اس لئے اس کو زمزم کہتے ہیں[ا] اس کے عَلاوہ اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں مثلاً طیبہ۔ سیدہ۔ سالمہ۔ کافیہ۔ مونسہ وغیرہ۔ آب زمزم کے نکلنے کا قصہ مشہور ہے اس لئے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ علماء کا اجماع ہے کہ آب زمزم دنیا کے تمام پانیوں سے افضل اور عمدہ اور تمام پانیوں کا سردار ہے البتہ جو پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے بطور معجزہ جاری ہوا تھا وہ آب زمزم سے افضل تھا۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ زمزم کا پانی افضل ہے یا کوثر کا محققین کی رائے یہ ہے کہ زمزم کا پانی کوثر کے پانی سے افضل ہے۔ زمزم کی خوبیاں اور فضائل بہت سی احادیث میں مذکور ہیں۔ ہم صرف دو روایتیں ذکر کرتے ہیں[۳] جن سے اجمالی طور سے بہت سی خوبیاں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں

[ا] مقدمہ ہدایہ ص۹ ۱۲ منہ [۲] وقیل سمیت بذلک لانہا زمت اطرافہا من اعلیٰ ای حوط علی اطرافہا التراب والرمل ذلک لسالت حتی املات الوادی قالہ الحنفی ۱۲ منہ [۳] شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں زمزم کی روایات پر محققانہ تبصرہ فرمایا ہے اور توثیق و تائید فرمائی ہے۔ {یہ حاشیہ نمبر ۳ قال المحقق پر ہے جو صفحہ آئندہ کی حدیث ۱ میں آرہا ہے ۱۲}

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِیْهِ طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ الحدیث فی الکبیر وقال المحقق ابن الھمام رواتہ ثقات ورواہ ابن حبان ایضاً

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر بہترین پانی آب زمزم ہے کہ جس میں مثل طعام کے غذائیت (بھی) ہے اور مرض کے لئے شفا (بھی) ہے

(۲) مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ مَنْ شرب لِمَرَضٍ شَفَاهُ اللّٰهُ اَوْ لِجُوْعٍ اَشْبَعَهُ اللّٰهُ اَوْ لِحَاجَةٍ قَضَاهَا اللّٰهُ۔ رواہ المستغفری فی الطب عن جابرؓ الجامع الصغیر للسیوطی۔ ترجمہ: زمزم کا پانی ہر اس کام کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے جو شخص کسی مرض سے شفا حاصل ہونے کے لئے پئے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں اور جو بھوک کی وجہ سے پئے اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھر دیتے ہیں اور جو کسی ضرورت کیلئے پئے اللہ تعالیٰ انکی وہ ضرورت پوری فرماتے ہیں۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ زمزم غذا، دوا اور ہر مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ مگر اخلاص اور اعتقاد شرط ہے۔ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے نصف ماہ بلکہ اس سے زیادہ مدت تک صرف زمزم کے پانی کو غذا کے طور پر استعمال کیا اور اس کو بھوک نہ لگتی تھی اور مثل اور لوگوں کے طواف کرتا تھا اور لکھتے ہیں کہ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بعض مرتبہ چالیس روز تک صرف آب زمزم پر اکتفا کیا اور قوت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ روزہ بھی رکھتا تھا طواف اور جماع بھی کرتا تھا۔

شفاء اور قضائے حاجت کے لئے تو ہزاروں نے تجربہ کیا ہے بندۂ ناچیز نے بھی تجربہ کیا ہے اور حضور اقدس صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی)

کے ارشاد کے مطابق شفاء اور قبولیتِ دُعا، دونوں حاصل ہوئیں اور علم الیقین سے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا۔

مسائل آبِ زمزم

مسئلہ آبِ زمزم کو کثرت سے پینا مستحب اور ایمان کی علامت ہے **مسئلہ**: زمزم کو قربت کی نیت سے دیکھنا عبادت ہے جیسے کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ **مسئلہ** آبِ زمزم سے تبرکاً غسل اور وضو کرنا جائز ہے۔ **مسئلہ** کسی ناپاک چیز کو آبِ زمزم سے نہ دھویا جائے کپڑا ہو یا اور کوئی ناپاک چیز ہو اور جنبی کو اس سے غسل بھی نہ کرنا چاہیئے (شرح لباب)[1] لیکن درمختار اور ردالمحتار سے معلوم ہوتا ہے کہ آبِ زمزم سے رفع حدث (خواہ حدثِ اصغر ہو یا حدثِ اکبر) بلاکراہت جائز ہے اور ناپاکی کو دور کرنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** آبِ زمزم سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور بعض علماء نے حرام کہا ہے اور نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آبِ زمزم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہوگئی۔ **مسئلہ** آبِ زمزم کو دوسرے شہروں کی طرف تبرکاً لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے اور مریضوں پر ڈالنا بھی جائز ہے۔ **مسئلہ** زمزم کا پانی کنستر یا نخیوں میں بھرا ہوا حاجی کے ساتھ ہے اور دوسرا پانی وضو اور غسل کے لئے موجود نہیں تو آبِ زمزم سے وضو اور غسل واجب ہے تیمم کرنا جائز نہیں بعض فقہاء نے یہ حیلہ لکھا ہے کہ اگر آبِ زمزم ساتھ ہے اور دوسرا پانی موجود نہیں اور آبِ زمزم کو خرچ

---

[1] ولا یستعمل الا علی شئی طاہر فلا ینبغی۔ ان یغسل بہ ثوب نجس ولا محدث ولا فی مکان نجس ویکرہ الاستنجاء بہ اھ لباب مع الشرح وفی میاہ الدر ویرفع الحدث بماء زمزم بلاکراہۃ وعن احمد یکرہ وفیہ فی آخر کتاب الحج انہ یکرہ الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال اھ فاستفید منہ ان نفی الکراہۃ خاص فی رفع الحدث بخلاف الخبث اھ ردالمحتار وفی السعایۃ ولیعلم ان میاہ الآبار کلہا متساویۃ فی جواز الطہارۃ بہا بلاکراہۃ حتی بیر زمزم عند الجمہور فانہ یجوز الوضوء والغسل بہا بلاکراہۃ عندنا اھ سعید احمد غفرلہ

کرنا نہیں چاہتا تو اس کو کسی دوسرے شخص کو ہبہ کر دے اور دوسرا شخص اس کو وضو کے لئے نہ دے اتنا عرق گلاب وغیرہ ملادے کہ زمزم پر غالب آجائے اور ماء مطلق نہ رہے مگر حیلہ کرنا بہتر نہیں قاضی خاں وغیرہ نے ان حیلوں کو رد کیا ہے **مسئلہ** چاہ زمزم مسجد کے اندر ہے اور اس کے چاروں طرف کی زمین مسجد ہے[1]۔ اس لئے اس میں وضو یا غسل جنابت کرنا جائز نہیں اسی طرح تھوکنا۔ ناک کی رینٹ ڈالنا یا جنابت کی حالت میں داخل ہونا بھی جائز نہیں۔ **مسئلہ** آب زمزم لانا جائز ہے۔

مسجد حرام میں آب زمزم کی خرید وفروخت

آب زمزم کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن مسجد میں معاملہ کرنا خریدنا اور بیچنا جائز نہیں اسی طرح آجکل جو عام طور سے رواج ہوگیا ہے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگ پانی پلاتے ہیں اور پینے والے ان کو پیسہ دھیلا دیتے ہیں اور عام طور پر پانی پلانے والوں کی عادت یہی ہے کہ وہ معاوضہ کے طالب ہوتے ہیں اور پینے والے دیتے ہیں یہ بھی بیع وشراء ہے گو الفاظ بیع وشراء کے نہوں لیکن حنفیہ کے نزدیک اس طرح پانی پلانا اور اس کا معاوضہ دینا بیع تعاطی میں داخل ہے اس لئے بقاعدہ المعروف کالمشروط اس طرح مسجد میں پانی پلانا اور پینا جائز نہوگا اس سے حجاج کو احتیاط کرنی چاہیئے اس کے مقابلہ میں سبیل کی صراحیوں سے پانی پینا بہتر ہے گو مجھے کتب حنفیہ میں خاص طور سے اس مسئلہ کی تصریح نہیں ملی لیکن اصول و قواعد سے عدم جواز بالکل ظاہر ہے البتہ علامہ ابن الحاج مالکی نے مدخل میں[2] اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایسے پانی پلانے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے منع کیا جائے کہ جو مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور اس طرح پانی پلا کر معاوضہ لیتے ہیں اور دعا دیتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ بدعت ہے اور اس میں چند خرابیاں ہیں، اول تو یہ کہ

---

[1] ردالمحتار ص۶۹۱ ج۱ احکام المسجد ۱۲ منہ [2] ص۸۹ ج۲ ۱۲ منہ

وہ کٹوریوں کو ناقوس کی طرح بجاتے ہیں۔ دوسرے[۲] یہ کہ بلاضرورت شرعی مسجد میں آواز بلند کرتے ہیں۔ تیسرے[۳] یہ کہ مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہیں اور صفوف کو چیرتے پھاڑتے پھرتے ہیں اور جس کو پیاس لگتی ہے وہ ان کو بلا کر پانی پیتا ہے اور اس کا عوض دیتا ہے اور یہ بلاشبہ بیع ہے کیونکہ اس طرح دینا لینا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے نزدیک بیع (تعاطی میں داخل) ہے۔ چوتھے[۴] یہ کہ لوگوں کے اوپر کو پھلانگتے ہیں اور اس طرح لوگوں کے اوپر پھلانگنا موجب تکلیف ہے پانچویں[۵] یہ کہ اس سے مسجد کی تلویث لازم آتی ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ پانی ضرور گرتا ہے اور گو یہ پانی پاک ہے مگر اس طرح سے بھی پانی گرانا مسجد میں ممنوع ہے۔ چھٹے بعضے ننگے پیر ہوتے ہیں اور مسجد میں بلا پاؤں دھوئے ناپاک پیروں سے داخل ہو کر مسجد کے فرش اور نمازیوں کے کپڑوں کو ناپاک کرتے ہیں۔ آجکل یہ بدعت بیت اللہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جگہ ہے تعجب ہے کہ حکومت کی طرف سے اس کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ حاجی اپنے ہمراہ کوئی برتن رکھے اور زمزم سے بھر کر لے آئے۔

مقاماتِ قبولیتِ دُعا

یوں تو مکہ مکرمہ میں ہر جگہ دُعا قبول ہوتی ہے لیکن بعض خاص خاص مقامات پر خصوصیت سے دُعا مقبول ہوتی ہے اس لئے ان مقامات پر خاص طور سے دعا مانگنی چاہیئے۔

مُطاف[۱] یعنی طواف کرنے کی جگہ میں ملتزم[۲] یعنی بیت اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان میں جو بیت اللہ کی دیوار ہے۔ میزاب رحمت[۳] بیت اللہ کے پرنالے کے نیچے۔ بیت اللہ[۴] شریف کے اندر۔ چاہ زمزم[۵] کے پاس مقام ابراہیم[۶] کے پیچھے۔ صفا[۷] پر مروہ[۸] پر۔ مسعیٰ[۹] یعنی سعی کرنے کی جگہ میں بالخصوص میلین اخضرین کے درمیان میں۔ عرفات[۱۰] میں مزدلفہ[۱۱] میں بالخصوص مشعر حرام میں۔ منیٰ[۱۲] میں جمرات[۱۳] کے پاس۔ بیت اللہ[۱۴] پر نظر پڑنے کے وقت۔ حطیم[۱۵] کے اندر۔ حجر اسود[۱۶] اور رکن یمانی کے درمیان میں اور بعض علماء نے قرار رقم

مولدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیت خدیجہؓ۔ مستجار (یعنی رکنِ یمانی) اور خانۂ کعبہ کے اس بند دروازہ کے درمیان جو موجودہ دروازہ کی پشت پر یعنی غربی جانب پر تھا۔ غارِ ثور۔ غارِ حرا وغیرہ کو بھی مقاماتِ قبولیت دُعا میں شمار کیا ہے۔

مکہ مکرمہ کے مشاہد ومقابر

مکانات: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ مکان[1] جس میں حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں اور ہجرت کے زمانہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں قیام رہا بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ مکان مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے سوا تمام مقامات سے افضل ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ جو شعبِ علی[2] میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا مکان[3] جس میں[4] دو پتھر تھے ایک متکلم[5] اور دوسرا متکا[6]۔ زقاق صواغین میں ہے۔ حضرت علیؓ کی جائے پیدائش شعب بنی ہاشم میں، دار ارقمؓ، اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ صفا کے قریب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میں ایمان لائے تھے اب یہ جگہ صفا مروہ میں شامل کر لی گئی ہے۔

جنت المعلیٰ کی زیارت جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے اور بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کے سوا باقی تمام قبرستانوں سے افضل ہے اس کی زیارت بھی مستحب ہے۔ جنت المعلیٰ میں صحابہؓ و تابعینؒ اور صلحاء کی زیارت کی نیت کر کے جائے اور کوئی بات خلافِ سنت وہاں پر نہ کرے۔

زیارتِ قبور کا طریقہ جب کسی کی قبر پر جائے تو اگر جگہ ہو تو پیروں کی جانب سے قبلہ کی طرف آئے۔ اس کے سر کی جانب سے قبر کے سامنے نہ آئے اور ان الفاظ سے سلام پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ

---

[1] اب اس جگہ مسجد ہے جس کا نام مسجد ابوبکر ہے [5] اس پتھر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تھا ۱۲ منہ [6] آپ نے تکیہ لگایا تھا ۱۲ منہ۔ [2] اس جگہ اب دینی مدرسہ ہے۔

مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ اس کے بعد کچھ دیر تک کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر دعا مانگے اور میت کے ساتھ قرب اور بعد کے اعتبار سے کھڑا ہونے اور بیٹھنے میں وہی معاملہ کرے جو اس کی زندگی میں کرتا اور سورۂ فاتحہ سورۃ بقر کا اول و آخر، سورۂ یٰسین۔ سورۂ تکاثر اور سورہ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پڑھ کر اس طرح ثواب پہنچائے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچے قبر کے اوپر نہ بیٹھے نہ قبروں کے اوپر چلے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مستقل طور سے قیام کرنا

مسئلہ مکہ مکرمہ میں قیام کرنے میں علماء کا اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے نزدیک مستحب ہے اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ وغیرہ مکروہ فرماتے ہیں کیونکہ مکہ مکرمہ میں رہ کر جیسی تعظیم و توقیر ہونی چاہیے ویسی نہیں کر سکتا اور اس کے احترام و آداب کما حقہٗ باقی نہیں رہ سکتا اور یوں تو گناہ کرنا ہر مقام میں برا ہے لیکن حرم محترم میں نہایت ہی قبیح ہے اسی وجہ سے عبداللہ بن عباسؓ نے طائف میں قیام کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں طائف میں پچاس گناہ کروں وہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کرنے سے میرے نزدیک اچھے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کسی شہر میں صرف ارادہ پر عمل کرنے سے پہلے مواخذہ نہیں ہوتا لیکن مکہ مکرمہ میں ارادہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ ترجمہ:۔ اور جو شخص اس میں کجروی کرنے کا ارادہ کرے شرارت سے تو ہم چکھا دیں گے اس کو دردناک عذاب! اس لئے مکہ مکرمہ کا قیام گو برکات اور تضاعف حسنات کا سبب ہے لیکن جب ایسے بڑے بڑے لوگ اس کے آداب کی رعایت سے گھبراتے تھے تو ہم جیسوں کا تو کہنا ہی کیا ہے جو شخص وہاں رہ کر پورا احترام کر سکتا ہو اس کے لئے بلا نزاع قیام مکہ مکرمہ افضل ہے مگر اس زمانہ میں یہ بہت مشکل ہے اور مدینہ منورہ میں گو تضاعف سیئات کا خوف نہیں لیکن قلت

ادب کا خوف ہے اور ایسی صورت میں وہاں کا قیام مکروہ ہے البتہ ادب و احترام کا خیال رکھتے ہوئے مدینہ منورہ کا قیام اور وہاں مرنا بڑی سعادت اور وسیلہ شفاعت و نجات ہے صحیح مسلم میں ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی تکلیف اور سختی پر صبر کریگا میں قیامت کے روز اس کا شفیع ہوں گا اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہوسکے مدینہ منورہ میں مرے وہاں کے مرنے والوں کی میں ضرور شفاعت کروں گا۔

مساجد مکہ مکرمہ و منیٰ وغیرہ

مسجد حرام کے علاوہ مکہ کرمہ میں اور مکہ مکرمہ کے آس پاس اور بہت سی مساجد قابل زیارت ہیں جن میں مشہور یہ ہیں **مسجد الرایہ**: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ کے روز اس جگہ اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا، جنت المعلےٰ کے راستہ میں ہے۔ **مسجد جن**: جس جگہ جنوں نے حاضر ہو کر قرآن شریف سنا تھا **مسجد تنعیم** جس جگہ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں مکہ مکرمہ سے تین میل شمال کی جانب ہے اس کو **مسجد عائشہ** بھی کہتے ہیں۔ **مسجد غنم یا مسجد الاجابۃ** وادی محصب کے پاس محلہ معابدہ میں واقع ہے۔ **مسجد ذی طویٰ**: تنعیم کے راستہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں اس جگہ اترے تھے۔ **مسجد خیف** منیٰ میں بڑی مسجد ہے، کہتے ہیں کہ اس میں ستر نبی مدفون ہیں۔ **مسجد نمرہ**: عرفات کے کنارے پر ہے **مسجد مشعر الحرام** مزدلفہ میں ہے۔ **مسجد جبل ابی قبیس**: جبل ابی قبیس پر ہے۔ **مسجد عقبہ** منیٰ کے قریب بائیں جانب راستہ سے ہٹی ہوئی ہے **مسجد دار النحر**، منیٰ میں جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے درمیان میں ہے۔ **مسجد الکبش**: یعنی منحر ابراہیم، جس جگہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کے لئے لٹایا تھا۔ **مسجد جعرانہ طائف**

؎ وہاں جہاں اکثر بکری کی سری بھونی ہوئی لے جاکر کھاتے ہیں اور مشہور کر رکھا ہے کہ جو یہاں سری کھائے گا درد سر وغیرہ سے کو نہ ہوگا اس کی کچھ اصل نہیں صرح بہ علی قاری ۱۲ شیر محمد

کے راستہ میں ہے یہاں سے بھی عمرہ کا احرام باندھنا مسنون ہے مگر تنعیم سے باندھنا افضل ہے۔

جبالِ مقدسہ یعنی مکہ مکرمہ کے خاص پہاڑ

جبل ثور مکہ مکرمہ سے تین میل ہے ہجرت کے وقت اسی پہاڑ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین شب ٹھیرے تھے! اس کی چوٹی کے پاس غار ہے۔ میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی ہے پہاڑ سی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔

غارِ حرا: مکہ مکرمہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے۔ اس غار میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پیشتر عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کی چڑھائی زیادہ نہیں ہے، دامن کوہ تک سواریاں پہنچ جاتی ہیں، اسی جگہ سب سے اول وحی نازل ہوئی تھی۔

جبل ابی قبیس: بیت اللہ کے سامنے ہے۔ کوہِ صفا سے ہوتے ہوئے اوپر چڑھ جاتے ہیں زیادہ چڑہائی نہیں ہے بعض کہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ اسی جگہ ہوا تھا مگر بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں ہوا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں اس پہاڑ کا نام امین تھا کیونکہ حجر اسود طوفانِ نوحؑ کے وقت سے اس جگہ رکھا ہوا تھا۔ ایک شخص ابوقبیس نامی نے جب اس پر مکان بنایا تو لوگ اس کو جبل ابوقبیس کہنے لگے۔ مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پہاڑوں سے پہلے زمین پر اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا۔



مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ ۔ (مشکوٰۃ)

سفرِ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے عین شمال میں ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں اس کو یثرب یا اثرب کہتے تھے۔ بعض روایات میں اس نام کی ممانعت آئی ہے۔ یثرب کے نام میں چونکہ ذلت اور خاک آلودگی کے معنی تھے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو مدینہ سے بدل دیا۔ قرآن مجید میں اکثر جگہ اسی نام سے ذکر ہے مثلاً وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا۔ اسی کی برکت ہے کہ اس کے تمدن سے دنیا کے ہر خطہ نے سبق لیا اور لے رہا ہے۔ وفاء الوفاء میں مدینہ منورہ کے چورانوے نام ذکر کئے ہیں جس سے مدینہ منورہ کی بزرگی اور درجہ معلوم ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں مگر مدینہ منورہ کے شرف و مجد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ سردارِ دو عالم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن و مدفن ہے۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ

یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً تمام بلاد سے افضل ہیں مگر اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کون افضل ہے ہمارے نزدیک مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے یہی مذہب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ منورہ افضل ہے لیکن یہ اختلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ مبارک کے ماسوا میں ہے زمین کا وہ حصہ جو سردرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے ملا ہوا ہے وہ بالاتفاق تمام سے افضل ہے حتیٰ کہ مسجدِ حرام و کعبہ و عرش و کرسی

سے بھی افضل ہے۔

حرم مدینہ منورّہ حنفیہ کے نزدیک مدینہ منورہ کے لئے حرم نہیں ہے اور تینوں اماموں کے نزدیک مدینہ منورہ کیلئے بھی حرم ہے ان کے نزدیک وہاں کا شکار پکڑنا یا درخت وغیرہ کاٹنا جائز نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور ایک روایت میں حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا کہ مدینہ منورّہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیان حرم ہے جبلِ عیر تو مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے اور جبلِ ثور جبل احد کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو عام طور پر لوگ نہیں جانتے مگر صاحبِ قاموس اور دوسرے علماء کو تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ثور مدینہ منورہ میں جبل احد کی پشت پر ایک چھوٹی سی گول پہاڑی ہے لیکن دوسری روایات کی بنار پر حنفیہ کے نزدیک حرم مدینہ کا حکم حرم مکہ مکرمہ جیسا حکم نہیں بلکہ اس سے مراد مدینہ منورہ کی حرمت اور تعظیم ہے اور مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی حدود میں جانوروں کو پکڑنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا اگرچہ حرام نہیں مگر آداب کے خلاف ہے۔

مدینہ منورّہ کا راستہ پہلے مدینہ منورہ کا سفر لوگ اونٹ اور موٹروں سے کیا کرتے تھے مگر اب اونٹ کا سفر تو بالکل بند کر دیا گیا ہے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک سڑک پختہ ہو جانے کی وجہ سے لاری کے سفر میں بہت آسانی ہو گئی ہے۔ اگر لاری والا ہوشیار ہو تو جلدی مدینہ منورہ پہونچ جاتے ہیں لاریاں عموماً بہت اچھی ہیں اس لئے راستہ خطرناک ہونے کی باتیں خواب وخیال ہو کر رہ گئی ہیں اگر اس سے بھی زیادہ جلدی کوئی صاحب مدینہ منورہ جانا چاہیں تو اب جدّہ سے ہوائی جہاز بھی آنے جانے لگے ہیں۔ اس لئے اپنی ہمت اور روپیہ اور وقت کو دیکھ کر جس چیز پر سفر کرنا چاہو معلم سے کہدو وہ اس کا انتظام کرا دیگا۔

موٹریں مدینہ منورہ جدہ ہو کر جاتی ہیں[1] اور جدہ سے مدینہ منورہ ۴۵۰ کیلومیٹر یعنی ۲۸۱ میل ہے۔ راستہ میں منازل پر چائے اور ضروری خورد و نوش کی چیزیں ملتی ہیں۔ اور آجکل بحمداللہ راستہ بالکل مامون ہے کسی قسم کا خطرہ اور تکلیف نہیں ہے۔ جدہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں چند مقام پر موٹر اور حاجیوں کے قیام و آرام کے لئے خاص جگہیں بنی ہوئی ہیں کچھ پیسے دے کر حجاج وہاں اچھی طرح آرام کر سکتے ہیں اور بعض منازل میں حکومت کی چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ اگر کوئی ضرورت پیش آئے یا موٹر وغیرہ خراب ہو جائے تو چوکی پر اطلاع کرنی چاہیئے پولیس افسر حجاج کی ضروریات کا انتظام کریگا۔

زیارۃ سید المرسلین رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سرور کائنات فخر موجودات تاجدار مدینہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارۃ بالاجماع اعظم قربات اور افضل طاعات سے ہے اور ترقی درجات کیلئے سب وسائل سے بڑا وسیلہ ہے بعض علمائے اہلِ وسعت کے لئے قریب واجب کے لکھا ہے۔

خود رسالت مآب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی ترغیب دی ہے اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروت اور ظالم فرمایا ہے خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بدبخت ہے وہ شخص کہ باوجود قدرت و وسعت کے اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہ جائے۔

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ زَارَنِیْ کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الحدیث

رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ)

ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری زیارت کریگا قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔

---

[1] اب ایک نیا راستہ نکلا ہے جس میں جدہ نہیں آتا۔

(۲) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیٰوتِیْ۔
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ) جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت میرے مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۳) مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (رواہ ابن عدی بسند حسن (شرح لباب)
جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا

(۴) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (رواہ الدار قطنی والبزار (فتح القدیر)
جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی۔

ان روایات میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے حد درجہ زیارت کی ترغیب دی ہے اس لئے ہر مسلمان کو (جسے حق تعالیٰ اتنی قدرت دے) اس سعادت کبریٰ کو حاصل کرنا چاہیئے

مسائل و آداب

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے بشرطیکہ حج فوت ہونیکا خوف نہ ہو مگر بہتر اس کے لئے پہلے حج کرنا ہے اور حج نفل کرنیوالے کو اختیار ہے کہ چاہے پہلے حج کرے یا زیارت کرے اور جس شخص کے راستے میں حج کے لئے آتے ہوئے مدینہ منورہ پڑتا ہو۔ جیسے شام کی طرف سے آنیوالے انکو پہلے ہی زیارت کرنی چاہیئے **مسئلہ** جس[1] پر حج فرض ہو اگر وہ مکہ مکرمہ میں حج کے مہینوں سے پہلے آجائے تو حج کے مہینوں کے شروع ہونے سے پہلے اس کو مدینہ منورہ جانا جائز ہے اور حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد

---

[1] البتہ وہ متمتع جو عمرہ کے احرام سے فارغ ہو چکا ہے اس کو بہتر ہے کہ حج کرنے سے پہلے مکہ مکرمہ سے باہر آفاق میں نہ جاوے تاکہ تمتع اس کا بالاتفاق صحیح ہو جائے (لایخرج المتمتع) ای الفارغ من احرام العمرۃ کما یفہم من سوق کلام فی الکبیر الی الآفاق) لئلا یبطل تمتعہ علی قول بعض لباب فصل فرغ من سعی کی آخر پر ۱۲ شیر محمد

مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو جانا جائز نہیں اگر حج کے فوت ہونیکا خوف نہو، سواری قابل اطمینان اور راستہ مامون ہو تو جا سکتا ہے۔[1]

مسئلہ جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کرے تو زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی بھی نیت کرے مگر شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صرف زیارۃ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کرنا اولیٰ ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی اس کے ذیل میں حاصل ہو جاوے گی یا اگر حق تعالیٰ دوبارہ اس کو توفیق دیں تو پھر دونوں کی نیت سے سفر کرے **مسئلہ** جب مدینہ منورہ کو چلدے تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے سب اُسی میں صرف کرے اور خوب ذوق و شوق پیدا کرے اور اظہارِ محبت میں کوئی کمی نہ چھوڑے۔ اگر خود یہ حالات پیدا نہوں تو بتکلف پیدا کرے اور عاشقوں کی صورت بنائے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو شخص جس قوم کی مشابہت پیدا کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے راستہ میں جو مقامات مقدسہ ہیں ان کی زیارت کرے اور جو مساجد مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کی طرف منسوب ہیں ان میں نماز پڑھے محض تماشا اور سیر و تفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے۔ عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول و عرض میں گذرے اور اس میں نماز نہ پڑھے (جمع الفوائد الکبیر) اس لئے جب کسی مسجد کی زیارت کرو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہیئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جو متبرک کنوئیں راستہ میں ہیں ان کا پانی تبرکاً پی لینا چاہیئے۔

مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان راستہ کی مسجدیں مدینہ کے راستہ میں

[1] اس مرتبہ اس مسئلہ میں ترمیم کی گئی ہے ۱۲ سعید احمد

بہت سی مسجدیں ہیں مگر ان میں سے یہ مشہور ہیں مسجد ذو الحلیفہ اسے بیر علی بھی کہتے ہیں۔ یہ اہل مدینہ منورہ کی میقات ہے۔ مسجد معرّس اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر شب میں آرام فرمایا تھا۔ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر ہے۔ مسجد عرق الظبیہ اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ روحاء سے ۲ دو میل آگے ہے کہتے ہیں کہ اس جگہ ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔ مسجد الغزالہ وادی روحاء کے آخر میں ہے اس جگہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ مسجد الصفراء مدینہ منورہ سے تین روز کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ بن الحارث صحابی کی قبر صفراء ہی میں ہے غزوہ بدر میں آپ زخمی ہوئے تھے اور صفراء پہنچ کر انتقال فرمایا اسی جگہ مدفون ہوئے۔
مسجد بدر وہ جگہ ہے جہاں مشہور غزوہ بدر ہوا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۔ شہداء بدر کی بھی زیارت کرنی چاہیے۔ خدا کا شکر ہے کہ سڑک پختہ ہوجانے کی وجہ سے میدانِ بدر اور مسجد بدر کی زیارت بہت آسان ہوگئی ہے اب اس میدان میں کافی دیر قیام کا بھی موقعہ مل جاتا ہے۔ حاجی حضرات کو چاہئیے کہ اگر وہاں لاری رکے تو اس جگہ کی زیارت کر کے اسلام کے اس عظیم الشان واقعہ[1] کی یاد تازہ کریں۔ مساجد جحفہ میں تین مسجدیں ہیں ایک جحفہ کے شروع میں دوسری آخر میں میقات کے نشانوں کے پاس اور تیسری تین میل کے بعد راستہ کی بائیں جانب مسجد مرّ الظہران مکہ مکرمہ سے ایک منزل پر ہے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے راستہ کے بائیں طرف پڑتی ہے۔ اس کو مسجد فتح بھی کہتے ہیں۔
مسجد سَرِف وادی فاطمہؓ سے تین میل شمال کی طرف ہے۔ یہاں پر ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ کا نکاح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور شب زفاف بھی یہیں ہوئی، اور اسی جگہ انتقال فرما کر مدفون ہوئیں۔ مسجد تنعیم یا مسجد عائشہ جہاں سے

---

[1] یعنی جنگ بدر کی۔

عام طور پر عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے جاتے ہیں مکہ مکرمہ سے تین میل کے قریب شمال کی جانب ہے۔ مسجد ذی طوی۔ چاہ طوی کے قریب ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لاتے وقت قیام فرمایا تھا۔

راستہ کے کنوئیں[1] مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں مشہور کنوئیں یہ ہیں:۔ (۱) بیر خلیص (۲) بیر قضیمہ (۳) بیر مستورہ (۴) بیر شیخ (۵) بیر غار (۶) بیر روحار (۷) بیر حسانی (۸) بیر الاشہب (۹) بیر ماشی۔

مدینہ منورہ کے قریب پہنچنا جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو خوب خشوع خضوع اور ذوق و شوق پیدا کرے اور سواری کو ذرا تیز چلائے اور درود و سلام کثرت سے پڑھے۔ **مسئلہ** جب مدینہ منورہ پر نظر پڑے اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو دعا مانگے اور درود و سلام پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سواری سے اتر جائے اور ننگے پاؤں روتا ہوا چلے اور جس قدر ادب و تعظیم ممکن ہو کرے اور حق تو یہ ہے کہ اگر وہاں سر کے بل بھی چلے تو حق ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر جتنا ہو سکتا ہے اس میں کوتاہی نہ کرے **مسئلہ** جب فصیل مدینہ منورہ آجائے تو درود کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ

اے اللہ یہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے اس کو میری جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنا دے اور امن کا سبب بنا دے اور حساب سے بری کر دے

---

[1] مساجد اور کنوئیں موٹر کے راستہ میں سب نہیں آتے کیونکہ موٹر جدہ ہو کر جاتے ہیں۔

اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہو سکے تو غسل کرے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہو سکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کرے اگر غسل نہ کر سکے تو وضو کرے مگر غسل افضل ہے پھر پاک صاف کپڑے پہنے نئے کپڑے افضل ہیں خوشبو لگائے اور جب شہر کے دروازہ میں داخل ہو تو پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ مَارَزَقْتَ اَوْلِیَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگا بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہ ہوگا۔ اے اللہ مجھ کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ داخل فرما اور باہر کر اور میرے لئے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زیارت مقدر کر دے جیسا کہ آپ نے اپنے خاص بندوں کے لئے مقدر کی ہے اور مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا اور میری مغفرت فرما دیجئے اور رحم فرمایئے اے اللہ ہمارے لئے اس بستی میں بہترین ٹھکانا اور اچھا رزق مقرر فرما دیجئے۔

مسئلہ جب قبہ خضرا (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ) پر نظر پڑے تو کمالِ عظمت اور اُس کے مجد و شرف کا استحضار کرے کیونکہ یہ بزرگ ترین مقام ہے۔ **مسئلہ** شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آئے اور زیارت کرے البتہ عورتوں کو رات کے وقت زیارت کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ** جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو تو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اور داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اے اللہ صلاۃ و سلام بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کے اصحاب پر اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جس دروازے سے چاہے داخل ہو مگر بابِ جبرئیل سے داخل ہونا بہتر اور معمول ہے مسجد میں داخل ہو کر منبر اور قبر شریف کے درمیان روضہ میں کھڑا ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھے۔ جو قطعہ مسجد کے منبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ کے درمیان ہے اس کو روضہ اور ریاض الجنۃ[1] کہتے ہیں۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں اور روضہ میں محراب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے اور اگر وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے اور سلام پھیر کر خدا کی حمد و ثنا اور شکر ادا کرے اور زیارۃ کے قبول ہونے کی دعا مانگے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ سجدۂ شکر بھی کرے کہ حق تعالیٰ نے اس نعمتِ عظمیٰ سے نوازا مگر بہتر یہ ہے کہ دو رکعت شکرانہ کی نیت سے پڑھ لے صرف سجدہ نہ کرے گو جائز ہے **مسئلہ** اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے۔ تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہو جاتا ہے

روضۂ مقدسہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر سلام پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ۔ نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر نہایت ادب کے ساتھ مرقد اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر آؤ اور دل کو تمام دنیاوی خیالات سے فارغ کر دو اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں

[1] ریاض الجنۃ بھی کہتے ہیں۔ اس نام سے زیادہ مشہور ہے۔

جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ فاصلہ پر کھڑے ہو جاؤ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جاؤ۔ تاکہ روئے انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہو جائے۔ اِدھر اُدھر مت دیکھو۔ نظر نیچے رکھو اور کوئی حرکت خلافِ ادب نہ کرو۔ زیادہ قریب بھی کھڑے نہ ہو اور جالی کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ نہ بوسہ دو نہ سجدہ کرو کہ اس قسم کی باتیں خلافِ ادب واحترام اور ناجائز ہیں اور سجدہ کرنا شرک ہے اور یہ خیال کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور سلام وکلام کو سنتے ہیں اور عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھو۔ زیادہ زور سے مت چیخو اور بالکل آہستہ بھی مت پڑھو۔ سلام اس طرح پڑھو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ فَجَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ مَا جَزٰی بِہٖ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ اٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَاَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ اِنَّکَ سُبْحَانَکَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔ اس کے بعد آپ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست اِن الفاظ سے کرے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ

مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ ۔ سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کر سکتا ہے مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار ہی کو مستحسن سمجھتے تھے اور سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے جس سے ناز اور قرب مترشح ہو کہ یہ بھی سوء ادب ہے اور اگر کسی کے یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو یا کہہ سکتا ہو کہہ لے کم سے کم مقدار اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے تم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کیلئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ[1]

سلام ہے آپ پر یا رسول اللہ فلاں بن فلاں کی طرف سے کہ وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کرنے کا طالب ہے ۱۲ منہ

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہے اور نام یاد نہیں رہے تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْكَ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِیَهٗ فِی الْغَارِ وَرَفِیْقَهٗ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنَهٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا۔

پھر ایک ہاتھ اور داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کے مقابل کھڑے ہو کر ان الفاظ سے سلام پڑھو: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَّمَیِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں بھی کمی زیادتی کا اختیار ہے اور اگر کسی

[1] فلاں بن فلاں کی جگہ جنہے سلام کہلوایا ہے اس کا نام مع اسکے باپ کے نام کے اسی طرح کہیں۔ السلام علیک یا رسول اللہ من فلاں بن فلاں یستشفع بک الی ربک ۱۲ منہ

نے سلام پہنچانے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی پہنچا دو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد پھر نصف ہاتھ کے قریب ہٹ کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات کے درمیان کھڑے ہو کر پھر اس طرح سلام پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوْ لَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ اٰمِيْنَ۔

پھر اس کے بعد دوبارہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ہو کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اور درود شریف پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست کرے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے اور براہ کرم ناشر کتاب ہذا کے لئے بھی دل سے دعا فرما دیں تو بڑا احسان ہو۔ اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہے:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا وَاسْئَلْهُ اَنْ يُّمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَّحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ اور اس کے بعد اپنے لئے اور سب کے لئے دعا مانگے۔

ناظرین معلم الحجاج سے درخواست ہے کہ اس عاجز او بیکس کا اور ناشر کتاب کا سلام بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کے دربارِ عالی میں بصد آداب پہنچاکر خاتمہ بالخیر اور مغفرت کی دعا فرماکر ممنون فرمائیں جزاکم اللہ تعالیٰ۔ زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہوکر اسطوانہ ابی لبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگے۔ پھر روضہ میں آکر نفل پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور روضہ میں نماز درود دعا جس قدر ہوسکے کرے اس کے بعد منبر کے پاس آکر ہاتھ رکھ کر دعا درود پڑھے پھر ستونِ حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا و استغفار کرے۔

روضۂ جنّت میں ستونہائے رحمت

روضۂ جنت میں قدیم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سات ستون ہیں انکو اسطوانات رحمت کہا جاتا ہے۔ ان پر سنگ مرمر چڑھا ہوا اور طلائی کام ہے۔ پہلی قطار میں چار ستون سنگ سرخ کے ہیں اور امتیاز کے لئے ان پر ان کا نام کندہ ہے۔

(۱) **اسطوانہ حنانہ**: یہ ستون اس تنہ کھجور کی جگہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر منتقل ہونے پر زور زور سے رویا تھا۔

(۲) **اسطوانہ حرس**: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ میں تشریف لیجاتے تو کوئی صحابی پہرہ دینے کی غرض سے آ بیٹھتے۔

(۳) **اسطوانہ وفود**: باہر سے جو وفود مشرف بہ اسلام ہونے کے لئے آتے تو یہاں بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔

(۴) **اسطوانۂ ابی لبابہ**: حضرت ابولبابہؓ صحابی سے بہ تقاضائے بشریت غزوۂ تبوک میں ایک خطا سرزد ہوگئی تھی جس کا قرآن مجید کے پارہ ۱۱ میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اس کی وجہ سے ابولبابہؓ نے اپنے کو اس ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمادیا کہ جب تک مجھے خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوگا میں بھی نہیں کھولوں گا چنانچہ پچاس روز

کی طویل مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابولبابہؓ کی توبہ قبول کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کھولا۔

(۵) اسطوانۂ سریر: یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور رات کو آرام کے لئے آپ کا بستر مبارک بچھا دیا جاتا تھا۔

(۶) اسطوانۂ جبرئیل: حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبیؓ کی صورت میں وحی لے کر تشریف لاتے تو اکثر اس جگہ بیٹھے نظر آتے۔

(۷) اسطوانۂ عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہو تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے۔ اس وقت سے صحابہ کرامؓ کو اس جگہ کے معلوم کرنے کی جستجو رہی بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجہ عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتائی جہاں اب یہ ستون ہے ان ستونوں کے قریب جاکر دعا و استغفار کرے۔

پھر اپنی قیام گاہ پر آجائے اور جب تک جی چاہے مدینہ منورہ میں قیام کرے اور ایام قیام مدینہ منورہ کو غنیمت سمجھے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کا ثواب

اکثر وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہ نیت اعتکاف گذارے اور پنجگانہ نماز جماعت سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرے اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام کرے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نماز کا ثواب بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (مشکوٰۃ)

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب مذکور ہے اور امام احمدؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھی جائے گی اور عذاب و نفاق سے بھی برارت لکھی جائے گی۔ اس واسطے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کرے اور قرآن شریف ختم کرے اور صدقہ خیرات حسبِ حیثیت کرے۔ مساکین و مجاورین اور باشندگانِ مدینہ منورہ کا خاص طور سے خیال رکھے، ان کے ساتھ محبت سے پیش آئے اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو تو تحمل کرے اور شریفانہ برتاؤ کرے خرید و فروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت کرے تاکہ ثواب ملے۔

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقعہ ہو روضہ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام پڑھنا جائز ہے۔ **مسئلہ** زیارۃ کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا یا بوسہ دینا یا لپٹنا ناجائز اور بے ادبی ہے۔ **مسئلہ** روضہ کا طواف کرنا حرام ہے روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔ **مسئلہ** روضہ کی طرف بلاضرورتِ شدیدہ پشت نہ کرے نہ نماز میں نہ خارج نماز۔ **مسئلہ** جب کبھی روضہ کی برابر سے گذرے، حسبِ موقعہ تھوڑا یا بہت ٹھیر کر سلام پڑھے اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو۔ **مسئلہ** مدینہ منورہ کے قیام میں درود سلام روزہ صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز و دعا کی کثرت رکھے بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جو مسجد ہے اس کا خیال رکھے اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔ **مسئلہ** روضہ شریفہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔

مسئلہ زیارت کے وقت مثل نماز کے ہاتھ باندھنے میں علماء کا اختلاف ہے علامہ کرمانی حنفی ملا رحمۃ اللہ سندھی نے جائز لکھا ہے، ابن حجر مکی نے منع کیا ہے مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے سعایہ میں اس مسئلہ پر مفصل کلام کیا ہے اور علماء کی گفتگو نقل کرنے کے بعد جواز کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے[1] کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت تو اس طرح ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے مگر دوسرے لوگوں کی زیارۃ کے وقت بالخصوص عوام کی قبروں پر ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔

بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے کہ زیارۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت گو ہاتھ باندھنے ان مشائخ کے قول کی بناء پر جائز ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ باندھے ہاں جس قدر خشوع وخضوع اور ادب ممکن ہو ضرور کرے ہاتھ باندھنے میں اول تو علماء کا اختلاف ہے دوسرے عوام کے فساد عقیدہ کا بھی اندیشہ ہے کما لا یخفی علی من لہ خبرۃ باحوال العہد **مسئلہ** حجرۂ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارۃ کیلئے آنا جائز ہے بعض علماء نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اسی جگہ لکھی ہے **مسئلہ** بعضے ناواقف روضہ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر ثمر صیحانی کھانے کو ثواب سمجھتے ہیں اور اپنے بال کاٹ کر قندیل میں ڈالتے ہیں اور بھی اس قسم کی خرافات کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں بے اصل اور قبیح ہیں اور بے ادبی میں داخل ہیں، ان سے خود بھی بچنا چاہیئے اور ایسا کرنے والوں کو نرمی سے روکنا چاہیئے۔

مدینہ منورہ کے قابل زیارت مقامات متبرکہ

مسئلہ اہل بقیع اور دیگر مشاہد و مقامات

---

[1] والحق الحقیق بالقبول ہو انہ لاباس بہذہ الہیئۃ عند زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو الاولیٰ للمتادب واما عند زیارۃ قبر غیرہ فہو خلاف الاولیٰ خصوصا عند زیارۃ قبر العوام اھ سعایہ ص۱۶۰ ج ۲۔

مقدسہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مساجد اور کنوؤں کی زیارت مستحب ہے۔

زیارت اہل البقیع

بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو شہر سے متصل شرقی جانب ہے اس میں بے شمار صحابہؓ اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخینؓ کی زیارت کے بعد اہل بقیع کی زیارت بھی روزانہ بالخصوص جمعہ کے روز مستحب ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بقیع کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ ازواج مطہرات (حضرت خدیجہؓ و میمونہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ)[1] حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ عثمان بن مظعون رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علیؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن وقاص۔ عبداللہ بن مسعود۔ حنیس بن حذافہ اسد بن زرارہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسی میں مدفون ہیں۔ حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی اسی میں مدفون ہیں اور ان کے پیروں میں سیدنا حسن بن علیؓ دفن ہیں اور حضرت فاطمہ زہراءؓ کے مزار میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پیچھے اپنے حجرہ میں دفن ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دار الاحزان میں اپنی مسجد میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباس کے قریب دفن ہیں۔ سب پر سلام پڑھے امام مالکؒ صاحب المذہب اور دیگر تابعین بھی اسی میں دفن ہیں[2]۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ بقیع میں پہلے کس کی زیارت کرے۔ بعض کہتے ہیں کہ اول حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے کیونکہ جتنے لوگ وہاں مدفون ہیں ان میں وہ سب سے افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؓ صاحبزادہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے شروع کرے اور بعض کہتے ہیں کہ اول حضرت عباسؓ کی زیارہ کرے

---

[1] حضرت خدیجہؓ مکہ مکرمہ میں اور میمونہؓ مکہ مکرمہ کے قریب سرف میں مدفون ہیں ۱۲ سعید احمد

[2] اس قطعہ زمین میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔ ۱۲ منہ

[3] شیخ المشائخ مولانا خلیل احمدؒ کی قبر شریف بھی مزارات اہل بیتؓ کے قریب ہے ۱۲ ناشر

کیونکہ ان کا مزار ابتدا میں ہے اُن کے پاس سے بلا سلام گذرنا مناسب نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ اس کے بعد جس کا مزار اول آئے اس پر سلام پڑھے اور حضرت صفیہ رض کے مزار پر ختم کرے اس میں زائرین کے لئے سہولت ہے اور ملا علی قاری رح نے لکھا ہے کہ تعظیم کے لحاظ سے بھی یہ صورت مناسب ہے۔ حضرت مالک بن سنان رض ابو سعید خدری رض کے والد مدینہ منورہ میں شہر کے اندر دفن ہیں ان کی بھی زیارت کرے اور نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کے قریب شامی دروازہ کی طرف دفن ہیں ان کی بھی زیارت کرے اور حضرت اسمٰعیل بن جعفر صادق کا مزار شہر پناہ کے اندر ہے۔ بقیع سے واپسی میں ان کی بھی زیارت کرے۔ بقیع میں داخل ہو کر یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ

پھر اس کے بعد جن لوگوں کے نشانات معلوم ہیں اُن کی زیارت کرے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا النُّوْرَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَيْنِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَامِعَ الْقُرْاٰنِ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَبُوْرًا عَلَى الْاَكْدَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيْدَ الدَّارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

زیارۃ شہداء اُحد[1]

مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے قریب وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے متعلق سرداردو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ آجکل لاری والے ایک ریال یا نصف ریال میں تمام مقامات مقدسہ کی زیارت کرا دیتے ہیں اس سے ایک فائدہ یہ ہی کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نماز نہیں جائے گی۔

ارشاد فرمایا تھا اُحُدٌ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ کہ اُحد ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اُحد کو ۳ھ کا مشہور واقعہ جس کو غزوۂ اُحد کہتے ہیں اسی جگہ ہوا تھا۔ شہدائے اُحد اور جبل اُحد اور اس کی مساجد کی زیارۃ پاک وصاف ہوکر جمعرات کے روز فجر کی نماز کے بعد سویرے سویرے مستحب ہے تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں واپس آکر مل سکے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اسی جگہ ہے اول مسجد حمزہ میں دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرے اور نہایت سکون ووقار کے ساتھ سلام عرض کرے اور آداب زیارۃ کا پورا پورا لحاظ رکھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کے پاس عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیرہ رضی اللہ عنہ مدفون ہیں ان پر بھی سلام عرض کرے۔ پھر اور باقی شہداء پر سلام پڑھے مشہور یہ ہے کہ وہاں پر ستر شہداء آرام فرما ہیں۔

جبلِ احد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم جبلِ احد پر آؤ اس کے درخت سے کچھ کھاؤ۔ اگرچہ درخت خاردار ہی ہو اس لئے وہاں کی چیزوں میں سے کچھ کھالینا مستحب ہے۔

زیارۃِ مساجد مدینہ منورہ میں علاوہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے آس پاس اور بہت سی مساجد ہیں جن میں سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھی ہے ان کی زیارۃ بھی مستحب ہے ان میں سے بہت سی مسجدیں اس وقت تک آباد ہیں اور بہت سی منہدم اور غیر آباد ہیں۔ زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر و ہیئت پر اس وقت کوئی مسجد موجود نہیں ہے بلکہ بعد میں ان کی بہت سی دفعہ تجدید ہو چکی ہے مگر چونکہ جگہ وہی ہے اس لئے آثارِ برکت ورحمت سے خالی نہیں ہے۔ مختصر طور سے ناظرین کے فائدہ کے خیال سے مشہور مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مسجد قبا مدینہ منورہ سے جنوبی غربی جانب میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ جس

وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی عوف میں قیام فرمایا تو آپ نے مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے دستِ مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا اور مسجد حرام۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مدینہ منورہ سے مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے جس روز جی چاہے پیدل یا سواری پر مسجد قباء کی زیارت کی جائے مگر شنبہ کے روز افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ کہ مسجد قبا میں دو رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

۲ مسجد جمعہ قبا کے نئے راستہ سے مشرق کی جانب وادیٔ "رانونا" میں "بستان الجزع" کے پاس ہے اس جگہ "بنو سالم" آباد تھے۔ سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں پڑھا۔

۳ مسجد مصلے یا مسجد غمامہ مناخہ کے جنوب و غرب میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

۴ مسجد سقیا "باب عنبریہ" کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو قبۃ الرؤس کہتے ہیں۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کو "بئر السقیا" کہتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کو تشریف لیجاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی اور اہل مدینہ منورہ کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔

۵ مسجد احزاب یا مسجد فتح "جبل سلع" کے غربی کنارہ پر ہے غزوہ احزاب میں یعنی جب تمام کفار مدینہ منورہ پر مجتمع ہو کر چڑھ آئے تھے اور خندق کھودی گئی تھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ تین روز پیر، منگل، بدھ کو دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے دعا

قبول فرمائی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

مسجد ذباب جبل اُحد کے راستہ میں ثنیۃ الوداع سے اتر کر اُحد کے راستہ کے بائیں جانب جبلِ ذباب ہے اس پر یہ مسجد ہے۔ غ۔ وہ خندق میں اس جگہ خیمۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصب ہوا تھا اور اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی تھی

مسجد قبلتین مدینہ منورہ کے شمال و غرب میں "وادیِ عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔ اس میں ایک محراب بیت المقدس کی طرف ہے اور دوسری کعبہ کی جانب، چونکہ تحویلِ قبلہ کا واقعہ اسی مسجد میں ہوا تھا اس وجہ سے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تحویلِ قبلہ کا واقعہ مسجدِ قبا میں ہوا تھا۔

مسجد الفضیح عوالی کے شرق میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ یہود بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت نماز پڑھی تھی اور فضیح کھجور کی شراب کو کہتے ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری ایک جماعت کے ساتھ شراب نوشی میں مشغول تھے جب تحریم شراب کی آیت نازل ہوئی اور ان کو اطلاع ملی تو انہوں نے فوراً سارے مٹکے شراب کے گرا دیئے اس لئے اس کو مسجد فضیح کہتے ہیں اس کا نام مسجد شمس بھی ہے چونکہ بلندی پر ہے اور آفتاب کا طلوع اور جگہ سے پہلے یہاں نظر آتا ہے۔

مسجد بنی قریظہ مسجد فضیح سے شرق کی طرف تھوڑے سے فاصلہ پر ہے۔ یہود بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا تھا اور حضرت سعد ابن معاذ کو یہود نے حکم قرار دیا تھا انھوں نے اسی جگہ فیصلہ سُنایا تھا کہ مردوں کو قتل کیا جائے، بچوں اور عورتوں کو قید کیا جائے۔

مسجد بنی ظفر یا مسجد البغلہ بقیع سے شرق کی جانب "حرہ واقم" کے کنارہ پر واقع ہے۔ قبیلہ بنی ظفر اس

۵ اب صرف ایک محراب کعبہ کی جانب ہے۔

جگہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف
فرما ہوئے اور ایک صحابی کو قرآن مجید پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا جب قاری آیۃ
فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ
شَهِيدًا[1] پر پہنچا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا ریش
مبارک متحرک ہوئی اور روتے ہوئے فرمایا اے میرے رب جو لوگ میرے سامنے موجود
ہیں اُن پر تو میں گواہ ہوں گا لیکن جن لوگوں کو میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے ہوں گا۔
مسجد کے قریب ایک پتھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سُم کا نشان ہے اس وجہ
سے اس کو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد الاجابہ[11] بقیع سے شمال کی جانب "بستان سمان" کے پاس ہے اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز
اس جگہ تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دُعا میں مشغول رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ
میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں ایک تو یہ کہ میری اُمت کو قحط سالی کے عذاب
سے تباہ نہ فرمائیے۔ دُوسری یہ کہ میری امت کو غرقِ عام سے ہلاک نہ فرمائیے یہ دونوں
دُعائیں مقبول ہو گئیں۔ تیسری یہ کہ باہم اختلاف اور خانہ جنگی نہ ہو یہ منظور نہیں ہوئی۔

مسجد سجدہ یا مسجد البحیر[12] "بستان بحری" اور "بساتین صدقہ" کے درمیان میں ہے اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت
نماز پڑھی تھی اور بہت طویل سجدہ کیا تھا۔

مسجد اُبی[14] بقیع کے متصل ہے اس جگہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اکثر تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے

---

[1] پھر کیا حال ہو گا (کفار کا) جب ہم بلائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کا رسول) اور
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو لائیں گے ان لوگوں پر گواہ ۱۲ منہ

مسجد بنی حرام "مسجد فتح" کو جاتے ہوئے "جبل سلع" کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھی نماز پڑھی ہے اس کے قریب ایک غار ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی ہے اور ایام غزوۂ خندق میں اسی غار میں آپ رات کو آرام فرماتے تھے، اس غار کی بھی زیارت کرنی چاہیئے۔

مسجد ابوبکرؓ ۔ مسجد مصلے کے قریب شمال کی جانب ہے۔

مسجد علیؓ ۔ یہ بھی مسجد مصلے کے قریب ہے۔

مسجد امِ ابراہیمؓ بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عوالی میں مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ یہ سیدنا ابراہیم کی جائے پیدائش ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھی نماز پڑھی ہے۔

آبار یعنی کنوئیں مدینہ منورہ میں اس وقت چوبیس نہریں ہیں لیکن قرونِ اولیٰ میں کوئی نہر نہ تھی۔ اس وقت اہل مدینہ منورہ کنوؤں کا پانی پیتے تھے، بعض کا پانی شیریں تھا اور بعض کا شور، جن کنوؤں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تھا وضو کیا ان کی زیارت کرنی چاہیئے اور تبرکاً پانی بھی پینا چاہیئے ایسے کنوئیں بہت سے تھے لیکن اس وقت سب موجود نہیں ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ سترہ کنوئیں تھے۔ ان میں سے مشہور کنوئیں یہ ہیں۔

بیرِ اریس[1] مسجد قبا کے متصل غربی جانب ہے اس کے نیچے کے حصّہ میں دو دہانے کھلے ہوئے ہیں جن سے پہاڑی چشموں کا پانی آتا ہے تیسرا دہانہ "نہر زرقا" کا ہے کہ وہ کنوئیں میں شامل ہو کر آگے چلی جاتی ہے اس کا پانی نہایت صاف اور شیریں

---

[1] اریس بروزن جلیس ایک یہودی کا نام ہے جو اس کنوئیں کا مالک یا بانی تھا۔

ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف لائے اور اس میں پاؤں لٹکا کر منڈیر پر بیٹھ گئے اس کے بعد حضرت ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے اور آپ کے اتباع میں اسی طرح بیٹھ گئے آپ نے اس کا پانی پیا اور اسی سے وضو کیا اور لعاب مبارک بھی اس کنوئیں میں ڈالا اس کنویں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں خاتم نبوت حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے گر گئی تھی۔ آپ نے بہت تلاش کرائی لیکن نہیں ملی مگر اب یہ کنواں خشک ہوگیا ہے اور ویران پڑا ہے۔

بیر غرس موضع "قربان" میں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پر شمال مشرق میں واقع ہے اس کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اور پیا بھی ہے اور لعاب مبارک اور شہد بھی اس میں ڈالا ہے۔

بیر بضاعہ[1] شامی دروازہ سے باہر نکل کر دروازہ کے متصل "باغ جمل اللیل" میں ہے۔ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ڈالا ہے اور برکت کی دعا فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو لوگ اس کو اس کنوئیں کے پانی سے غسل دیتے تھے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے تھے۔

بیر بُصّہ[2] قبا کے راستہ میں بقیع کے متصل ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سعید خدری رضؓ کے پاس تشریف لائے تھے تو اس کنوئیں پر آپ نے سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا تھا اس جگہ دو کنوئیں ہیں ایک چھوٹا دوسرا بڑا اس میں اختلاف ہے کہ بیر بصّہ کون سا ہے صحیح یہ ہے کہ بڑا ہے مناسب یہ ہے کہ دونوں سے تبرک حاصل کرے۔

بیر حاء باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے یہ حضرت ابو طلحہؓ کا باغ تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے

---

[1] اس کنویں کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کنوئیں کے مالک کا نام ہے۔ ۱۲ منہ
[2] یہ کنواں اصغا المنزل کے برابر والے کمرہ میں ہے۔

جب آیت شریفہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ[1] نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبوب مال مجھے بیرحا ہے لہٰذا یہ خدا کے لئے صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں صرف کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ دیا کہ اس کو اپنے اقارب پر وقف کردو۔ یہ کنواں مربع ہے اسوقت باغ نہیں ہے صرف دو کھجوریں کھڑی ہیں۔ اس وقت یہ کنواں ایک مکان کے گوشہ میں آیا ہوا ہے جس کے پاس کچھ زمین کا قطعہ خالی پڑا ہوا ہے

بیرِ عِہن عوالی میں مسجد قبا سے مشرق میں مسجد شمس کے قریب ہے اس سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اب اس کا پانی شور ہے اس کو بیر الیسیرہ بھی کہتے ہیں۔

بیرِ رومہ[2] مدینہ منورہ کے شمال و غرب میں "وادی عقیق" کے کنارے پر جنگل میں مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا اور اس کا پانی بہت شیریں اور صاف تھا یہودی اس کنواں کا پانی فروخت کرتا تھا مسلمانوں کو پانی کی بہت تکلیف تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس کے خریدنے کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمان رضی نے نصف کنواں اپنے مال سے بارہ ہزار درہم کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کردیا اور یہودی سے کہا کہ کہو تو میں اپنے نصف پر گھڑی لگالوں اور کہو تو باری مقرر کرلوں۔ یہودی نے اسی کو منظور کیا کہ ایک روز تمہارے لئے دوسرا میرے لئے۔ لیکن جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک روز میں دو روز کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی نہیں بکتا تو پریشان ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ بقیہ نصف بھی آپ ہی خرید لیجئے چنانچہ حضرت عثمان رضی نے آٹھ ہزار درہم میں اس کو بھی خرید لیا اور سارا کنواں وقف کردیا۔ یہ سات کنویں ماثور و مشہور ہیں ان کو

[1] تم ہرگز حاصل نہیں کرسکتے نیکی ثواب یا جنت کے درجات) کو یہاں تک کہ خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو تم کو محبوب ہیں۔

[2] اب بیر رومہ کو بیر عثمان رضی کہتے ہیں۔

ابیار سبعہ کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کنوئیں ہیں جن کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً ۱۔ بئر آنا[ل] ۲۔ بیر اعواف ۳۔ بیر انس ۴۔ بیر الھنارم ۵۔ بیر السقیا۔ ۶۔ بیر ابی ایوب ۷۔ بیر عروہ ۸۔ بیر ذروان (جس میں لبید یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کر کے بال کنگھے میں باندھ کر دفن کئے تھے ۹۔ بیر القویم ۱۰۔ بیر الصفیہ۔ ۱۱ بیر بوبطہ ۱۲۔ بیر فاطمہ۔

آداب واپسی وطن

سلام وداع جب سردارِ دو عالم تاجدارِ مدینہ آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور مساجد و مشاہد کی زیارت سے فارغ ہو جائے اور ارادہ وطن کی طرف واپسی کا ہو تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یا محراب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یا اس کے قریب جہاں جگہ ملے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد مرقد اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام پڑھے پھر دین و دنیا کی حاجت کے لئے اور حج و زیارت کے قبول ہونے اور گھر عافیت کے ساتھ پہونچنے کی دعا مانگے اور کہے

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْلِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِیَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ ترجمہ:۔ اے میرے اللہ آپ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیارت کو آخری نہ کر بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور ٹھہرنا سہل اور آسان فرما۔ ان کی حضوری میں اور میرے لئے سلامتی اور عافیت دین و دنیا کی مقدر فرما اور میں اپنے گھر عافیت اور سلامتی کے ساتھ جاؤں اجر و ثواب لے کر

[ل] یہ اب موجود نہیں ۱۲ منہ۔

یا ارحم الراحمین مقصد رفرباد کیجئے میرے لئے۔

اور اس وقت جس قدر حزن وملال رنج وغم کا اظہار ہو سکے کرے اور آنسو نکالنے کی کوشش کرے۔ اس وقت آنسوؤں کا نکلنا اور قلب کے اوپر حزن کا غلبہ ہونا قبولیت کی علامت ہے۔ پھر روتا ہوا اور مفارقت دربار دُربار پر حسرت وافسوس کرتا ہوا چلے اور جو کچھ میسّر ہو فقرا مدینہ منورہ پر صدقہ کرے اور اس سفر کی دُعائیں پڑھتا ہوا چلے جن کا بیان آداب سفر میں شروع کتاب میں ہو چکا ہے۔ کھجور خاکِ شفا ساتوں کنوؤں کا پانی غسالہ شریف تبرکات ساتھ لائے۔

مدینہ منورہ سے جدّہ

مدینہ منورہ میں ہندوستان اور پاکستان جانے والے جہازوں کی خبر رکھنی چاہیئے جس جہاز سے ارادہ ہو اس کی روانگی سے اتنے پہلے مدینہ منورہ سے چلنا چاہیئے کہ ایک دو روز پہلے جدہ پہونچ جاؤ جو لوگ جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم کرنے کا پہلے سے اہتمام نہیں کرتے ان کو جدّہ میں بعض دفعہ دو تین ہفتہ جہاز کے انتظار میں لگ جاتے ہیں جس سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے سفر کی ترتیب قائم کرلی جائے تاکہ کوئی دِقت پیش نہ آئے: اب یہ طریقہ ہے کہ جس جہاز سے آپ جائیں گے اسی جہاز سے واپس ...... آنا ہوگا۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت بُردباری اور ہوشیاری سے کام لو کہ خود بھی تکلیف نہ اٹھاؤ اور دوسروں کو بھی تکلیف نہ پہنچاؤ۔

وطن کے قریب پہنچنا

جب اپنا شہر یا گاؤں قریب آجاوے تو یہ دُعا پڑھو اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ اور گھر کسی آدمی سے اپنے آنے کی پہلے اطلاع کرادو اور رات کے وقت شہر میں داخل نہ ہو بلکہ صبح کیوقت یا شام کیوقت داخل ہو اور شہر میں داخل ہو کر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز ادا کرد بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَّا یُغَادِرُ

عَلَيْنَا حُوْبًا پھر گھر میں بھی دو رکعت نماز پڑھو اور حق تعالیٰ شانہٗ کا شکر ادا کرو کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو پورا فرمایا اور اس سعادتِ کبریٰ اور نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا۔

حجاج کا استقبال

جب حاجی لوگ حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرو سلام و مصافحہ کرو اور انکے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعا کراؤ۔ حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہی سلف[له] کا دستور تھا کہ حجاج کی مشایعت اور ان کا استقبال کرتے اور اُن سے دعا کراتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کرو

له قال الامام الغزالی فی الاحیاء صـ۲۱۶ ج ا وقد کان من سنۃ السلف رضی اللہ عنہم ان یشیعوا الغزاۃ وان یستقبلوا الحاج ویقبلوا بین اعینہم ویسئلوہم الدعاء ویبادرون ذلک قبل ان یتدنسوا بالآثام ۱۲ له قولہ قبل ان یدخل بیتہ ای الاولیٰ ذلک قالہ العزیزی وقال الحنفی ای الاولیٰ المبادرۃ ذلک والافیطلب طلب الاستغفار منہ ولو بعد دخول البیت الی ان یمضی نحو عشرۃ ایام من ربیع الاول فلا یطلب حینئذ فیطلب منہ فی ذی الحجۃ ومحرم وصفر وبعض ربیع اھ صـ۲/۱۲ ج ۱ وقال العزیزی صـ۲۷۹ ج تحت حدیث اللہم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ الحاج فیتاکد طلب الاستغفار من الحاج لیدخل فی دعاء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والاولیٰ کون الطلب قبل دخولہ بیتہ قال المناوی وفی حدیث اوردہ الاصبہانی فی ترغیب یغفر لہ بقیۃ ذی الحجۃ ومحرم وصفر وعشرا من ربیع الاول وروی موقوفا عن عمر قال ابن العماد رواہ احمد مرفوعا والبیہقی قال المناوی وکذا الحاکم عن ابی ہریرۃ وقال صحیح اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں سے دعا کرانا اول اور بہتر وقت انکے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہے لیکن بعد میں بھی دعا کرانے میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ذی الحجہ محرم صفر اور دس ربیع اول تک اس کا وقت ہے ۱۲ سعید احمد غفرلہٗ

اور اس کے گھر داخل ہونے سے پیشتر اپنے لئے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کے گناہ بخشدیئے گئے ہیں

اِس روایت سے حجاج کا استقبال اور ان سے دُعا کرانا ثابت ہوتا ہے اور اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر استقبال میں آج کل چند خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود اکثر حجاج کو بھی اپنے استقبال کا حد سے زیادہ اہتمام ہوتا ہے اور پہلے سے انتظام کیا جاتا ہے کہ جس قدر ہو سکے لوگوں کا انبوہ کثیر ہو تاکہ حاجی صاحب کی شان اور عظمت ظاہر ہو تار پر تار دیئے جاتے ہیں خاص ہدایات کی جاتی ہیں جس کا منشار ریار اور فخر ہوتا ہے اور ریار اور فخر سے سارا ثواب اکارت ہو جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہوتی ہے کہ استقبال اور مشایعت کرنے والے اپنے شوق اور جذبات محبت سے یا اپنی حماقت اور جہالت اور بے حسی سے اس قدر بے خود ہو جاتے ہیں کہ ان کو دوسروں کی تکلیف اور اذیت کی قطعًا پرواہ نہیں رہتی۔ خوب دھکم دھکا ہوتی ہے بعضے لوگوں کے چوٹ بھی لگ جاتی ہے' لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ استقبال اور مشایعت زیادہ سے زیادہ مندوب ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے ایک امر مندوب کی وجہ سے حرام کا ارتکاب کرنا اہلِ عقل سے بعید ہے ایسے مواقع پر فہم سے کام لینا چاہیئے نہ خود بلا وجہ تکلیف اٹھاؤ اور نہ دوسروں کو تکلیف پہنچا کر گناہ کماؤ تیسری خرابی یہ ہے کہ بعض جگہ عورتیں بھی اسٹیشنوں پر جا کر استقبال کرتی ہیں ان کو جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ بعض جگہ حجاج کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ اس میں باجہ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ بعض دفعہ حاجی کو بوجہ ضعف طبعی یا بیماری کثرت ملاقات اور مصافحہ سے تکلیف ہوتی ہے مگر لوگ نہیں مانتے ایسے وقت صرف مجمع کی شرکت کافی ہے کیونکہ ایسے وقت مصافحہ و معانقہ کرنا اور پھر مکرر سہ کرر کرنا سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے گو حاجی بیچارہ مروت کی وجہ سے اس کا اظہار نہ کرے لیکن تم کو خود سوچنا چاہیئے کہ یہ امر موجب راحت ہے یا کلفت۔

حج کے بعد قابل اہتمام چیزیں جن میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں

(۱) حج میں افتخار و اشتہار نہ کرنا چاہیئے

سفر حج شروع کرنے سے پہلے نیت خالص کرو۔ نام و نمود یا حاجی کہلانے کے لئے اگر حج کیا جائے گا تو ثواب نہ ہو گا۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں بیٹھتے ہیں اپنے حج کے تذکرے کرتے ہیں اور واقعات مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر ان کا حاجی ہونا ظاہر ہو جائے۔ کبھی اپنے سفر خرچ کو بیان کرتے ہیں، کبھی صدقہ و خیرات کو جتلاتے ہیں حالانکہ یہ سب چیزیں ثواب کو کھونے والی ہیں۔ حق تعالیٰ کفار کی مذمت میں فرماتے ہیں۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا۔ کہ کافر فخر کرے گا کہ میں نے مال کے ڈھیر خرچ کر دیئے۔ اگر کوئی شخص کچھ دریافت کرے یا کوئی خاص مصلحت ہو تو بیان کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن بے فائدہ یا فخر و ریا کے لئے بیان کرنا بہت برا ہے۔

(۲) حج کا تذکرہ ہر ایک سے نہ کرنا چاہیئے

حج کا تذکرہ ہر ایک شخص سے نہ کرنا چاہیئے کیونکہ تذکرہ میں اندیشہ ہے ریا اور فخر پیدا ہونے کا اور ریا و فخر کی نیت سے کرنا تو برا ہے ہی لیکن بعض محققین صوفیاء تو بعض اوقات ایسے تذکرے کو بھی منع کرتے ہیں جو بظاہر طاعت معلوم ہوتا ہے مثلاً وہاں کے محاسن اور فضائل بیان کرنا جس سے وہاں جانے کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جن پر حج فرض ہے ان کے سامنے تو ترغیبی مضامین بیان کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ دوسرے وہ لوگ جن پر حج فرض نہیں ہے لیکن ان میں حج کی طاقت اور گنجائش ہے اور ان کو حج کرنے کے لئے جانا منع بھی نہیں ہے ان کے سامنے بھی بیان کرنا جائز ہے۔ تیسرے وہ لوگ جن پر

حج فرض نہیں اور ان کو حج کے لئے جانا منع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو مالی استطاعت نہیں اور مشقت پر صبر وتحمل کی بھی قدرت نہیں ایسے لوگوں کے سامنے ایسے واقعات اور مضامین بیان کرنا کہ جن سے ان کو حج کا شوق پیدا ہو جائز نہیں کیونکہ ان کو اس سے حج کا شوق پیدا ہوگا اور ان کے پاس سامان ہے نہیں ظاہری نہ باطنی تو خواہ مخواہ پریشانی میں مبتلا ہوں گے جس سے ناجائز امور میں مبتلا ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

(۳) سفرِ حج کی تکالیف بیان کرنا

بعض لوگ سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہیئے گو واقعی تکالیف کیوں نہ ہوں اس قسم کے واقعات بیان کر کے بہت سے لوگ حج سے رک جاتے ہیں اسکا گناہ انہی لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے انکو اس قسم کے واقعات سنائے اور وہ ڈر گئے اور پھر بہت سے لوگ تو واقعات میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہیں جو سخت گناہ ہے سفر حج ایک طویل سفر ہے جس میں ریل بحری جہاز ہوائی جہاز موٹر لاری وغیرہ پر سوار ہونا پڑتا ہے دوسرا ملک ہوتا ہے اکثر لوگ زبان سے ناواقف ہوتے ہیں ایسی صورت میں تکالیف کا پیش آنا ظاہر ہے مگر باوجود ان سب باتوں کے خدا کا فضل ہے کہ حجاج کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے ایسی تکالیف تو بہت ہی کم پیش آتی ہیں کہ جن سے ہلاکت کا اندیشہ ہو اپنی بے احتیاطی سے کوئی صورت پیش آجائے یہ امر آخر ہے اپنے ملک میں جب ہم سفر کرتے ہیں تب بھی سفر میں تکلیف پیش آجاتی ہے تو وہاں کی تکالیف اتنے طویل سفر میں اور حج جیسی نعمتِ عظمیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ پھر ان تکالیف کا ثواب بھی ملتا ہے اسلئے وہاں کے واقعات ایسے طور سے نہ بیان کرو کہ دوسرے لوگوں کی ہمت ٹوٹ جائے۔ اور حج کا ارادہ ہی نہ کریں وہاں کی تکالیف بیان کر کے لوگوں کو روکنا اور ڈرانا یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (روکتے ہیں اللہ کے راستہ اور اور مسجد حرام سے) میں داخل ہے ہاں اگر کوئی عقلمند ہوشیار شخص ایسے طریقہ سے تکالیف کا ذکر کرے جس سے دوسرے لوگوں پر برا اثر نہ پڑے اور ان تکلیفوں کا انتظام ہو جاتے اور لوگ انکے ازالہ کی

طرف متوجہ ہوجائیں تو مضائقہ نہیں بلکہ ایسے لوگوں کو ضرور وہاں کے صحیح حالات سُنائے جائیں جو ان کی تدبیر کرسکتے ہوں تاکہ وہ لوگ اسکی تدبیر کریں اور حاجیوں کو آرام ملے۔

حج کے بعد اعمال صالحہ کا مزید اہتمام

حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمال صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہوجائے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے اور پہلی حالت سے بہتر ہوجائے اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال واخلاق کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہیئے اور طاعت وعبادت میں خوب سعی کرنی چاہیئے معصیت اور اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہیئے۔

خاتمہ اور دُعا

اپنی علمی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے اس رسالہ کی تالیف وتصنیف کی قطعاً جرأت نہیں ہوتی تھی* مگر اردو زبان میں کوئی ایسا رسالہ موجود نہیں تھا جس میں عام فہم طریق پر مسائل حج وزیارت تفصیل سے لکھے گئے ہوں اسلئے بندہ نے حق تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے مولانا موصوف کی تعمیل ارشاد اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت کی نیت سے اس رسالہ کو شروع کیا۔ حق جل مجدہٗ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بہت قلیل مدت میں باوجود اپنے دیگر مشاغل کے اسکو پورا فرمانے کی توفیق بخشی اب مجھے اپنے معبود سے امید واثق ہے کہ میری اس ناچیز تالیف کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرماکر حجاج وزائرین کے لئے سفر میں بہتر رفیق ومعین اور میرے وناشر اور ناشر کے تمام اہل وعیال کے لئے ذخیرۂ آخرت فرمائیں گے اور ناظرین سے درخواست ہے کہ اپنی دعوات میں ہم سب کو بھی یاد رکھیں گے جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

احقر ابو المظفر سعید احمد اجراڑوی غفر لہٗ رحمۃ اللہ علیہ

یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مقیم مظاہر علوم۔ سہارنپور) یو۔پی

* مکرمی مولانا ظہور الحسن صاحب نے اپنے حسن ظن کی بنا پر اس کتاب کی تالیف پر بہت اصرار فرمایا۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا
تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

ضمیمہ رسالہ معلّم الحجاج
ملقّب بہ
اغلاط الحجاج

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم کرمه وفضله علی کثیر ممن خلقه فی العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله الذی اذن فی الناس بالحج وعلمهم المناسک واوضح لهم المسالک وعلی اٰله واصحابه الذین هم قدوة الناسکین وعلی من تبعهم اجمعین

شکر نعمت ۱۳۵۱ھ میں حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے لطف وکرم سے اس ناکارہ کو بھی زیارۃ حرمین شریفین (زادہم اللہ شرفاً وتعظیماً) اور اس کے بعد پھر ۱۳۵۳ھ میں بھی یہ سعادت کبریٰ اور شرف عظیم حاصل ہوا، میری زبان اور قلم میں طاقت نہیں کہ اس رب کریم کی نعمتوں کے شکریہ کا ایک شمہ بھی ادا کر سکیں اور میرے لئے سوا اس کے چارہ نہیں کہ اعتراف عجز وقصور کرتے ہوئے یہ عرض کروں کہ اللّٰھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

ان دونوں سفروں میں کتب مناسک (احکام حج) کے مطالعہ کا موقعہ ملا، اور حجاج کے حالات بھی دیکھنے میں آئے، بہت سی باتیں ایسی نظر آئیں کہ جن میں اکثر حجاج غلطیاں کرتے ہیں حتیٰ کہ جنایات احرام وحرم اور ان کی جزا وغیرہ سے بھی بہت سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں، اور ان میں بھی کثرت سے غلطیاں کرتے ہیں، جو پڑھے لکھے لوگ مناسک کی کتابوں کے مطالعہ کا اہتمام نہیں کرتے اور ان پڑھ مسائل کے دریافت کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، حالانکہ سفر حج شروع کرنے سے پہلے احکام حج کا معلوم کرنا فرض ہے۔ حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے کہ ہر وقت ادا نہیں ہوسکتا، اور اس کی تلافی اور قضا بھی ہر وقت ممکن نہیں اس لئے اس میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے، اور اس قسم کی غلطیوں کا علاج کتب مناسک کا مطالعہ اور علماء سے دریافت کرنا ہے، اردو میں بہت سے رسالے موجود ہیں جو احکام حج کے لئے کافی ہیں محض معلموں پر اعتماد کرنا کافی نہیں، کیونکہ یہ لوگ خود اکثر مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اور اگر واقف بھی ہوتے ہیں تو پابندی کا اہتمام نہیں کرتے بعض باتیں ایسی ہیں کہ غلط مشہور ہیں یا ان کا عام طور سے غلط رواج ہوگیا ہے، اور چونکہ عام طور سے سب کرتے ہیں ان کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا اور دیکھا دیکھی اکثر لوگ ان میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اردو کے رسائل میں ان کا تذکرہ بھی نہیں اس وقت ایسی ہی غلطیوں کو جمع کرنے کا ارادہ ہے اگرچہ ہم رسالہ "معلم الحجاج" میں بھی موقع بموقع ان میں سے کچھ غلطیاں ذکر کرچکے ہیں، لیکن حجاج کی سہولت اور اس نعمتِ عظمیٰ کے شکریہ میں اس قسم کی اغلاط کو یکجا جمع کرتے ہیں، حق تعالیٰ قبول فرمائیں،،

سفر حج اور رسالہ "معلم الحجاج" کی تالیف کے وقت بھی بعض حضرات نے ان اغلاط کے جمع کرنے کی فرمائش کی تھی، مگر اس وقت جمع کرنے کا موقع نہ ملا۔

حجاج سے امید ہے کہ غور سے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں گے اور اپنے حج کو ممنوعات و اغلاط سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں گے تاکہ حج مبرور نصیب ہو، اور ہم کو بھی مقامات مقدسہ میں دعا کے وقت یاد رکھیں گے۔ رَبَّنَا اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ،

راستہ اور سفر کی غلطیاں ۱- بہت سے لوگوں کو سفر میں دیکھا کہ نماز بالکل ترک کر دیتے ہیں، اور بعض پڑھتے تو ہیں مگر اہتمام نہیں کرتے، کم ہمتی اور سستی سے کبھی قضا کر دیتے ہیں۔ کبھی مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں۔ ایک فرض ادا کرنے جاتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز کا ترک کرنا بڑا سخت گناہ ہے جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے وہ حج کی برکات سے محروم رہتے ہیں، اور ایسے لوگوں کا حج مبرور و مقبول بھی نہیں ہوتا۔ حاجی کو تو نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، کہ وہ دربار خداوندی میں حاضر ہوتا ہے وہاں ایسی حالت میں جانا بڑی بدنصیبی ہے۔

۲- بعض لوگ نماز کے تو پابند ہوتے ہیں مگر نماز کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ریل میں باوجود کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں، بعض استقبالِ قبلہ کو ریل میں ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، ایسے ہی بلا استقبال قبلہ بھی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۳- اسٹیشن پر یا پاخانہ کے نل میں ریل میں پانی موجود ہوتا ہے مگر بعضے لوگوں کو نظافت طبع کا ہیضہ ہوتا ہے کہ اس پانی کو ناپاک سمجھتے ہیں اور اس سے وضو نہیں کرتے بلکہ تیمم کر کے نماز پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ جب تک کسی کوئی نجاست نہ ملی ہو شرعاً وہ پانی پاک ہے محض اس وجہ سے اس کو ناپاک نہیں کہہ سکتے کہ وہ پاخانہ کے نل میں ہے یا ہر شخص اس کو استعمال کرتا ہے، اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں، بعضے آدمی کپڑے پر ہی تیمم کر لیتے ہیں حالانکہ اس پر غبار بھی نہیں ہوتا، ایسے کپڑے پر تیمم کرنا جائز نہیں، جس پر غبار نہ ہو، ریل کے تختہ پر جو غبار

؎ یعنی بیٹھنے کی جگہ۔ البتہ جوتوں وغیرہ کی جگہ کے غبار سے تیمم نہ کیا جائے، کیونکہ عام طور پر وہ مٹی مشتبہ ہوتی ہے اور تیمم کے لئے بالکل پاک مٹی ہونا ضروری ہے ۱۲ سعید احمد

؎ ہر کپڑے پر ہاتھ مارنے سے جو غبار اڑتا ہے اس کا اعتبار نہیں مسئلہ لطائف رشیدیہ میں مفصل ہے ۱۲ شیر محمد

ہوتا ہے اس سے تیمم جائز ہے مگر اس کو ناپاک سمجھتے ہیں اور یہ کہہ کر اُٹھا دیتے ہیں کہ میاں اس کا کیا اعتبار ہے۔

۴۔ بعضے اونٹ پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ بلا عذر شرعی اونٹ پر فرض نماز جائز نہیں البتہ مجبوری کے وقت جائز ہے۔

۵۔ بعض لوگ جہاز میں سارے راستہ قبلہ کا وہی رُخ رکھتے ہیں جو ہندوستان وپاکستان میں ہے، حالانکہ جہاز میں قبلہ کا رخ بدلتا رہتا ہے، عدن کے قریب شمال کی جانب اور جدہ کے قریب شرق کی جانب ہو جاتا ہے، حجاج کے لئے ضروری ہے کہ سفر میں نماز پڑھنے کے مسائل بھی سفر شروع کرنے سے پہلے معلوم کریں "معلم الحجاج" میں بھی ہم نے جہاز اور اونٹ وغیرہ پر نماز پڑھنے کے ضروری مسائل اور قبلہ نما کا نقشہ لکھا ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔

۶۔ بعض عورتیں بلا شوہر اور محرم کے حج کا سفر کرتی ہیں، بلا محرم حج کو جانا ناجائز اور گناہ ہے ایسی عورتوں کو راستہ میں بعض اوقات بڑے خطرات پیش آتے ہیں، اور اجنبی لوگوں کو سواری پر اترتے چڑھتے وقت ہاتھ لگانے کی نوبت آتی ہے جو فتنہ سے خالی نہیں۔ عورت کے ساتھ جب تک محرم نہ ہو ہرگز حج کو نہ جائے، اور وصیت کردے کہ اگر میں حج نہ کرسکوں تو میری طرف سے حج کرا دیا جائے، مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق وارثوں کے ذمہ اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہوگا، اور ورثا اگر اس کی وصیت پوری نہیں کریں گے تو وہ گنہگار ہوں گے۔ وصیت کرنیوالی حج نہ کرنیکے مواخذہ سے بری ہوجائیگی، اگر وصیت نہ کریگی تو اس کے ذمہ مواخذہ رہے گا۔

۷۔ سفر میں اکثر عورتیں پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں دوسرے ممالک کی عورتوں کو دیکھ کر بعضی پردہ والی بھی بے پردہ ہو جاتی ہیں اور سفر حج میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں، خود عورتوں کو اور ان سے زیادہ ان کے اولیاء کو اہتمام کی ضرورت ہے کہ یہ زمانہ نہایت نازک ہے، شرعی ضروری پردہ کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

۸۔ سفر حج میں لوگ آپس میں بہت لڑتے ہیں بالخصوص جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ لینے پر بہت ہی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ بعضے آدمی تو اس قدر حدود سے تجاوز کرتے ہیں کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اس مبارک سفر میں جنگ و جدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

حج کے چند مہینے معلوم ہیں پس جو شخص ان میں حج (شروع) اور لازم کرلے تو حج میں جماع (کرے) نہ گناہ اور نہ جھگڑا (کرے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ گناہ کیا تو وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ لڑائی جھگڑا کرتے ہیں ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور ان کا حج بھی مقبول نہیں ہوتا، اس لئے حجاج کو اپنے رفقاء اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے، جہاز پر اور دیگر مواقع میں ہوشیاری سے کام کرنا چاہیئے کہ نہ خود تکلیف اٹھاؤ نہ دوسروں کو تکلیف دو، خوش اخلاقی اور نرمی سے جو کام ہوتا ہے وہ غصہ اور زور سے نہیں ہوتا۔

احرام کی غلطیاں

(۹) بعضے لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر یا رزائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا ناجائز ہے یہ تو ٹھیک ہے کہ احرام میں مردوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سلی ہوئی چادر یا رزائی وغیرہ بھی منع ہے احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے جو بدن کی ہیئت پر قطع

کر کے سیا گیا ہو جیسے کرتہ، پاجامہ، اچکن، واسکٹ، بنیان، وغیرہ، یہ مطلب نہیں کہ جس کپڑے میں بھی سیون ہو وہ ناجائز ہے، ہاں افضل یہی ہے کہ احرام کے کپڑوں میں سلائی بالکل نہ ہو۔

(۱۰) احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں ان کو بعضے آدمی سر کھول کر پڑھتے ہیں، بلا عذر سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے احرام کی نیت کرنے سے پیشتر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی چاہیئے ہاں احرام کی نیت کر لینے کے بعد سر ڈھانک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

(۱۱) بعضے آدمی احرام کے زمانہ میں نماز میں بھی اضطباع (داہنی بغل کے نیچے کو چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) کرتے ہیں، نماز میں اضطباع مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں مسنون ہے وہ بھی ہر طواف میں نہیں بلکہ جس طواف کے بعد سعی ہو، البتہ طواف زیارت کے بعد اگر سعی کرنی ہو اور احرام کے کپڑے اتار دیئے ہوں تو اس میں اضطباع نہ ہوگا۔

(۱۲) احرام کی حالت میں چونکہ عورت کے لئے چہرہ کو کپڑا لگانا اور ایسی طرح منہ چھپانا منع ہے کہ جس سے چہرہ کو کپڑا لگ جائے اس کے لئے عام طور سے کراچی بمبئی میں ناریل وغیرہ کی جالی دار پنکھیاں بنائی جاتی ہیں، اور عورتیں اس کو پیشانی پر لگا لیتی ہیں تاکہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے مگر ان پنکھیوں کو اکثر عورتیں ایسی طرح باندھتی ہیں کہ وہ پنکھیاں چہرہ سے یا پیشانی سے چپک جاتی ہیں اور اس کے کنارہ پر باندھنے کے واسطے کپڑے کی پٹی بھی لگی ہوتی ہے اس طرح باندھنا منع ہے بلکہ ایسی طرح باندھنی چاہیئے کہ سر کے اوپر رکھ کر چہرہ کے اوپر کھڑی[۵] ہو جائے اور چہرہ کو نہ لگے، اور برقع کے پردہ کو روک لے۔ مگر عام طور سے یہ پنکھیاں اس قدر چھوٹی ہوتی ہیں کہ کپڑے کو اچھی طرح روک نہیں سکتیں بلکہ کپڑا منہ کو لگتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ موٹا سا

---

۵ چھجہ کی طرح ۱۲۔

پٹھا لگے کر چھجہ نما کر لیا جائے اور اس میں ڈوری یا تسمہ لگا لیا جائے وہ اس ہنکھی سے مضبوط اور اچھا رہتا ہے اور کپڑے کو چہرے پر نہیں لگنے دیتا"

طواف کی غلطیاں

(۱۳) اکثر مطوفین اور عام طور سے حجاج طواف کی نیت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں کھڑے ہو کر کرتے ہیں اس طرح نیت کرنا منع ہے، بلکہ طواف کی نیت اس طرح کھڑے ہو کر کرنی چاہیئے کہ نیت کرنے والے کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اگر اس طرح کھڑے ہو کر نیت نہ کی بلکہ اس جگہ سے آگے بڑھ کر کی تو ایک چکر کا اعادہ آخر طواف میں بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک واجب ہوگا۔

(۱۴) مطوفین طواف کی نیت کراتے وقت حجر اسود کے مقابل ہونے اور تکبیر کہنے سے پہلے ہی ہاتھ کانوں تک اٹھواتے ہیں اور اکثر حجاج ان کی دیکھا دیکھی ایسا ہی کرتے ہیں، حجر اسود کے سامنے آنے اور تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانے بدعت ہیں، حجر اسود کا (طریق مذکور پر) استقبال کرنے کے بعد تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے چاہئیں، بعضے ناواقف حجر اسود کی تقبیل کے وقت اس طرح درود پڑھتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ علی نبی قبلت یہ الفاظ موہم کفر ہیں ان کو ہر گز نہ پڑھا جائے، درود شریف کے جو الفاظ مشہور اور صحیح ہیں وہ پڑھے جائیں۔

(۱۵) حجر اسود کے استلام (یعنی حجر اسود کے ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے وقت) بعضے آدمی ایسی بے عنوانیاں کرتے ہیں کہ جس سے خود ان کو اور دوسروں کو بھی بعض اوقات سخت تکلیف پہونچتی ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے اس لئے دوسروں کو دیکھ کر تم زور آزمائی مت کرو، اگر موقع ہو تو بوسہ دے لو ورنہ ہجوم

؎ بعض حضرات کا تجربہ ہے کہ چھجے کے بجائے انگریزی ٹوپی سے کام لیا جائے اور وہ اس طرح کہ ٹوپی کا پچھلا آدھا حصہ تو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے اور اس کے بجائے تسمہ باندھ لیا جائے تاکہ اگلا حصہ آگے کی طرف اٹھا رہے اور اس پر نقاب لٹکا ہے اس طرح سر بھی نہیں کھلیگا اور احرام کا کپڑا بھی چہرے سے جدا رہیگا اور تشبہ بالنصاری بھی نہیں ہوگا اسلئے کہ کٹ جانیسے ٹوپی کی ہیئت بدل گئی ۱۲ ظہور

کے وقت دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر چوم لو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی لکڑی وغیرہ حجر اسود کو لگا کر چوم لو، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرو کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رہے اور یہ نیت کرو کہ یہ ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھی ہیں، اور تکبیر و تہلیل کہہ کر ہتھیلیوں کو بوسہ دے لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور سے تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو تم قوی آدمی ہو، حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت نہ کرنا، اگر جگہ ہو تو استلام کرنا ورنہ صرف استقبال کر کے تکبیر تہلیل کہہ لینا،،

(۱۶) حج کے زمانہ میں حجر اسود پر بعض لوگ خوشبو لگا دیتے ہیں، اس وقت محرم کو استلام نہ کرنا چاہیئے چونکہ اس سے خوشبو کا استعمال ہوگا اور محرم کو خوشبو کا استعمال منع ہے۔ بعض آدمی احرام کی حالت میں ایسے وقت میں بھی بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ لگاتے ہیں، ایسے وقت بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا منع ہے، ایسے وقت ہاتھ کا اشارہ کافی ہوتا ہے،،

(۱۷) طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور طواف میں جہاں چاہتے ہیں بیت اللہ کی طرف منہ کر دیتے ہیں، البتہ حجر اسود کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ مگر اس وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں، اور استلام کے بعد اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو کر طواف کرنا چاہیئے جہاں استلام کرنے سے پہلے پاؤں تھے اگر استلام کے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں پاؤں اپنی جگہ سے بیت اللہ کے دروازہ کی طرف کو تھوڑے سے بھی ہٹ جائیں گے تو مکروہ تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا، اور گناہ ہوگا، اور طواف اگرچہ حنفیہ کے نزدیک باطل نہ ہوگا مگر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ واجب ہوگا۔

(۱۸) حجر اسود کے چاروں طرف چاندی لگی ہوئی ہے، بہت سے ناواقف استلام کرنے والے اس چاندی پر ہاتھ لگاتے ہیں اس کے اوپر استلام کے وقت ہاتھ لگانا منع ہے ایسی طرح

استلام کرنا چاہیئے کہ چاندی کو ہاتھ وغیرہ نہ لگے۔

(۱۹) استلام کے بعد عام طور سے لوگ پیچھے کو ہٹتے ہیں جس سے بسا اوقات خود بھی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی تکلیف پہونچاتے ہیں پیچھے کو نہ ہٹنا چاہیئے بلکہ اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو کر طواف مثل سابق شروع کر دینا چاہیئے، جیسا کہ ابھی نمبر (۱۷) میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲۰) بعضے آدمی طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے علاوہ اور جگہ بھی بیت اللہ کو بوسہ دیتے ہیں اور التزام (لپٹنا) کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے، طواف کی ابتداء حجر اسود سے مسنون ہے اس کے علاوہ اور کسی جگہ سے ابتداء کرنا بدعت ہے، ایسے ہی بعضے ناواقف حجر اسود کو اول بوسہ دیتے ہیں اس کے بعد طواف کی نیت کرتے ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے پہلے نیت کرنی چاہیئے اس کے بعد بوسہ دینا چاہیئے۔

(۲۱) ایک بڑی مصیبت اس زمانہ میں یہ ہے کہ عورت اور مرد اکٹھے طواف کرتے ہیں، اور بعضی عورتیں بناؤ سنگھار کر کے جاتی ہیں اور بعض کے بعض اعضاء کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اور ازدحام کے وقت اجنبیوں سے لگ جاتے ہیں، شوافع کے نزدیک تو چونکہ عورت کو چھونا ناقض وضو ہے اس لئے مرد سے چھونے کی صورت میں ان کے نزدیک بوجہ وضو ٹوٹ جانے کے ان عورتوں اور مردوں کا طواف صحیح ہی نہیں ہوتا، اور حنفیہ کے نزدیک طواف تو ہو جاتا ہے مگر اس طرح مخلوط ہو کر طواف کرنا سخت گناہ ہے، اس مبارک و مقدس مقام پر تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو رات کے وقت یا ایسے وقت طواف کرنا چاہیئے جب مردوں کا ہجوم نہ ہو، اور مردوں سے علیحدہ ہو کر کنارہ پر چلنا چاہیئے۔

ایسے ہی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے لئے بھی مردوں کے ہجوم کے وقت عورتوں کو کوشش نہ کرنی چاہیئے جب ہجوم نہ ہو اس وقت استلام کریں ہجوم کے وقت بوسہ نہ دیں بلکہ نمبر (۱۵) کے مطابق عمل کریں، حکومت حجاز کو اس کا انتظام کرنا چاہیئے کہ عورتوں اور مردوں کا طواف میں اختلاط نہ ہو اور با اثر لوگوں کو بھی اس میں سعی کرنی چاہیئے، اور جب تک

کوئی انتظام نہو عورتوں کو اور عورتوں کے اولیاء کو خود اس کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور ایسے وقت میں طواف کرنا چاہیئے کہ مردوں کا ازدحام نہو،،

(۲۲) بعضی عورتیں طواف کرتے ہوئے مطوّف کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں، یا بعضی بلا محرم ان کے ساتھ ادھر ادھر زیارات کو چل دیتی ہیں، اس طرح ہاتھ پکڑ کر طواف کرنا ناجائز ہے، اجنبی مرد کو ہاتھ لگانا حرام ہے، اپنے محارم کے ساتھ طواف کرنا چاہیئے اجنبیوں کے ساتھ ادھر ادھر جانے سے بھی احتیاط کرنی چاہیئے، ورنہ بعض دفعہ ناگفتنی واقعات پیش آجاتے ہیں۔

(۲۳) بعضی عورتیں ،، مقام ابراہیم،، یا ،،حطیم،، وغیرہ میں نوافل پڑھنے کے لئے مردوں کے ساتھ مزاحمت کرنے لگتی ہیں اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ ہوش ہی نہیں رہتا۔ یہ سخت غلطی ہے، مردوں کو بھی عورتوں کا خیال کرنا چاہیئے اور ان سے مزاحمت نہ کرنی چاہیئے۔ اور عورتوں کو خود بھی احتیاط کرنی چاہیئے، مردوں کے ہجوم کے وقت ایسی جگہ نہیں جانا چاہیئے، محض مستحب کی خاطر حرام کا ارتکاب اور وہ بھی دربار خداوندی میں بڑے شرم کی بات ہے

(۲۴) بعضے آدمی رکن یمانی کو بھی طواف کے وقت بوسہ دیتے ہیں صحیح قول کی بناء پر اس کو صرف ہاتھ لگانا چاہیئے بوسہ نہ دیا جائے، ایسے ہی بیت اللہ کو حجر اسود اور بیت اللہ کی دہلیز کے علاوہ اور کسی جگہ بوسہ دینا بھی خلاف سنت ہے، بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بیت اللہ کی دیوار کو ان دونوں جگہ کے علاوہ بھی بوسہ دیتے ہیں اور علاوہ ملتزم کے اور جگہ بھی لپٹتے ہیں۔

سعی کی غلطیاں

(۲۵) سعی کرنے کے وقت صفا پر صرف اتنا چڑھنا چاہیئے کہ دروازہ مسجد یعنی باب الصفا میں سے بیت اللہ نظر

لے ایسا ہی بعض آدمی مقام ابراہیم کا استلام کرتے ہیں اور اس کو بوسہ دیتے ہیں علامہ نووی نے ایضاح میں اور ابن حجر مکی نے توضیح میں فرمایا ہے کہ مقام ابراہیم کا استلام نہ کیا جائے اور نہ اس کو بوسہ دیا جائے یہ مکروہ ہے ۱۲ شرح

آنے لگے آجکل بیت اللہ پہلی یا دوسری سیڑھی پر سے دروازہ میں نظر آنے لگتا ہے اسلئے اس سے زیادہ اوپر چڑھنا جیسا کہ بعض جاہل سعی کرنیوالے چڑھتے ہیں بعضے تو بالکل اوپر پہنچ جاتے ہیں یہ خلاف سنت ہے، اور مروہ پر بھی زیادہ اوپر نہیں چڑھنا چاہیئے، صرف اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر سامنے مکانات نہ ہوتے تو وہاں سے بیت اللہ نظر آنے لگتا۔ ، آجکل چونکہ مروہ اور بیت اللہ کے درمیان مکانات بنے ہوئے ہیں اس لئے نظر نہیں آتا۔[1]

(۲۶) آجکل بعض امراء بلا عذر بھی موٹر پر سوار ہو کر سعی کرتے ہیں، حالانکہ بلا عذر سوار ہو کر سعی کرنے سے دم واجب ہوتا ہے، البتہ عذر کی حالت میں سوار ہو کر سعی کرنا جائز ہے۔ (۲۷) سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پر دعا کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھانے چاہئیں جس طرح دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، بعضے جاہل معلم حجاج سے کانوں تک تین مرتبہ تکبیر کے ساتھ مثل تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھواتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

وقوف عرفات کی غلطیاں

(۲۸) بعضے لوگ جبل رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں شرعاً اسکی کچھ اصل نہیں۔

(۲۹) عرفات میں بھی مردوں عورتوں کا بہت اختلاط ہوتا ہے اس اختلاط سے دونوں کو بچنا چاہیئے۔

(۳۰) عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جو احکام حج کی کتابوں میں مذکور ہیں منجملہ ان شرائط کے بادشاہ وقت یا اس کے نائب کا امام ہونا بھی ہے مگر یہ امام اکثر حنفی نہیں ہوتا بلکہ حنبلی یا مالکی ہوتا ہے اور ان کے نزدیک عرفات میں قصر ہوتا ہے اس لئے حنفی کو خواہ مقیم ہو یا مسافر ایسے امام کی اقتدا جائز نہیں کہ

---

[1] اگر پہلی سیڑھی کے نیچے متصل زمین پر کھڑا ہو تب بھی صفا پر چڑھنا متحقق ہو جائیگا کیونکہ اب زمین کے اوپر ہو جانے کی وجہ سے بہت سی سیڑھیاں صفا مروہ کی دب گئی ہیں، ۱۲ شیر محمد سنہ اور سالے راستہ صفا مروہ میں اکثر آدمی دوڑتے ہیں یہ بھی نہ چاہیئے صرف میلین کے درمیان تیز چلنا چاہیئے ۱۲،

جو باوجود مقیم ہونے کے قصر کرے، ہاں اگر وہ تین روز کی مسافت سے آیا ہو تو پھر اقتدا جائز ہے۔ بااثر لوگوں کو چاہیئے کہ حکومت حجاز کو اس امر کی طرف توجہ دلادیں کہ مذہب احناف کی بھی رعایت کی جائے اور اس کی سہل صورت یہ ہے کہ امام عرفات کو موٹر میں سوار کر کے تین روز کی مسافت پر بھیجدیا جائے اور پھر واپس آ کر وہ عرفات میں نماز پڑھائے۔ اس صورت میں ان کے مذہب کے بھی خلاف نہیں ہوتا اور ہمارے مذہب کی بھی رعایت ہوتی ہے، اگر وہ امام مسافر نہ ہو تو اس کے ساتھ نماز نہ پڑھو بلکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی چاہئیں۔ دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں، (۳۱) بعضے لوگ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات کی حدود سے ازدحام کے خوف سے نکل جاتے ہیں حالانکہ سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے اور سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نکلنے کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے۔

وقوف مزدلفہ کی غلطیاں

(۳۲) مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھیرنا سنت مؤکدہ ہے، اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے، اگرچہ تھوڑی سی دیر ہو مگر سنت یہ ہے کہ اول وقت اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کرے اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت رہے منیٰ کو چلدے، مزدلفہ کے وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے، اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس وقوف کا بعض لوگ اہتمام نہیں کرتے اس وقت سے پہلے وقوف کا اعتبار نہیں، اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائیگا تو دم واجب ہوگا، البتہ عورت اگر ہجوم کی وجہ سے پہلے چلی جائے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا! ایسے ہی مریض اور کمزور آدمی اور بچے اگر پہلے چلے جائیں گے دم واجب نہ ہوگا۔

(۳۳) مزدلفہ میں مشعر حرام پر جو مکان بنا ہوا ہے عوام میں اسکے متعلق یہ مشہور ہے کہ جو شخص اس کی چھت پر چڑھ کر اس زینہ پر کو جو اس کے بیچ میں بنا ہوا ہے سر کے بل اتر کر نیچے کو نکل جائے اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ قتل وغیرہ حقوق العباد ہی کیوں نہ ہوں، یہ بے اصل

لہ شرح لباب صفحہ ۱۱۸-۱۲ منہ

بات ہے، بعض احادیث میں صرف اتنا آیا ہے کہ جس کا حج مقبول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخشدیتے ہیں اگرچہ حقوق العباد ہی ہوں،

حج بدل کرنے والوں کی غلطیاں

(۳۴) حج بدل میں اگرچہ لوگ بہت غلطیاں اور کوتاہیاں کرتے ہیں اور مسائل سے کثرت سے ناواقف ہوتے ہیں مگر چند غلطیاں کثیر الوقوع اور اہم ہیں، بعض حج بدل کرنیوالے حج تمتع کرتے ہیں حج بدل کرنے والے کو تمتع کرنا جائز نہیں بلکہ افراد کرنا چاہیے، اگر حج کرانیوالے کی بلا اجازت حجِ تمتع کرے گا تو حج کرانے والے کا حج نہ ہوگا اور حج کرنے والے پر روپیہ کا ضمان ہوگا اور اگر اس کی اجازت سے کیا ہے تو ضمان نہ ہوگا مگر صحیح قول کی بناپر حج پھر بھی ادا نہ ہوگا، حجِ بدل کرنے والوں کو اس کی احتیاط کرنی چاہیئے۔ احرام کی طوالت کے خوف سے آمر کے حج کو خراب نہ کرنا چاہیئے۔

(۳۵) حجِ بدل کرنے والے کو حجِ بدل کے روپے سے صدقہ کرنا یا کسی کی دعوت کرنا ناجائز ہے۔ ہاں اگر آمر نے اجازت دی ہو تو جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ حج کرانے والے سے خرچ کی عام اجازت لے لے تاکہ سفر میں کوئی دقت پیش نہ آئے، اگر وہ عام اجازت نہ دے تو پھر بہت احتیاط سے روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ حجِ بدل کے بیان میں غور سے مسائل کو دیکھ کر روپیہ خرچ کرنا چاہیئے۔

(۳۶) حجِ بدل کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ ٹھیکہ اور اجارہ کے طور پر حج نہ کرائیں، بعضے لوگ مصارف کا ٹھیکہ کر لیتے ہیں ایسا کرنا جائز نہیں"

متفرقات

(۳۷) منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدِ آدم ستون بنا کر چاروں طرف نشان لگا دیا گیا ہے۔ ان تینوں جگہ کو جمرات یا جمار کہتے ہیں، عام طور پر لوگ ان ستونوں کو جمار سمجھتے ہیں اور ان ہی میں کنکریاں مارتے ہیں، جمار (یعنی کنکری پھینکنے کی جگہ) ستون کے نیچے کی اور نشان کے اندر کی زمین ہے، اس لئے کنکر ستونوں میں نہ مارنا

چاہیئے بلکہ اس جگہ پر مارنی چاہیئے جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں اگر ستونوں پر کنکری ماری اور نیچے گر گئی تو رمی ہو جائے گی[لہ] اور اگر ستون کے اوپر جاکر ٹھیر گئی نیچے نہ گری تو رمی[لہ] نہ ہوگی۔

(۳۸) بیت اللہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے۔ حج کا رکن یا واجب نہیں ہے اگر سہولت سے بلا رشوت دیئے داخلہ کا موقع مل سکے تو داخل ہونا چاہیئے۔ عام طور پر بلا کچھ لئے شیبی کنجی بردار داخل نہیں ہونے دیتا اور اس کو کچھ دیکر داخل ہونا رشوت ہے اور رشوت لینی اور دینی اس جگہ سب کے نزدیک حرام ہے اس لئے اس کی احتیاط رکھنی چاہیئے عام طور پر لوگ اس کو رشوت دیکر داخل ہوتے ہیں اور بجائے ثواب کے گناہ کماتے ہیں،

(۳۹) بیت اللہ کی داخلی میں ایک بڑی خرابی یہ بھی پیش آتی ہے کہ عورتیں بھی داخل ہوتی ہیں اور شیبی یا اس کے خدام عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھی پر چڑہاتے ہیں اور اجنبی لوگوں کے ساتھ بھی اختلاط ہوتا ہے، اگر بلا رشوت کے داخلہ نہ ہو سکے تو حطیم کے اندر نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ حطیم بھی بیت اللہ کا ہی حصہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نذر کی تھی اگر اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مکہ مکرمہ فتح کر دیا تو بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز ادا کروں گی جب اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ فتح کرا دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو حطیم میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہاں پڑھ لو حطیم بھی بیت اللہ کا جزو ہے کیونکہ قریش کے پاس تعمیر کے لئے خرچ کم تھا اس لئے اتنا حصہ چھوڑ دیا تھا، مگر صرف حطیم کی طرف کو نماز پڑھنی جائز نہیں بلکہ نماز میں بیت اللہ کی طرف رخ ہونا شرط ہے۔

(۴۰) بیت اللہ کے درمیان میں ایک میخ ہے عوام اس کو سرۃ الدنیا (دنیا کی ناف) کہتے ہیں

لہ بشرطیکہ ستون کے نزدیک گری ہو جیسا کہ رمی کے بیان میں گذرا۔ ۱۲ شیر محمد

لہ بشرطیکہ جڑ ستون سے اوپر تین ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر ٹھیر گئی ہو تو بعید سمجھی جائے گی اور تین ہاتھ سے کم فاصلہ پر ٹھیری ہو تو قریب سمجھی جائے گی اور جائز ہے۔ ۱۲ شیر محمد

اس پر اپنی ناف رکھتے ہیں اور سامنے کی دیوار میں ایک کڑا ہے اس کو عروۃ الوثقیٰ کہتے ہیں۔ یہ سب بے اصل باتیں ہیں ان سے احتراز کرنا چاہیئے اگر داخلہ کا موقع ملے تو آداب داخلہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

(۴۱) اکثر آدمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ مسجد حرام میں فقراء کو روٹی یا نقد وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور فقرا آپس میں چھینا جھپٹی اور شور وشغب کرتے ہیں یہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے جو کچھ تقسیم کرنا ہو مسجد سے باہر تقسیم کرنا چاہیئے ورنہ مسجد کی بے حرمتی کے گناہ میں تقسیم کرنیوالا بھی شریک ہوگا۔

(۴۲) جو جانور کسی جنایت کے بدلہ میں ذبح کیا جائے اس میں سے خود کھانا یا مالدار کو کھلانا جائز نہیں وہ فقراء کا حق ہے۔ بعضے لوگ خود بھی کھا لیتے ہیں اگر کسی نے غلطی سے کھا لیا تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔

(۴۳) بعض لوگ مذبح اسمٰعیل علیہ السلام میں پتھر پر پتھر رکھتے ہیں[۲] ہیں کہ اس سے عمر بڑھ جاتی ہے یہ عقیدہ غلط اور بے اصل بات ہے۔

(۴۴) چاہِ زمزم کے چاروں طرف کی زمین مسجد حرام کا جزو ہے اس کے احکام مسجد کے ہیں اس میں تھوکنا ناک کی ریزش گرانا، جنبی کو وہاں آنا اور محدث کو وضو کرنا وہاں جائز نہیں، تبرک کے لئے بدن پر وہاں پانی ڈالنے کا مضائقہ نہیں، اس جگہ اکثر لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں، بلغم ڈالتے ہیں وضو کرتے ہیں یہ بڑی بے ادبی اور گناہ ہے۔

(۴۵) مسجد حرام میں آب زمزم کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہے مسجد حرام میں بہت سے لوگ پانی پلاتے

---

[۱] مقام ابراہیم کو لوگ چومتے ہیں اور بوسہ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے (حیات القلوب)

[۲] جنۃ المعلاۃ میں لوگ ایک دو پتھر نشان کیلئے رکھتے ہیں کہ میری قبر یہاں ہو اور لوگ بھی حاجیوں کو وصیت کرتے ہیں کہ میرے لئے بھی معلاۃ میں قبر کا نشان بناتے آنا، یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں ۱۲ تیسیر محمد سے رد المحتار ص۶۹۱ ج۲

ہیں پانی پلانا بڑی اچھی بات ہے مگر اکثر پانی پلانے والے محض اس واسطے پانی پلاتے ہیں کہ اس کے معاوضہ میں کچھ لیں اور اب عام دستور ہو گیا ہے کہ پلانے والے اس کا معاوضہ طلب کرتے ہیں اور بعضے تو نہ دینے والے کو برا بھلا بھی کہتے ہیں اور پینے والے بھی اکثر دینے کے عادی ہو گئے ہیں اور بالکل "بیع تعاطی" کی صورت ہو گئی ہے۔ ایسے لوگوں کو پانی پلانا اور ان سے اس طرح پینا ناجائز ہے اس کے علاوہ ان کے پانی پلانے میں اور بہت سے قبائح ہیں جن کو صاحب مدخل نے بیان کیا ہے اور ہم نے بھی ان کو "معلم الحجاج" میں ذکر کیا ہے۔

(۴۶) مساجد کی تعظیم میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں، "مسجد خیف" میں بعضے آدمیوں کو دیکھا کہ اسی میں کھانا پکاتے ہیں برتن دھوتے ہیں اور بعضے بدتمیز تو پیشاب بھی کر دیتے ہیں اور اس کا فرش چونکہ خام ہے اس لئے اس کو قابلِ احترام نہیں سمجھتے۔ مسجد پختہ ہو یا خام مسجد ہے سب کا ادب برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ادب کی توفیق عطا فرمائیں اور بے ادبی سے محفوظ رکھیں،،

(۴۷) حجاز کا روپیہ جس کو ریال کہتے ہیں انگریزی روپے سے وزن میں زیادہ ہے بعضے آدمی اس کو بھی انگریزی روپے کے قائم مقام سمجھ کر لین دین اور تبادلہ کر لیتے ہیں اور بعضے نوٹ پر بٹہ بھی لیتے دیتے ہیں یہ ناجائز ہے، اگر حجازی روپیہ انگریزی روپیہ سے بدلو تو روپیہ و کم قرش (حجازی آنے) لے لو تاکہ سود لازم نہ آئے، یا کچھ قرش لے لو اور کچھ چاندی کے سلے

(۴۸) بیت اللہ پر جو خوشبو لگی ہوتی ہے اس کو تبرک کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں بعضے لوگ تبرک سمجھ کر استعمال کرتے ہیں ایسے ہی بیت اللہ کا موم بھی تبرکاً لینا جائز نہیں اور نہ خدام کعبہ سے اس کا خریدنا جائز ہے، اگر کوئی خوشبو یا موم کو تبرک کے لئے لینا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی خوشبو لاکر بیت اللہ پر لگائے اور اس میں سے جس قدر چاہے لے لے ایسے ہی اپنی موم بتی لاکر بیت اللہ کے دروازہ پر جلائے اور پھر باقی کو اٹھالے،،

(۴۹) بعضے آدمی جن پر حج فرض نہیں ہوتا غلبۂ شوق میں آ کر حج کو چل دیتے ہیں اور چونکہ قوت توکل اور غنائے قلب بھی ان کو حاصل نہیں ہوتی لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں خود پریشان ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں اس طرح مانگ کر حج کرنا حرام ہے۔
(۵۰) بعضے لوگ احرام میں ایسا سلیپر یا جوتا استعمال کرتے ہیں کہ جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی (جو نیچے سے اوپر کو ہے اور اٹھی ہوئی ہے) چھپ جاتی ہے ایسا سلیپر اور جوتہ احرام میں استعمال کرنا جائز نہیں جس سے یہ ہڈی چھپ جائے، اس لئے یا تو اتنا حصہ کاٹ دیا جائے یا اس میں اگلی جانب کپڑا وغیرہ دے لے تاکہ ہڈی کھلی رہے۔

روضۂ مقدسہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر سلام پڑھنے والوں کی غلطیاں

(۵۱) بعضے لوگ روضۂ اقدس علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ کی زیارت کے وقت روضہ کی جالیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں یا بوسہ دیتے ہیں یہ سب امور ناجائز اور خلاف احترام ہیں ایسی حرکات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کرنا گستاخی ہے اور وہاں گستاخی اور بے ادبی کرنا بڑا گناہ ہے، بعضے ناواقف سجدہ تک کرتے ہیں۔ خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے عظمت و احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے سلام پڑھنا چاہیئے اور خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی بے ادبی نہ ہو جائے
(۵۲) اکثر زائرین بہت بلند آواز سے چیخ چیخ کر روضہ پر سلام پڑھتے ہیں اور بے انتہا شور و شغب کرتے ہیں یہ خلاف ادب ہے نہ زیادہ چیخنا چاہیئے نہ زیادہ آہستہ کہنا چاہیئے بلکہ متوسط آواز سے سلام پڑھنا چاہیئے۔
(۵۳) بعضے زائرین روضہ میں بیٹھ کر تمر صیحانی کھانے کو ثواب سمجھتے ہیں اور اپنے بال کاٹ کر قندیل میں ڈالتے ہیں اور اس قسم کی بہت سی خرافات کرتے ہیں یہ سب باتیں بے اصل ہیں اور بے ادبی میں داخل ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ان اغلاط کے بعد ہم ایک زبردست غلطی کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں وہ غلطی حج کرنیوالوں کی نہیں بلکہ حج نہ کرنیوالوں کی ہے، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان پر حج فرض ہو جاتا ہے مگر وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہم پر حج فرض نہیں ہوا، اس غلطی میں مبتلا ہونیکی مختلف وجوہ ہیں اوّل یہ کہ سفر مدینہ منورہ کے مصارف کو بھی حج کے مصارف میں شمار کیا جاتا ہے اور عام طور پر اعلانات و اخبارات میں بھی ان مصارف کو مصارف حج میں داخل کرتے ہوئے حج کے مصارف بتلائے جاتے ہیں دوسرے یہ کہ تحائف و ہدایا صدقات اور تبرکات کی رقم کو بھی حج کے مصارف میں شمار کیا جاتا ہے حالانکہ شرعاً حج فرض ہونے میں سفر مدینہ منورہ اور تبرکات وغیرہ کے مصارف کا اعتبار نہیں بلکہ ہر اس شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے کہ جس کے پاس اتنا مال موجود ہو کہ اپنے ضروری کاروبار اور گذر اوقات اور واپسی تک اپنے اہل وعیال کا خرچہ نکال کر اس قدر روپیہ بچ رہے کہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک بلا کسی دقت اور تکلیف شدید کے اپنی حیثیت کے مطابق آجا سکتا ہے، غرضیکہ مصارف حج میں صرف وہ روپیہ شمار ہوگا جو مکہ مکرمہ تک آنے جانے کھانے پینے وغیرہ میں اور دیگر ضروریات سفر میں خرچ ہوگا، تحائف و تبرکات اور سفر مدینہ منورہ کے مصارف اس میں شمار نہیں ہونگے، البتہ حکومت کا ٹیکس فیس معلمی اور دیگر مصارف جو حکومت نے قانونی طور پر حجاج پر مقرر کر رکھے ہیں وہ شمار ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس نقد روپیہ حج کرنے کے لائق موجود ہو اس پر حج فرض ہوتا ہے اور جائداد یا مال والوں پر حج فرض نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے روپیہ نقد ہونا حج فرض ہونیکے لئے شرط نہیں ہے بلکہ اگر کسی کے پاس اتنی جائداد ہے یا اور کوئی مال ہے کہ اگر اس میں سے کچھ حصہ فروخت کر دیا جائے تو اس سے حج کے مصارف اور اہل وعیال کے خرچہ کے علاوہ اتنی جائداد اور مال باقی رہیگا جس سے آئندہ اپنی گذر اوقات سہولت سے ہو سکتی ہے تو اس پر حج فرض ہو جائے گا۔

جس پر حج فرض ہو جائے اس کو جلدی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور دنیوی مشاغل کی وجہ سے تاخیر نہ کرنی چاہیئے۔ دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر دین کی اشرفیوں کو ضائع کرنا اور آخرت کے لئے ذخیرہ نہ کرنا بڑی کم فہمی اور نقصان کی بات ہے،

مبادا دل آں فرومایہ شاد — کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ (ابوداؤد) جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اس کو جلدی کرنی چاہیئے۔

اور دوسری حدیث میں بڑی سخت وعید آئی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ جن پر حج فرض ہو گیا اور بلا عذر انھوں نے حج نہیں کیا۔

عن ابی اُمامۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ او سلطان جائر او مرض فلیمت ان شاء یھودیا او نصرانیا (رواہ الدارمی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے نہیں روکا اور بلا حج کئے مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر مرے۔

جب حج فرض ہو جائے تو جہاں تک ہو سکے جلد ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جاؤ، زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، زیارت مدینہ منورہ کا اگر سامان نہ ہو تو اس کی وجہ سے تاخیر نہ کرو اگر اللہ کو منظور ہو گا تو پھر کسی وقت یہ دولت بھی حاصل ہو جائیگی اور بالفرض اگر زیارت نہ بھی نصیب ہوئی اور آپ کا پختہ ارادہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اگر وسعت دیں گے تو مدینہ منورہ حاضر ہوں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ارادہ کا بھی اجر کچھ کم نہ ملیگا،،

اللھم وفقنا لاداء المناسک کما تحب وترضی وارزقنا العود بعد العود المرۃ بعد المرۃ الی بیتک الحرام وشرفنا بزیارت حبیبک وسید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۵ھ — احقر سعید احمد بن نور محمد اجراڑوی غفرلہٗ